

لَا فُتَا قُدُوسِ

مُؤَلَّفِ

حضرت شیخ مولانا رکن الدین علیہ
رحمۃ اللہ علیہ

فہرست از مجتہد

حضرت قطب عالم شیخ مظہر الدین عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر و پبلشر: احسان الملک محل صابری کاپور

لَاطِفُ الْقُدُوسِ



مُؤَلَّفِ
حَضْرَتِ شَيْخِ مَوْلَانَا رُكْنِ الدِّينِ عليه السلام

وَسَيِّدِ رَاغِبِ
حَضْرَتِ قُطْبِ عَالَمِ شَيْخِ مِظَنُّ الدِّينِ عَبْدِ الْقُدُّوسِ رحمۃ اللہ علیہ
گنگوہی رحمت اللہ علیہ

ناشر و پبلشر :- احسان الملک محل صابری کانیپور

وہ اک نگاہ کرتی ہے مسرت مندوں کو
 غضب یہ ہے کہ کبھی محسب بھی ہوتی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

اس ذاتِ احد کی حمد کے بعد جسکی احدیت کا سمندر اسکی وحدت کا بطون (حال ہے) اور جسکی واحدیت کا سمندر موجب کثرت ہے اور جس کی حکمت ازلی سے ہر دو سمندر باہم ضم ہیں اس انداز سے کہ وحدت کثرت میں جلوہ گر ہے مَرْجَحُ الْبَحْرِ ثِنِّ يَلْتَقِيْنِ (اسی نے دریا رواں کئے جو آپس میں (ظاہراً) ملتے ہیں اور حقیقت میں دونوں کے درمیان حجاب ہے) میں اسی حکمت کا راز پنہاں ہے۔ قَبَائِحُ الْاَعْمٰرِ سَبَّكُمَا تَكْنِ بَنُ ط (تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے) اسپر مہر تحقیق ہے اور صلوٰۃ احمدی ان دونوں کے مابین برزخ وحدنا ضل ہے۔ تاکہ بطون وحدت (ساس و باطن وحدت) ظہور کثرت میں خارج نہ ہو اور ظہور کثرت بطون وحدت کی محویت کا باعث نہ بنے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيْنِ (دونوں میں ایک آرٹ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ یعنی وحدت و کثرت باوجود ملاپ کے اپنی اپنی حیثیت میں ممتاز ہیں اور اسی لئے فرمایا قَبَائِحُ

الْاَعْرَاسَ بِتِلْكَ اَتَكْذِبُ بَن رتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو
 جھٹلاؤ گے، کل انبیاء و اولیاء پر صلواتِ تیات ہو جو ان سمندروں کی
 تہ میں بشل موتی ہونگے اور جواہرات کے تھے جن کو حضورِ حق کی محبت اور
 عشق کی لہر ان سمندروں کے سوا حل پر عالمِ ظہور میں لائی یَخْضِبُ
 مِنْهُمْ مَا اللّٰهُ لَوْ عَزَّ وَ الرَّجَّانِ رُودوں دریاؤں سے موتی اور ہونگے
 نکلتے ہیں، کا حکم اسی ضمن میں ہے۔ اور بیشک فَبِآیِ الْاَعْرَاسَ بِتِلْكَ
 تَكْذِبُ بَن اسی ثمر پر حجت ہے۔

عرض کرتا ہے۔ فقیہ حقیقہ درویشوں کے پاؤں کی خاک، دلفگارِ عشق
 و مستوں کا جلیس و خادم اور فنا فی اللہ عارفوں کی تلچٹ شوق کرنے
 والا رکن الدین بے تسکین اپنے والد و شیخ المشائخ حضرت قطب
 الاقطاب سلطان العاشقین برہان الواصلین شیخ عبدالقدوس
 حنفی الپشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ کا جاروب کش بمصداق
 لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِی الْاَلْبَابِ یعنی یہ
 بالتحقیق مُسَلَّم ہے کہ انبیاء و اولیاء کے قصوں میں صاحبِ فہم و
 بصیرت اور حق الیقین سے آسودہ قلوب کیلئے عبرت ہے اور اس
 آیت وَ كَلَّا نَقْصُصُ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا
 نُنَبِّئُ فَوَادِكِ (اے رسول اور ہم نے سب نبیوں کا واقعہ بیان
 کیا تا کہ آپ کا دل مطمئن ہو جائے، کہ اپنی باطنی بصیرت سے سمجھتا

ہے۔ اے میرے عزیز اس امر پر بھی آگاہ ہونا چاہیے کہ راہِ حق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی استقامت کو سابقہ قصص انبیاء سے کیسے مربوط کرتے ہیں اور وہ کیسے سالکوں کے قلوب کی تشفی کا باعث ہوتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مشائخ کے کلمات و احوال اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں اور ان کا جذبہ عین جذبہ حق ہے۔ یعنی مردانِ دین کے احوال اور اہل یقین کے اقوال نفسِ ربانی و جذبہ حانی ہیں جو مردہ دل کو زندہ، خوابیدہ کو بیدار اور غافل کو سرگرم عمل کرتے ہیں۔ سلسلہ شوق (عشق) کو حرکت میں لا کر، محبت کا شعلہ روشن کر کے، کیفیت بے قراری و بیچینی کو پیدا کر کے عالم بخودی میں سوسے حق کا مزن کرتے ہیں۔ اسی بنا پر میری خواہش تھی کہ بعض احوال کا ذکر جو میں نے اپنے والد پیر و سنگیر حضرت قطب العالم سے سنے ہیں اور بعض ان انوار و اسرار کو جو خود میں نے مشاہدہ کئے ہیں سپرد قلم کروں اور ان مقامات و احوال کو جو اس حقیقہ کی فہم و فراست نے اخذ کئے قلب بند کروں اور اس موضوع پر تہمتہ مرتب کروں۔ کیا عجیب ہے کہ اس کے مطالعہ سے طالبِ صادق میں جذبہ الفت الہی پیدا ہو کر نسیمِ رحمن حرکت میں آئے اور وہ اس راہِ حق میں جان کی بازی لگا کر (محبوب کی خاطر) جہان کو چھان ڈالے۔

مگر درآید یک نسیم از سوسے تو پائے کو باں جاں دہم در کھئے تو

اور اس راہ طریقت و سلوک، کی سختی و تکالیف میں بندگانِ حق کا
 مجاہدہ و ریاضت اسکی تشفی و اولوالعزمی کا باعث بنیں اور وہ کُلُّ
 مَسْئُولٍ لِّمَا خَلَقَ لَنَا اپنا وظیفہ بنا کر کار و بار (عشق) میں سستی نہ کرے
 (اور ہر مخلوق پر آسان کر دیا گیا جو اسکے لئے حکم ہوا) ۷ بیت

تن از پے کار آمدہ بکار مدار ۶ دل از پے یار آمدہ بے یار مدار
 میرے شیخ حضرت قطبی نے عمر کے آخری ایام میں سکوت اختیار
 کر لیا تھا۔ متواتر عالمِ محویت و حیرت میں رہتے تھے۔ ان تمام اوراق کو
 جو حضرت قطبی کی تصنیف تھے جمع کرنے کی غرض سے اس حقیقت نے
 حضور قطبی سے اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ بعض ارشادات جو خود
 میں نے حضور کی زبانی سُنے ہیں اور بعض وہ جو میں نے خود معائنہ و مشاہدہ
 کئے ہیں اور مجھے یاد بھی ہیں میں ضبط تحریر میں لانا چاہتا ہوں۔ فرمایا علم
 اسی کا نام ہے (یہی حق علم ہی ہے) اس ارشاد سے میری ہمت افزائی
 ہوئی اور میں نے لکھنا شروع کیا۔

اس میں سے کچھ حکایات حضور شیخ قطبی کی حیات میں، ماہِ جادی الاولیٰ و جادی الثانی
 ۹۴۴ھ میں تحریر ہوئیں اور باقی آپ کی وفات کے بعد لکھی جاسکیں چونکہ اوراق کا نفس
 مضمون حضرت قدوس کے لطائف و کوائف پر مشتمل ہے۔ اسلئے اسی نسبت سے میں
 نے اس کا نام لطائف قدوسی رکھا اور یہ تحریر حضرت پیر و ستیگر کے مناقب پر تکمیل
 پذیر ہوئی۔ (اَلسَّعِيدُ مَنْ سَعَدَ بِرَبِّطَيْنِ اَقْبَاهَا)

خادم الفقہاء شیخ رکن الدین



دراگاہ شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری رحمت اللہ علیہ اجیر شریف



درگاہ شریف حضرت مخدوم سید علاء الدین
علی احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ شریف



عبد القدّوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ شریف
درگاہ شریف حضرت قطب عالم شیخ مظہر الدین



مزار مبارک حضرت مخدوم احمد عبدالحق
 ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ ردو لوی شریف

لطائف درج ذیل ہیں

لطیفہ نمبر ۱۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ
مِنَّا الْحَسَنٰی اُولٰٓئِكَ عِنْدَہَا مُبْعَدُوْنَ یعنی جو لوگ ہمارے حضور سبقت پا چکے
ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں ہمارا خاص احسان ہے۔ یعنی تقاضائے
(جن کا ظہور اعیان سابقہ سے ہے) کی رو سے ہم نے انہیں استعداد
تقابلیت و سعادت ان کمالات کے تحصیل و ظہور کی ودیعت کی ہے اور
ان کو دوزخ سے محفوظ رکھا ہے یہ وہی مقربان بارگاہ صدی ہیں جو ہمارے
علم ازلی کی بدولت ہجرو دوری سے نجات پا چکے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السعید من سعد
فی بطن امہ یعنی سعید شکم مادر ہی سے سعید ہوتا ہے مقبول ازلی
اور ازلی علم یافتہ کو کوئی ادبار یا نقصان لاحق نہیں ہوتا۔ اس کی
دولت سعادت (معرفت حق) کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی
اس کو کل اسباب سعادت میسر ہوتے ہیں اسی لئے کوئی خرابی یا نقصان
اس کے کمالات باطنی کی تحصیل میں مانع نہیں ہوتا ہے۔

۱۔ وہ علوم و صورت وجودت ذلت میں مستور ہیں۔ اور اعیان ثابتہ سے بلند درجہ بطول
میں ہیں۔ اس لئے الہی کی وہ صورتیں جو علم باری تعالیٰ میں ہیں۔ کلی صورت کو اہمیت و حقائق
اور جزوی صورت کو صوفیائے کرام نے ہوت کا نام دیا ہے (یا مرتبہ علم سبحانہ تعالیٰ)

اسی لئے خرابی یا نقصان اسکے کمالات باطنی کی تحصیل میں مانع نہیں
 میسر لما خلق لہ یعنی جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کی
 تکمیل کے لئے آسانی اور توفیق بھی فراہم کی گئی ہے۔ اور اے عزیز
 بالخصوص وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ حدیث شریف میں جو بطن امہ
 آیا ہے اس سے اعیان مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر استعداد و جو اعیان
 ثابتہ یعنی علم باری تعالیٰ میں مقرر ہے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ہو سکتا
 ہے کہ امہ سے مراد اعیان ثابتہ ہو اور بطن امہ سے مراد مرتبہ شیونات
 ذاتیہ ہو کیونکہ مرتبہ شیونات ذاتیہ بہ نسبت اعیان ثابتہ کے زیادہ خفی اور
 بلند ہے اور جو کچھ کہ اعیان ثابتہ میں ہے شیونات کے فیض اقدس کے
 سبب ہے اور جو کچھ عالم وجود میں ہے وہ بقا ضائے فیض مقدس
 اعیان ثابتہ ہے اس لئے اب وہی سید ہے جس کے لئے اعیان ثابتہ
 کے ہر دو فیض کی مدد سے آثار و کمالات سعادت مقرر ہیں اور تاابد
 ان ہی انوار و اسرار کمالات کی رو سے خاصان حق کا ظہور ہوتا رہیگا
 حضرت قطب الاقطاب غوث الاسلام والمسلمین و سلطان العارفین
 برہان العارفین میرے والد و شیخ و مخدومی و مولائی شیخ المشائخ شیخ
 عبد القدوس بن شیخ المشائخ شیخ اسماعیل بن قاضی صفی الدین شمس
 مصنف علوم قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم (جو کہ ازل ہی سے سید تھے)
 سے صغریٰ ہی میں آثار و احکام سعادت ظاہر ہوئے بلکہ آپ جب

صلب ہی میں تھے تو حضرت کے باکمال ہونیکی خبر دنیا میں پہنچ گئی تھی۔ منقول ہے کہ آپ کے والد حضرت شیخ اسماعیل اپنے بچپن میں ایک دن دوسرے بچوں کے ہمراہ حضرت مخدوم العالم صاحب مخشف و کمالات شیخ احمد عبدالحق کی زیارت کو گئے سب بچے حضرت مخدوم العالم کے دروازہ میں سے ان کی زیارت کر کے واپس ہو جاتے تھے جب حضرت شیخ اسماعیل کی باری اور انہوں نے زیارت کی غرض سے دروازہ میں سے اندر دیکھا تو ان کو دیکھتے ہی حضرت مخدوم العالم نے شیخ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر ان کی پشت کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اس بچہ کی پشت میں ہمیں ایک ایسا بیٹا نظر آتا ہے جو قطب وقت ہوگا اور اس کا باطنی تعلق ہم سے ہوگا۔ ہماری کل باطنی اسی کو پہنچے گی اور ہمارے خلفاء میں ممتاز و متمیز ہوگا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

السعيد من سعد في بطن امه۔ پیدائش کے بعد صغر سنی ہی سے جب بچوں میں کھیلتے تھے اس کا عزم کئے ہوئے تھے کہ تنہائی اور علیحدگی اختیار کر کے طلب حق کی راہ میں جان و جہان کی بازی لگا دینگے خواہ اسکے لئے کوہ و بیابانوں کی خاک ہی کیوں نہ چھانی پڑے اور اسی امر عظیم کی تکمیل کی خاطر آپ ایسے ہی خدارسیدہ دوست اور مصاحبوں کی مجلس اختیار کرتے تھے اور بالآخر حضرت شیخ قطبی کی تمام توجہ حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کی طرف مبذول ہو گئی اور

فیض روحی اور پرورش باطنی حضرت مخدوم العالم کی روح مبارک سے منسلک ہو گئی اور حضرت مخدوم العالم کے فیض و ارشاد روحی سے متواتر و عدم فیضان جاری ہو گیا اور حضرت کی پرورش اور تکمیل سلوک ہونے لگی اس فیض روحانی کو فیض اویسی بھی کہتے ہیں جیسا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحی فیض نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی پرورش فرمائی۔ بے شک السعید من سعد فی بطن امہ

مکتوب نویسی

لطیفہ نمبر ۲۔ ایک روز حضرت قطبی کے والد شیخ اسماعیل نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ وہ مکتوب مطالعہ کیا کریں چنانچہ و بجز حضرت قطبی سب فرزند لکھنے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت شیخ اسماعیل اپنی سی کوشش کر چکے تو ایک دن حضرت قطبی نے کہا کہ مکتوب کے پڑھنے اور لکھنے والے چور اور دغا باز ہوتے ہیں اس پر شیخ اسماعیل نے جواب دیا کہ اے میاں سب چور اور دغا باز نہیں ہوتے۔ اسکے بعد حضرت شیخ اسماعیل نے ان کو کبھی کوئی حکم نہیں دیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب غیب سے عطا و بخشش کی تو علم لدنی سے آپکی مکتوب نویسی انتہائی اعلیٰ ہو گئی۔

چنانچہ حضرت قطبی کے مکتوبات قابل مشاہدہ اور دیدنی پر جو

حسن تحریر اور خط آپ کو عطا ہوا۔ وہ دوسروں کو نصیب نہ ہوا۔ چنانچہ مصلحت اور کافیہ جو آپ نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا اس کا مشاہدہ اور مطالعہ ہی سے تعلق ہے۔ ہاں سعید ازیلی کے لئے کل مسیر لما خلق لہ۔ السعید من سعد فی بطن امہ

نفسِ امارہ کی اصلاح

لطیفہ نمبر ۴۔ بچپن میں حضرت قطبی کی یہ عادت تھی کہ مسجد میں جا کر تمام نمازیوں کی جوتیوں کو سیدھا کر کے اس قرینے سے رکھ دیا کرتے تھے کہ نمازی بہ آسانی پہن سکے۔ کافی عرصہ اسی عادت میں مصروف گذر گئے۔ جب آپ کے والد حضرت اسماعیل کو اس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا اے عزیز آدمی کو خود کو اتنا بھی تہ کرانا نہیں چاہئے اور یہ بھی عادت شریف تھی کہ مسجد میں اول وقت جا کر صف اول میں بیٹھ جاتے۔ جوں جوں نمازی آتے یہ سب کو اپنی جگہ دیتے جاتے۔ یہاں تک کہ آخری صف میں سب سے پیچھے پہنچ جاتے۔ حضرت کی ان سب کاموں کو اختیار کرنے کی غرض نفسِ امارہ کی درستگی اور اپنے نفس کو عاجزی اور خاکساری کا عادی بنانا تھا

ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

اولیاء تحت قبائی لا یخرفہم غیرى

لطیفہ نمبر ۴: ایک مرتبہ جب قطب الاقطاب نے ماہ صفر کے ایام میں ملک العلماء مخدوم قاضی صفی کے چچا زاد بھائی شیخ فخر الدین کا قصہ سنا کہ انھوں نے پچاس سال تک پانی نہیں پیا تھا تو حضرت قطب الاقطاب نے بھی پانی پینا ترک کر دیا۔ اس زمانہ میں آپ مکتب میں قرآن شریف کی تختی پڑھتے تھے۔ دس بارہ دن تک ایک قطرہ بھی پانی کا آپ کے جسم مبارک میں نہ گیا تو آپ کا جسم زرد پڑ گیا۔ حضرت قطبی کے بڑے بھائی نے اس کی وجہ دریافت کی تو کوئی جواب نہ دیا جانتے تھے کہ راز فاش ہو جائیگا اسلئے خاموشی سے پانی پی لیا۔ بیشک السعید من سعد فی بطن۔

امد۔

قصہ شیخ فخر الدین مذکور کایوں ہے کہ وہ حضرت کسی کو بھی اپنے حجرہ میں داخل نہیں ہوتے دیتے تھے۔ ایک روز حاکم قصبہ ردولی انکی ملاقات کیلئے آیا، حضرت مخدوم شیخ قاضی صفی ان کے ہمراہ تھے۔ شیخ فخر الدین نے حجرہ کا دروازہ کھولا اور اندر ہی سے کہا کہ ”ہمیں فرصت نہیں ہے۔“ الغرض قاضی صفی نے مصروفیت کا سبب دریافت کیا اور بہت پوچھا مگر شیخ فخر الدین نے ظاہر نہ کیا۔ قاضی صفی ان کے بڑے بھائی تھے اور اسناد بھی اسلئے ان کا اصرار بڑھتا گیا اور یہ مجبوری ظاہر کر دیا کہ ”پچاس کی حرارت کے خلبہ کی بناء پر دروازہ بند کیا ہوا ہے اور لوگوں سے

ملنے سے احتراز ہے۔

شیخ صنعی نے کہا کہ ”پانی تو موجود ہے پھر لی کیوں نہ لیا ماہ رمضان تو نہیں ہے۔ جواب دیا کہ ”اس زمانہ سے جب ہم تمہارے ساتھ جو بنور میں پڑھتے تھے اسکے بعد تم سے جدا ہونیکے وقت سے اس وقت تک ہم نے پانی نہیں پیا ہے۔ کبھی کبھی پیاس کا اس درجہ غلبہ ہوتا ہے کہ گویا دریا سے منہ لگا کر پانی پینے لگیں گے تو دریا خشک ہو جائے گا پانی باقی نہ رہے گا۔ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک ہو جائے ہم حضرت رسالت پناہ کے روبرو شرمندہ ہوں۔ سب حرارت کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہوں۔“ اس کے بعد اس مدت کا حساب کیا تو پچاس سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ جب ان کا یہ راز فاش ہو گیا تو وہ خلق سے روپوش ہو گئے۔ اولیاء تحت فی لایعزمنہم غیری۔ یعنی اولیاء ایسے لباس میں مستور ہیں کہ انھیں کوئی غیر نہیں پہچانتا۔

علم صرف میں نسخہ بحر الاشباب کی تصنیف

لطیفہ نمبرہ۔ جب حضرت قطبی کتب کے مطالعہ میں مصروف ہوئے تو تمام دن مطالعہ میں گذرتا اور تمام رات عبادت میں مشغول رہتے استادوں نے ان کو زیادہ دہین پایا تو زیادہ لطف و شفقت کرنے لگے علم صرف کے نسخے عالم طفولیت ہی میں پڑھ رہے تھے اور اپنے اپنے بچپن کے ایام ہی میں علم صرف میں نسخہ بحر الاشباب تصنیف فرمایا۔ انتہائی جامع سوال و جواب پر مشتمل تھا ان کے اساتذہ نے اس نسخہ کو پڑھ کر فرمایا کہ علم صرف کیلئے تو یہ ایک نسخہ ہی کافی ہے وہ ہندوستان کی شورش کے زمانہ میں ضائع ہو گیا جب نسخہ مصباح قاضی شہاب الدین شروع کیا تو اساتذہ کی تحریر کرتے تھے اور بطور شرح کے باحاشی جمع کر رہے تھے ان تقاریر کا مجموعہ بھی ضائع ہو گیا۔ اس کے بعد قاضی شہاب الدین کا نسخہ کافیہ باحاشی شروع کیا۔ اور جب بحث ”مینیات“ کا مطالعہ کر رہے تھے تو جذبہ عشق ربانی نے غلبہ کیا اور محبت کی آگ باطن میں بھڑک اٹھی تو نسخہ مذکور کو لپیٹ کر رکھ دیا اور حصول علم ماسوا اللہ کو ترک کر کے آخرت کے توشہ کی تحصیل میں وَتَبْتَئِلَ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اور ہر طرف سے فارغ ہو کر اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

ہجرت الخلق طرانی سوا کا ۛ وایتت العیال لکی اراکا

وَلَوْ قَطَعْتَنِي فِي الْحَبِّ اَرَبًا ۝ لَمَّا مِنْ الْفَوَادِ اِلَى سَوَاكَ
 امیں نے تیری خاطر خلق کو چھوڑ دیا اور تیرے دیدار کیلئے اپنے اہل و عیال
 سے رشتہ منقطع کر لیا۔ تو نے اگر میری محبت کو منقطع کر لیا تب بھی میرے
 دل میں محبت کے علاوہ کچھ نہیں

کتاب حیرت بندگی

لطیفہ نمبر ۶۔ ایام جذب میں ایک روز حضرت قطبی کی ملاقات
 اپنے استاد حضرت میاں شیخ فتح اللہ (عرف میاں چکنہ دانشمند) سے
 ہوئی۔ میاں چکنہ کو حضرت کی استعداد اور فیاضی طبع کا علم شروع ہی سے
 تھا۔ سمجھتے تھے کہ انتہا تک تو کہاں ہونگے۔ پوچھا ”اب آپ کون سی
 کتاب پڑھتے ہیں؟“ حضرت قطبی نے جو جوش مستی میں و عشق ربانی
 سے مسور تھے۔ جواب دیا۔ ”کتاب حیرت بندگی“ میاں چکنہ مذکور کو
 تعجب ہوا۔ فرمایا ”میاں تم حضرت شیخ اسماعیل دانشمند کے فرزند ہو
 حضرت قاضی صفی دانشمند کے پوتے شیخ عبدالصمد دانشمند کے بھائی ہو
 یہ بات کیوں کہتے ہو؟“

حضرت قطبی بڑا سا چوڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک چرمی تکیہ بھی ساتھ
 تھا۔ میاں چکنہ نے کہا۔ ”یہ لباس بھی مدار یوں کا ہے“ اس زمانہ میں
 مداری گمراہ اور لحد شمار ہوتے تھے۔ حضرت قطبی نے فرمایا ”ہمیں مدار یوں

کا لباس نہیں ہے۔ حضرت قطبی کی ابتدائے حال میں بوجہ شورش عشق ہر طبقہ کے لوگوں کے ساتھ صحبت تھی چونکہ علم لدنی سے بہرہ ور تھے اسلئے ہر کوئی آپ کی طرف متوجہ ہوتا تھا

اور ان کے باطنی احوال کا معترف ہو جاتا تھا۔ حضرت قطبی ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ شرع سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہ کرتے تھے۔
ہاں السعید من سعدنی بطن املہ

الخیر لا یؤخر

لطیفہ نمبر۔ حضرت قطبی نے علم ظاہری اور کتب کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت قطبی کے والد حیات نہ تھے البتہ آپکی والدہ محترمہ حیات تھیں جو آپ کی تحصیل علم سے بے توجہی پر اتنا رویا کرتی تھیں جیسے کوئی میت کے موقع پر بنے تھا اشار و تاہوا اور یہ الفاظ زبان مبارک سے بھی فرمایا کرتی تھیں کہ افسوس صد افسوس اگر یہ پڑھتے تو کامل دانشمند ہوتے کیونکہ طبیعت زیرک پائی ہے، آخر کار حضرت قطبی کی والدہ اپنے بھائی قاضی والیان کے پاس گئیں وہ قصبہ ردولی کے حاکم تھے اور تھے بھی صاحب حال و کمال۔ ان سے جا کر شکایت کی کہ تمہارے بھانجہ شیخ عبدالقدوس نے غلط راہ اختیار کر لی ہے۔ کتابوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ تعلیم سے بالکل و بچپی نہیں ہے ان کو تنبیہ

کرو تا کہ تعلیم کو ترک نہ کریں۔ قاضی مذکور نے حضرت قطبی کو بلا کر کہا ”کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ میں تمہیں سخت سزا دوں گا“ حضرت قطبی نے جواب دیا الخیر لا یؤخر“ خیر میں دیر کیسی“ مشیت الہی سے اسی وقت کچھ مخینہ (ڈومینیاں) عورتیں پہنچ گئیں اور کچھ کلام گانے لگیں۔ حضرت قطبی پر کیفیت و مستی عشق طاری ہو گئی اور رقص کرنے لگے یہ حالت دیکھ کر قاضی مذکور نے اپنی بہن کو سمجھایا کہ ان صاحبزادے کی حالت ہی کچھ اور ہے کوئی فکر نہ کرو۔ یہ سب بہتر رہینگے گو حضرت قطبی نے پڑھ کر علم حاصل نہیں کیا تھا بلکہ ہمیشہ دیرانوں اور تنہائی میں ریاضت و مجاہدات میں عمر گزاری تھی لیکن چونکہ ازل ہی سے صاحب علم تھے اسلئے علم لدنی کا دروازہ آپ پر اس طرح کھلا ہوا تھا کہ علم ظاہری اور باطنی اس حد تک حاصل ہو گئے تھے کہ اس زمانہ میں علماء اور اساتذہ آپکے سامنے دم مارنے کی سکت نہ رکھتے تھے اور بجز اطاعت و تسلیم کے کوئی چارہ نہ تھا۔ ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

شغلِ باطن

لطیفہ نمبر ۶۔ اس زمانہ میں حضرت شیخ خواجگی سدھوری یگانہ روزگار عابد و زاہد خیال کئے جاتے تھے اور قصبہ سدھور میں رہتے تھے۔ حضرت قطبی ان کے زہد و عبادت سے بہت متاثر تھے۔ جب حضرت قطبی قصبہ سدھور تشریف لے جاتے تو ان سے ضرور ملاقات کرتے تھے۔ ایک دن

حضرت قطبی نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے تکمیل علم نہیں کی ہے۔ بالخصوص علم اصول تو بالکل نہیں آتا۔ کیا کروں؟ شیخ خواجگی نے فرمایا ”میں جاؤ۔ شغل باطن میں مصروف رہو۔ اس راہ میں تمام اصول“ فروع ہیں اور تمام فروع اصول ہیں۔ کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی“ اور فی الحقیقت ہوا بھی یہی۔ گو حضرت قطبی نے اساتذہ سے تعلیم حاصل نہ کی تھی تاہم اس حقیر فقیر کو نسخہ شاہی اور حاسی اور علم اصول پڑھایا کرتے تھے اور جب اس فقیر نے نسخہ کشف منار دہلی میں اساتذہ سے پڑھنا شروع کیا، تو حضرت قطبی اس فقیر کے سبق کو دیکھ کر اسپر ایسی عجیب و غریب تحقیق فرمایا کرتے تھے کہ علماء وقت شذر جاتے تھے۔ مولانا علاء الدین دانشمند ساکن ردولی کو ایک مرتبہ سبق دینے میں مشکل پیش آئی۔ اول انھوں نے اپنی اس دشواری کا ذکر میرے چچا شیخ عزیز اللہ دانشمند سے کیا اور پھر قاضی حامد دانشمند کے سامنے یہ مشکل پیش کی۔ لیکن مشکل حل نہ ہوئی۔ اسکے بعد یہ مسئلہ حضرت قطبی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت نے اسی وقت اس کلام کا مطلب اس خوبی سے بیان کیا کہ مطلق مشکل باقی نہ رہی اور یہ لایخل مسئلہ حل ہو گیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی حضرت حمید الدین کو بھی جو سہرند میں مولانا قطب الدین سے شرح منار پڑھتے تھے، وقت پیش آئی بھائی صاحب قبلہ نے حضرت قطبی کی خدمت میں اپنی مشکل پیش کی۔ حضرت قطبی نے اس کو بھی فوراً حل کر دیا۔ مزید جب یہ حقیر نسخہ ”علم کلام

میں شرح صحائف پڑھتا تھا۔ حضرت قطبی نے شرح صحائف کا مطالعہ شروع کر دیا اور بفضل خدا تمام شرح صحائف پڑھ کر اسکے حاشیہ پر عجیب و غریب تفسیر و تحقیق درج کر دی۔ انہوں نے یہ نسخہ بھی اس فقیر کے پاس سے مغلوں کے حادثہ میں ضائع ہو گیا۔ گو حضرت قطبی نے ان کتب کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی تھی تاہم ان کو علم لدنی اور فیض الہی سے ایسی استعداد حاصل تھی کہ ہر علم و موضوع پر حیران کن بحث و تحقیق فرمایا کرتے تھے۔ حضور نے بہت سی تصانیف کیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے حال میں عوارف کا نسخہ ہمارے حجرے میں بطور برکت رکھا کرتا تھا۔ اس نسخہ میں ہمیں کوئی خاص دخل نہ تھا۔ آخر کار اس درجہ عروج حاصل ہوا کہ نسخہ عوارف کی شرح آپ نے عربی میں تحریر کی اور اسپر عجیب و غریب اسرار و رموز تحریر کئے اس لئے یہ نسخہ بہت مشہور و مقبول ہے۔

ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

ملک یونس دیوانے کی

بشارت

علماء و فضلاء کے مسکن قصبہ ردولی میں چند صاحب کرامت دیوانے
برہنہ رہتے تھے۔ ان میں سے ایک کا حضرت قطبی کی طرف بہت تعلق
تھا اور وہ حضرت قطبی کے صاحب کمال ہونے کی بھی بشارت کرتا تھا
منقول ہے کہ دیوانے ملک یونس بھی ایک ایسا دیوانہ تھا جو برہنہ
پھرتا تھا اور اس سے خوارق و کرامات بھی بہت ظاہر ہوتی تھیں جب
وہ حضرت قطبی کو دیکھتا تو "یا زاہد، یا زاہد" کہہ کر بلاتا اور کہتا کہ اپنے
مصلے کو اونچا کرو۔ جیسا کہ سلطان ابراہیم بن ادہم نے کیا تھا۔ کہتے ہیں
کہ سلطان ابراہیم ادہم نے اپنا مصلے ہوا میں بچھایا ہوا تھا واللہ اعلم
اور کبھی کبھی وہ یگانہ دیوانہ حق آپ کو دیکھتا تو یہ شعر پڑھتا ہے

سید اگر روز نیابی تو ز غوغائے عرب!
شب محرم عاشقاں شہباز طلب

اس شعر سے اس کا اشارہ اس کلام ربانی کی طرف ہوتا تھا۔
"إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَثْوَمُ ثِيْلًا إِنَّ لَكَ
فِي النَّهَارِ سُبْحًا طَوِيلًا وَآذَانَكَ رَسَّامٌ لِّكَ وَتَتَبَلَّ ثِيْلًا
رکھہ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو پال کرتے ہیں۔ اور

اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے۔ دن کے وقت تو ہمیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرنا اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ایک دن اسی دیوانے ملک نے حضرت قطبی کی طرف متوجہ ہو کر کہا "اگر خدائے تعالیٰ دوزخ اور جنت کو نہ بناتا تو لوگ خدا کی عبادت نہ کرتے" حضرت قطبی نے فرمایا "حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات باصفاء و کمالات عبادت کئے جانے کی مستحق ہے کیونکہ وہ ہمارا الہ اور خالق ہے اور ہم بندے ہیں بندوں پر مولیٰ کی عبادت لازم ہے۔ بہشت خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور دوزخ اس کا عدل ہے۔ اگر وہ فضل کرے تو بہشت میں لیجائے اور عدل کرے تو دوزخ میں ڈالے" دیوانہ مذکور یہ سن کر چلا گیا۔ ایک ایسا ہی اور بھی واقعہ ہے کہ ایک روز مذکور دیوانہ یونس راہ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ حضرت قطبی کا بھی اس روز اسی راہ سے گزر ہوا، اسے اس حال میں دیکھا تو بچ کر نکل چلے۔ دیوانہ مذکور پیالہ کو شراب سے بھر کر ہاتھ میں لئے ان کی طرف بھاگا اور کہتا جا رہا تھا۔

صوفی نشو و صافی تا در نکشد جائے
بسیار عمر باید تا بختہ شود بجائے

۱۔ جیسے انسان میں پختگی کیلئے طویل عمر درکار ہے ویسے ہی صوفی کو عارف بننے کیلئے جام معرفت پینا ضروری ہے۔

جب حضرت قطبی نے بیچ نکلنا دشوار سمجھا تو پیالہ دیوانہ لیکر منہ کے قریب لے جا کر اندھیل دیا۔ تاہم چند قطرے حلق میں بھی چلے گئے۔ حضرت قطبی فرماتے تھے کہ اس میں شراب کا مزہ تھا نہ شراب کی بو۔ آخر الامر ان چند قطروں ہی کا اثر تھا کہ آپ کثیر الاحوال و اسرار ہوئے۔

دریائے عشق موجزن ہونا چاہتا ہے

لطیفہ نمبر ۹۔ قصہ ردولی میں ایک دیوانہ میاں تاجن نامی رہتا تھا۔ اس کی حضرت قطبی سے جب تنہائی میں ملاقات ہوتی تو ہوش و حواس کی باتیں کرتا ایسا معلوم ہوتا کہ دیوانگی نام کو بھی نہیں ہے۔ اور جب کوئی دوسرا شخص آجاتا تو دیوانہ بن جاتا اور بے ربط باتیں شروع کر دیتا۔ ایک دن حضرت قطبی نے دریافت فرمایا کہ میاں تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ایک شب خواجہ خضر علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ ”دریائے عشق موجزن ہونا چاہتا ہے۔“ اس کے بعد سے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ یہ دیوانہ حضرت قطبی کے سامنے ادباً اتنا جھکتا کہ رکوع کی حالت میں ہو جاتا اور ہندی کے یہ الفاظ ”اونکھوری تیری“ کہتا ہوا گذر جاتا۔

بہ بھیکہ نامی دیوانے کی بشارت

لطیفہ نمبر ۱۱۔ پرگنہ ردولی میں ایک اور دیوانہ بھیکانامی رہتا تھا۔ ایک روز حضرت قطبی کا ایک اور صوفی کی معیت میں اسکے قریب سے گذر ہوا۔ اس نے حضرت قطبی کو باکمال ہونے کی بشارت دی اور اس دوسرے صوفی کا چرمی تکیہ پکڑ کر کھینچا اور دھتکار دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت قطبی مقرب بارگاہ الہی اور صاحب کمال ہوئے اور وہ صوفی راہِ تصوف ترک کر کے فوج میں پیادہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ مردانِ خدا کی زخم رسانی سے محفوظ رکھے۔

شیخ العالم احمد عبدالحق سے نسبتِ اویسی

لطیفہ نمبر ۱۲۔ جب حضرت قطبی پر سودائے عشق اور جذبہِ باطن کا غلبہ ہوا تو سلسلہٴ تعلیم ترک دیا۔ قبضہٴ ردولی سے نکل گئے اور ایک سمت کو روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک شخص حضرت قطبی کے سامنے آیا اور پوچھا ”کہاں جاتے ہو۔“ فرمایا ”طلبِ خدا میں۔“ اُس شخص نے کہا۔ تو پھر شیخ احمد عبدالحق کے در پر پہنچو“ حضرت قطبی

واپس ہو گئے اور حضرت قطب عالم شیخ احمد کی خانقاہ میں پہنچے اور دیکھا کہ شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے خادم مسود بک دیوان پڑھ رہے ہیں۔ جب انھوں نے حضرت قطبی کو دیکھا تو خاموش ہو گئے اور کتاب کو بند کر دیا۔ جانتے تھے کہ حضرت قطبی کے آباء و اجداد مفتیان علمائے شرع ہوئے ہیں اسلئے انہوں نے حضرت قطبی نے روبرو دیوان مسود بک کا پڑھنا مناسب نہ سمجھا۔ مختصراً یہ کہ جب حضرت قطبی نے فرمایا کہ میں بھی علم توحید کا خواہشمند ہوں۔ اسی کی طلب میں اس آستانے پر حاضر ہوا ہوں۔ تب وہ حضرت قطبی کے جذبہ عشق سے باخبر ہو کر ان کے ساتھ شير و شکر ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت قطبی کی تمام تر صحبت شیخ پیادہ کے ساتھ رہتی تھی۔ البتہ پرورش باطنی حضرت شیخ قطب العالم احمد عبدالحق کرتے تھے۔ گویا تظاہری میں آپ کو نہ دیکھ سکے تھے تاہم حیات باطنی سے کامل فیض پا رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت قطب العالم احمد عبدالحق آپ کے باطنی معاملات میں مدد و معاون رہتے تھے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی بہر صورت تلقین کرتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت قطبی کا معاملات باطنی میں مسلسل ربط قائم رہتا تھا۔ اور حضرت احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے جمال و کمال سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت قطبی فرماتے تھے کہ میں مقبروں

بیابانوں اور جہروں میں تنہا مشغول باطن رہتا تھا اور اس پاس بھی کوئی نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب تہجد یا دوسری نمازوں کا وقت آتا تو حضرت قطب عالم شیخ احمد عبدالحق کی ولایت آموجد ہوتی اور حق کی آواز سن کر میں بیدار ہو جاتا اور مطلق غفلت نہ رہتی تھی اور میرے ساتھ یہ معاملہ کبھی ختم نہ ہوتا۔

ہاں السعید من سعد فی بطن اُمہ

شیخ محمد کے ہاتھ پر بیعت

لطیفہ نمبر ۱۳۔ حضرت قطبی کی ارادت کا قصہ یہ ہے کہ حضرت شیخ محمد عارف بن شیخ احمد عبدالحق حضور قطبی کے ہم عمر تھے اسی لئے حضرت قطبی کما حقہ ان کی طرف متوجہ نہ تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی دوسری جگہ بیعت کریں ہر بار جب وہ کسی دوسری جگہ منسلک ہونے کا ارادہ کرتے تو حضرت شیخ قطب العالم احمد عبدالحق کی روح مبارک خارج ہوتی اور کہتی کہ تو ہماری ملک ہے کسی اور جگہ مت جا یعنی تیرا باطنی روحانی حصہ ہمارے یہاں ہے کہیں اور جا کر بیعت کرنا بے سود ہوگا۔ آخر الامر جب اسی طور طوالت و مزاحمت ہوئی تو حضرت قطبی سمجھ گئے کہ فی الواقع میرا حصہ یہیں ہے لیکن عالم ظاہری میں کسی کے ہاتھ پر بیعت تو کرنی ہی چاہئے۔ اس وقت

حضرت قطب العالم شیخ عبدالحق زنداں پیر باجسم ظاہری تشریف لائے۔ فرمایا کیا تجھے اب بھی شبہ ہے۔ ہمیں مردہ سمجھتا ہے۔ کہیں جانے کی ضرورت ہے تو ہماری ملک ہے۔ اور اسی وقت اپنے پوتے شیخ محمد کے حوالے کر دیا اور حضرت قطبی شیخ محمد ہا سے مرید ہوئے گو حضرت شیخ محمد حضرت قطبی کے پیر تھے تاہم وہ حضرت قطبی کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

تانا سوزی بر نیاید بوائے عود

لطیفہ نمبر ۱۴۔ حضرت قطبی نے روضہ قطب المشائخ مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق اور ان کی خانقاہ کی جاروب کشی۔ ایندھن کی فراہمی اور صفائی کی کل خدمت اپنے ذمہ لے لی تھی اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہتے تھے حتیٰ کہ چلہ کشی اختیار کر لی تھی جب خورد و نوش کے بغیر مدت گزر گئی اور اندرونی آگ بھڑک اٹھی تو خون جاری ہو گیا جو سانس خارج ہوتا اس سے جلے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس شہر کی حقیقت کا ذاتی طور پر معائنہ و مشاہدہ کیا ہے

تانا سوزی بر نیاید بوائے عود

پنختہ و اندکیں سخن ہر خام نیست

آخر کار آپ کے شیخ نے سمجھ لیا کہ یہ جوان آتشِ عشق سے جل چکا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جانِ جسم سے نکل جائے گی۔ آگ سر میں سے خارج ہوتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ موسمِ سرما تھا برف پڑ رہی تھی۔ چند برتن ٹھنڈا پانی کے سر پر ڈالنے سے سر میں خشکی نہ پیدا ہوتی تھی بلکہ ایسی کیفیت پیدا ہوتی تھی جیسے گرم برتن پر پانی ڈالنے سے آواز پیدا ہوتی۔ کافی دیر تک سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنے سے کچھ خشکی پیدا ہوتی تھی اس وقت آپ کو ٹھنڈے پانی اور شربتوں کا استعمال کرایا گیا اور سخت ریاضت سے روکا گیا تاکہ آپ ہلاکت سے محفوظ رہیں ہاں اللہ کو چاہنے والوں نے اس کی راہ میں اپنے نفس سے جنگ کی ہے۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے۔ رباعی

مناشود مغنہ سر زیر پا کے برسد کس بدر کبریا

ہم برسی نیز اگر احدی سہل شدہ رنج تو یامر جا

جب تک کھوپڑی سے بھیجہ نکل کر پاؤں میں نہ آجائے اللہ کے در پر نہیں جاسکتا اگر تو احدی ہے تو تو بھی پہنچ جائے گا۔ مبارک ہو تیری مشکل آسان ہو گئی۔

حاشیہ صفحہ ۱۵۵ کا

یہ بات پختہ اور تجربہ کار آدمی جانتا ہے کہ عود کی بو اس کو جلانے بغیر نہیں آتی اسلئے کہ یہ نا تجربہ کار آدمی کا کام نہیں ہے۔ یعنی تفصیل عرفان حق کیلئے آتشِ عشق میں سوختہ اور کباب بننا ضروری ہے۔

حضرت قطبی کی شادی کا قصہ

لطیفہ نمبر ۱۵ حضرت قطبی کے شادی بیاہ کا قصہ بھی عجیب ہے۔
حضرت قطبی کا بیوی بچوں کے جھنجٹ میں پڑنے کا بالکل ارادہ نہ تھا
پختہ ارادہ کئے ہوئے تھے کہ مجرذ زندگی دشت و کوہ و بیابانوں میں گزاریں گے
اور مرینگے تو ایسی جگہ کہ کسی کو نام و نشان تک معلوم نہ ہو آپ کی کیفیت
تجربہ و توحید کے باعث تھی۔

منقول ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم تجرید
و توحید۔۔۔۔۔ شورش اور غلبہ کے سبب چند باریک اونچے پہاڑ
کی چوٹی پر تشریف لے گئے تاکہ خود کو پہاڑ سے گرا کر پارہ پارہ کر لیں اور
بے نام و نشان ہو جائیں لیکن جبریل علیہ السلام آتے تھے اور حفاظت
کرتے تھے۔ مختصراً چونکہ شادی اور عیال داری ازل ہی سے مشیت
ربانی سے آپ کے لئے مقرر تھی اس لئے اس کے آثار بھی ظاہر ہو گئے۔

بندگی شیخ عارف کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی ایک
سید زادے سے بیاہی گئی تھیں۔ مگر یہ شادی ناموافق رہی۔ کہتے ہیں
سید زادہ مذکور شراب خور اور فاسق تھا جبکہ صاحبزادی صالحہ و عابدہ
تھیں۔ اس ناکام شادی کے بعد سے بندگی ام کلثوم (لڑکیوں کی والدہ)
نے دل میں نیت کر لی تھی کہ دوسری لڑکی کی شادی وہاں کر دو گی جہاں

کیلئے حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق اجازت دیں پھر حضرت
 بندگی ام کلثوم نے خواب دیکھا کہ حضرت قطبی سماع سن رہے ہیں
 اور حضرت کا پاؤں شکستہ ہے۔ شیخ احمد عبدالحق موجود ہیں اور فرماتے
 ہیں کہ ام کلثوم اس بچہ کو اپنی گود میں لے لو اور پرورش کرو جب وہ
 بیدار ہوئیں تو خود خواب کی بقیہ اس طرح لی کہ پاؤں کی شکستگی سے
 مراد یہ ہے کہ یہ بچہ درویش کامل ہوگا اور حق کے علاوہ کسی اور کے در پر
 نہ جائیگا اور شکستہ پاؤں مصلے کی زینت بنے گا۔ گود میں لینے اور پرورش
 کرنا مطلب یہ ہے کہ بچی اسکے عقد میں دیدی جائے۔

اس خواب کی بناء پر تحریک رشتہ شروع ہوئی۔ ان دنوں حضرت شیخ
 محمد (آپ کے پیر و مرشد) کے گھر (ٹکے کی ولادت ہوئی) اس وقت آپ کپڑے
 دھونے کی غرض ہی سے گئے ہوئے تھے مریم نامی کنیز کو آپ کو بلانے کی
 غرض سے بھیجا گیا تاکہ آپ آکر بچہ کے کان میں اذان دیدیں۔ اس
 وقت اس کنیز نے آپ سے شادی بیاہ کرنے کی بات چھیڑ دی۔ ادھر
 حضرت قطبی کو اس سے حد درجہ بیزاری تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ خلق سے
 یکسو ہو کر اپنے دوست (اللہ) کے ہو رہیں اپنے شادی بیاہ کی بات
 تک سننے کو تیار نہ تھے۔ پیر کے گھر میں آئے اور بچہ کے کان میں اذان
 دی۔ اور اپنے پیر کے حضور میں اپنی شادی نہ کرنے کے متعلق بھی اظہار
 کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ میاں تمہارے اختیار میں کیا ہے۔ ہ حضرت

قطبی نے عرض کیا میں آپ کے ہاتھ کا ڈھیلا ہوں آپ سالم رکھیں
یا توڑیں آپ کو اختیار ہے۔

شیخ محمد جی نے پھر فرمایا ”اگر مشیت الہی ہی میں تمہاری زوجیت
منظور ہے تو ایسا مونہ کہاں ملے گا کہ یہ ضعیفہ شیخ محمد کی بہن شیخ عارف
کی بیٹی اور قطب عالم شیخ عبدالحق کی پوتی ہے۔

اس پر حضرت قطبی خاموش ہو گئے اور چونکہ نوشتہ ازل تھا
اسلئے شادی ہوئی۔ شادی کی رات کو نوشتہ کا جوڑا (لباس) حضرت قطبی
کے والد کے گھر بھیجا گیا اس وقت بھی حضرت قطبی اپنے پیر کے گھر میں
آب کشی اور جاروب کشی اور دیگر امور کی انجام دہی میں مصروف تھے۔
آپ کے والد کے گھر سے چند آدمی آئے اور آپ کو پکڑ لے گئے غسل کرا کر
دولہا کا لباس پہنایا۔

خلق خدا میں دھوم مچ گئی کہ دیوانہ کی شادی ہو رہی ہے۔ بید خلق
خدا جمع ہو گئی نکاح کے بعد آپ کو دلہن کے گھر لیجا یا گیا اور ہندوستان
کے رواج کے مطابق ”جلوہ“ کی رسم شروع ہوئی۔ ڈومنی نے گانا
شروع کیا۔ مکھ کھول دو لہا شہ دیکھا لوری
اس گھونگھٹ کی کارن شہ ہاں موری

ہندی کے ان اشعار پر حضرت قطبی کو حال و وجد طاری ہو گیا عشق
حقیقی کی گرمی بڑھ گئی۔ تخت عروسی سے گر گئے اور وجد و رقص کرنے لگے۔

شادی کے کپڑے اسی وقت پارہ پارہ کر دیئے کسی سوختہ عشق
نے کیا خوب کہا ہے لہ

طاہریم کہ باغیر خدا جفت نہ گردیم
زوجیت و شہوات و ہوار انشاہیم
اُس وقت لڑکی کی والدہ بندگی اُم کلثوم کو خلق بُر لکھنے لگی۔
کہ اپنی بیٹی کو دیدہ و دانستہ کیوں دیوانے کے سپرد کر دیا۔
حضرت اُم کلثوم نے جواب دیا "نوشتہ ازل یہی تھا کیا کیا
جاسکتا ہے۔"

خود اختیاری فقر و فاقہ

لطیفہ نمبر ۱۰۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کو خلق سے
بہت بیزاری تھی گو بظاہر عقد ہو گیا تھا مگر سب سے کھینچے رہتے
تھے۔ دنیا سے اس مدت تک کیسوی اختیار کر لی تھی کہ آباء و اجداد سے
ورشہ میں ملی ہوئی جائیداد کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ فقر و فاقہ کے باوجود
یاد خدا میں محو رہتے تھے

میرے بڑے بھائی حمید الدین حضرت قطبی کے سب سے بڑے

ہر فرد واحد میں خدا کے سوا ہمارا کسی سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔
ہم ہوس نفس سے آشنا نہیں ہیں۔

صاحبزادے ان آیام میں کم سن تھے۔ عالم یہ تھا کہ دو یا تین روز کے بعد کھانا میسر ہوتا تھا۔ جب ان کو بھوک زیادہ ستاتی تو اپنی والدہ سے کھانا مانگتے تھے۔ والدہ فرماتیں کہ اپنے والد سے مانگو۔ میرے بڑے بھائی حضرت قطبی کے سامنے جا کر کہتے ”ابا جی بھوک شدید لگ رہی ہے برداشت نہیں ہوتی۔“ حضرت اس خیال سے انکی طرف توجہ نہ کرتے کہ کہیں باپ کی محبت جوش میں نہ آجائے اور بیٹے کے لئے روزی کمانے کی کوشش درحق سے نہ ہٹادے یا مشاغل باطنی میں خرابی نہ پیدا ہو جائے۔

بندگی شیخ حمید الدین مصومیت سے بھوک کی شکایت کئے جاتے تو حضرت قطبی جواب دیتے ”بیٹے انشاء اللہ بہشت میں جا کر کھانا کھائیں گے۔“ اس کے بعد بندگی برادر بزرگ پھر والدہ کے پاس آ کر کہتے۔ ”اماں ابا جی نے تو بہشت میں جا کر کھانا کھانے کو کہا ہے۔ کہاں ہے بہشت وہاں کب چلیں گے“ اسپر والدہ محترمہ بیٹے کی محبت میں رونے لگیں اور فرماتیں ”آج اللہ کے حکم سے ہمارے نصیب میں یہی ہے دیکھیں کل کیا ہوتا ہے۔“

شمر راہ وصال دوست کے رائگاں ندید
آنکس کہ دید ہر دو جہاں در میاں ندید

۱۰ اللہ کے کسی بھی طالب نے اسکی راہ کو بے سود نہیں پایا۔ جس نے

اللہ کو پایا تو اس
 حضرت قطب
 تھا کہ عزیزوں ر
 یا اور کھانے پی
 کو یاد آتا کہ حض
 ہیں " الغرض
 حضرت شیخ کے گ
 ہجرت الخ
 ولو قتلتم
 رہیں نے ب
 اہل و عیال
 بھی کر دیا ت
 ہوگا

ت دونوں جہانوں کو اپنی راہ سے نکال دیا۔
 دو عزیزوں اور رشتہ داروں سے ایسا کہیں لیا
 وں کے یہاں کسی تقریب کے سلسلے میں ٹھکانا
 زیر تقسیم ہوتی تو حضرت کے گھر نہ آتی جب کسی
 کے گھر نہیں بھیجا گیا ہے تو کہتے کہ ہاں بھول گئے
 شیخ نے خود کو سب سے لا تعلق کر لیا تھا کہ لو آہن
 جاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ۵
 انی سوا کا وایمت العیال لکی ارا کا
 لمح ابڑا لما حق الفواد الی سوا کا
 اط خلق کو چھوڑ دیا اور تیرے دیدار کے لئے اپنے
 رشتہ منقطع کر لیا، تو نے اگر میری محبت کو منقطع
 میرے دل میں تیری محبت کے علاوہ کچھ نہیں

اللہ کو پایا تو اس ت جب دونوں جہانوں کو اپنی راہ سے نکال دیا

آنکہ خدمت کرو اور مخدوم شند

لطیفہ نمبر ۱۔ حضرت قطبی راہ میں برسوں جان کی بازی لگا کر استادوں کی خدمت کرتے رہے اور خاک چھانٹتے رہے اور بہت دشواری اور ذلت اٹھا کر صاحب کمال ہوئے۔ یہ نہ سمجھنا کہ راہ حق کو تن آسانی، نفس پروری، لذت اندوزی اور شہواتِ نفسانی کے باوجود آسانی سے سر کیا جاسکتا ہے۔ کیا خوب کہا ہے

نہ جانبا ز کہ وصل او بدشاں نذہند

شیر از قدرِ شرع بمستاں نذہند

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ میں نے عمر پانی بھرنے، جھاڑو دینے لکڑیاں کاٹنے اور بہت سی دوسری خدمات کرتے بسر کر دی۔ یہاں تک کہ لپائی کی خدمت تمام دن کرنی پڑتی اور اس دوران میرے مرتبی مجھے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن مرشد کے گھر کے تمام کپڑے سر پہ اٹھا کر حوض پر لے جاتا اور دھو کر واپس لاتا۔ اس طرح ہر کام کے لئے حتیٰ کہ استنجا کرنے کیلئے بھی وقت مقرر تھا اور اس تمام اہتمام کا مقصد یہ تھا کہ عذیم الفریضتی کی وجہ سے غفلت سے بچا رہوں۔ وقت ضائع نہ ہو اور نفس اور شیطان غلبہ نہ پاسکے۔

یہ مراد یہ ہے کہ تن آسانی چاہنے والوں کو وصل خدا نہیں ملتا جس طرح شرع کے

اور یہ چیز اسی کو نصیب ہوتی ہے جو ازل ہی سے مبارک اور سعید ہو

محاذہ نفس

لطیفہ نمبر ۱۔ ایک مرتبہ حضرت قطبی کے پاس پہننے کے لئے کپڑے نہ رہے۔ حضرت کے بڑے بھائی بندگی شیخ عبدالملک عرف میاں شیخ نے اپنی پیشواز پہنا دی جو ریشمی کپڑے کی بنی ہوئی تھی۔ اعلیٰ کپڑا میللا ہو جائے تو برا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت قطبی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر دھولیا جائے تو بہتر ہو۔ اس لئے اپنے پیر سے اس کے دھونے کی اجازت طلب کی۔ پیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر درخواست کی کوئی جواب نہ ملا۔

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ شیطان نے دل و سوسہ ڈالا اور میں نے تیسری مرتبہ پھر درخواست کی جبکہ تقاضائے ادب کی رو سے پیروں اور استادوں سے دو مرتبہ جواب نہ ملنے پر تیسری مرتبہ درخواست نہیں کرنا چاہیے۔ پیر و مرشد سخت برہم ہوئے اور فرمایا کہ "اس ریشمی لباس نے تجھے خراب کر دیا ہے۔ تیرا نفس موٹا ہو گیا ہے۔ عیش و آرام کا طالب ہے۔ غرض انہوں نے سخت ملامت کی۔ حضرت قطبی نے اس لباس کو اتار دیا اور پھر کبھی نہ پہنا۔

حضرت قطبی فرمایا کرتے تھے جو رنج و مشقت اس راہ میں ہننے

اپنے استادوں و راہ بران طریقت، کے حضور اٹھائی اور پھر اس راہ میں ثابت رہے وہی اگر آج طالبان حق کے لئے رُوا رکھیں تو وہ بڑا شت نہ کر سکیں گے اور راہ پر قائم نہ رہ سکیں گے اسلئے ان کی ہمت اور طلب کے مطابق دیا جاتا ہے۔“

تجربہ و تفسیر

لطیفہ نمبر ۱۹۔ حضرت قطبی کے پاس شروع ہی سے اس فقیر رکن الدین (خاکروب آستانہ حضرت قطبی) کی ولادت کی وقت تک پہننے کے لئے کپڑے نہ تھے۔ آپ کے گلے میں بیوند لگی ہوئی گڈڑی رہتی تھی۔ اسی طرح پا جامہ اور ٹوپی بھی بیوند کاری کا مرتع تھی چنانچہ اسی کو پہن کر اپنے معمولات اور ادو وظائف ادا کرتے تھے اور ایک دوٹانکے لگا کر استعمال کر لیتے تھے۔

حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ کپڑوں کے ٹکڑے، خاک کے ڈبھیرنالیوں اور گلیوں سے جمع کر لیتے اور کپیران کو دھو کر پاک صاف کر کے اور جوڑ کر اپنا کوئی کپڑا خود ہی سی لیا کرتے تھے حضور کا خروتہ مبارک اس زمانہ تک موجود ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

حضرت قطبی کا حضرت شیخ خواجگی سدھوری پر بڑا اعتقاد تھا جو اپنے وقت کے زیر دست عابد و زاہد شمار کئے جاتے تھے گاہے

گا ہے ان کے پاس جایا کرتے تھے چونکہ شیخ خواجگی آپ کو ہمیشہ ہی پیوند دار گدڑی پہننے ہوئے دیکھتے تھے اس لئے ایک روز انھوں نے فرمایا "بعض سالکوں میں ریا اور نفسانیت گدڑی سے بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر انھیں کوئی کپڑے پہننے کو کہے اور گدڑی کے استعمال سے روکے تو ان کو انتہائی شاق گذرتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایسا کرنے والوں کو تیغ سے ٹکڑے کر ڈالیں۔ اسپر حضرت قطبی کو خیال ہوا کہ اگر کپڑا میسر آجائے تو لباس بنا کر پہن لیں بعض دوستوں اور مریدوں نے زل کر کچھ رقم جمع کی۔ اور دس گز کپڑا آپ کے لباس کے لئے خرید لائے۔ حضرت قطبی نے اس لباس کو پہنا اور جب وہ پھیٹ گیا تو پھر وہی گدڑی پہن لی۔ کیونکہ تنگ دستی ص درجہ تھی اور دوبارہ کپڑا مہیا نہ ہو سکا تھا۔

بندگی والدہ صاحبہ کے پاس اپنے جہیز کے گلوبند کا چند تولہ سونا رکھا تھا اور وہ بھی حضرت قطبی سے خفیہ رکھا ہوا تھا اسی خیال سے کہ تنگ دستی اور فقر بہت زیادہ ہے اگر یہ سونا استعمال سے بچے تو فائدہ حمید الدین کے کار خیر میں کام آجائیگا اور سرخروئی ہوگی۔ ادھر حضرت قطبی کی کیفیت تجرید و تفرید کے باعث ان کے لئے گھر میں سونے کی موجودگی ناقابل برداشت تھی اور انھیں اس سے کراہت تھی۔ ایک روز انھوں نے یہ بات شیخ سدھوری کے روبرو بیان کر دی اور کہا

کہ ”تجرید و تفرید“ کا اختیار کرنا تو میرے راستے کی شرط ناگزیر ہے۔
میں چاہتا ہوں اس سونے کو گھر سے دور کر دوں مگر شیخ حمید کی
والدہ اسکے لئے تیار نہیں ہوتیں۔“

حضرت شیخ خواجگی سدھوری نے فرمایا ”ہائے ہائے اس
خیال کو دل سے نکال دو اور اس ضعیفہ کو ناحق رنجیدہ مت کرو۔
تمہارا اس سونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تجرید و تفرید تمہاری
اپنی ذات کے لئے مختص ہے۔ دوسروں سے اس کا کیا تعلق۔ اس
سلسلے میں تم ان سے کچھ نہ کہو۔ سبحان اللہ کیا ہمت تھی ان کی اور
حضور حق سے انھیں کیا توفیق عطا ہوئی تھی۔“

ریاضت، مجاہدہ، تقویٰ و طہارت

لطیفہ نمبر ۲۰۔ حضرت قطبی نے اس درجہ ریاضت و مجاہدہ کیا
تھا کہ ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے اور اس پر یقین کرنا بھی محال
ہے۔ آپ کا حجرہ بکثرت سانپ، بچوہے، بیونیٹوں اور حشرات
الارض کا مسکن تھا اور اکثر سانپ رینگتے ہوئے نظر آتے تھے لیکن
کوئی گزند نہیں پہونچاتے تھے۔

حضرت اپنی عبادت میں کوئی تخفیف نہیں کرتے تھے نہ نماز

روزوں میں نہ ذکر و زہد و تقویٰ میں حد درجہ توکل تھا ابتداءً حال میں ہر قسم کی عبادت کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بازار کے عام قصابوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔ شبہ کی وجہ سے اسکے استعمال سے پرہیز کرتے تھے۔ ایک قصاب کے مرید ہو جانے کے بعد جب اس نے صرف یہ کہ احکام ذبح یکھ لئے بلکہ ان پر عامل بھی ہو گیا تب کبھی کبھی اس قصاب کے یہاں کا گوشت کھالیا کرتے تھے۔ آبِ چاہ سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ آبادی سے دور ایک بڑا حوض تھا اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح ہر لقمہ خوراک اور کپڑے کے استعمال میں بھی بہت محتاط تھے۔ آفریں ہے بندگانِ خدا اور ان کی دینداری پر۔



چار سو رکعت نوافل دن میں اور چار سو ثواب

لطیفہ نمبر ۲۱۔ ابتداءً حال میں حضرت قطبی کو اہتمام عبادت کو بہت ذوق تھا فرماتے تھے کہ ادائیگی فرض، سنن، اوراد و وظائف کے علاوہ چار سو رکعت نوافل دن میں اور چار سو شب میں باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے۔ خرقة مبارک اور پاجامہ کا کپڑا استعمال کثرت کی وجہ پارہ پارہ ہو جاتا تھا۔ موسم سرما میں برف پڑتی تھی۔ پاؤں اور پنڈلیاں پھٹ جاتی تھیں۔ اس کے

باوجود حضرت بے تکلف نماز کی ادائیگی میں مصروف رہتے تھے جب نفس کو گرمی حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تو اسکو تسلی دیتے کہ چند دو گانہ اور ادا کر لیں پھر آگ تاپیں گے اور اس طرح متواتر عبادت میں مصروف رات گذر جاتی۔ البتہ بعض معتقدین حواس حال سے واقف ہو گئے تھے کبھی کبھی برتن میں آگ ڈال کر آپ کے پیچھے رکھ دیتے تھے کہ کچھ تو گرمی پہنچتی رہے۔ بالعموم حضرت عبادت میں ایسے غور ہوتے کہ گرمی سردی کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔

ذکر جہر اور مراقبہ توحید و فنا

لطیفہ نمبر ۲۲۔ حضرت قطبی ذکر جہر بکثرت کیا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ذکر جہر کرتے ہوئے ساہا سال گزر گئے تھے۔ دستور یہ تھا کہ بعد نماز عشاء ذکر جہر شروع ہوتا تھا اور تمام رات اس میں گذر جاتی تھی۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی تھی۔ اس مسلسل ذکر کی وجہ سے دوستوں اور معتقدین کو حد درجہ تکان ہو جاتی اور ذکر کرنے کی سکت نہ رہتی تھی لیکن حضرت قطبی اپنا معمول پورا کر لیا کرتے تھے۔

حضرت قطبی مراقبہ توحید و فنا بھی مدت دراز تک کرتے رہے

حضرت باعتبار مشرب حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحی مراقبہ توحید و فنا کا شغل کیا کرتے تھے۔ اور اس میں مصروفیت کے دوران محویت کا یہ عالم ہوتا کہ اس میں ایک پہر یا اس سے بھی زیادہ وقت گزر جاتا اور حضرت دنیا و مافیہا سے اور خود اپنی ذات تک سے بچر رہتے۔ اور آپ کا سہر مبارک جھلکتے جھلکتے رکوع کی حالت کو پہنچ جاتا۔ تب آپ ہوشیار ہوتے۔

مستی و بخودی کی یہ کیفیت تھی کہ آپ جس راہ سے بھی گزرتے خلق خدا راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتی اور کہتی تھی ”ہٹو ہٹو وہ دیوانہ مست آ رہا ہے ایسا نہ ہو کوئی سخت جملہ اسکے منہ سے نکل جائے۔“ چند برس حضرت قطبی کی یہی حالت رہی۔

غلبہٴ سلطانِ ذکر

لطیفہ نمبر ۲۳۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی پر سلطانِ ذکر کا بے حد غلبہ تھا فرمایا کرتے تھے ”ہم سمجھتے تھے کہ شاید ہماری عقل سلب ہو کر جذب و جنون کی حالت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ ساعت بساعت سلطانِ ذکر متواتر وارد ہوتا تھا اور اس میں سے فرصت نہ ملتی تھی۔“

سلطانِ ذکر و ارادت غیبی اور مخصوص حالت کا نام ہے۔ جو حضرت مخدوم کے مسلک سے بالخصوص متعلق ہے اسکے ذاکر چند سالک ہی ہوئے ہیں، معلوم نہیں کہ کسی نے اس بارہ میں کوئی خبر دی ہے یا نہیں۔ البتہ صاحب رسالہ میکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائیگا۔ سلطانِ ذکر کی زبردست ہیبت و دبدبہ ہوتا ہے گویا اس کے ورد سے انسان سے دنیاوی آلائش پاک و صاف ہو جاتی ہے۔

اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض
انقالها وقال الانسان مآلها "جب زمین اپنی
سخت جنبش ہلائی جائے گی اور زمین اپنا بوجھ باہر نکال
پھینکے گی اور انسان اس کو دیکھ کر کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے"
یہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس کا درد بیداری و خواب
کے درمیانی حالت سے شروع ہوتا ہے اور جو اس ظاہری کمزور ہو جاتا
ہے لیکن جب شغلِ باطن حاوی ہو جائے تو پھر بیداری و خواب میں
زیادہ فرق باقی نہیں رہتا اور پھر ساعت بہ ساعت عین بیداری
کی حالت میں یہ ذکر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

ابتدا میں اس ذکر سے خوف و ہیبت طاری ہوتی ہے۔
لیکن اس کا تو اترا ایک انس سا تو اتر پیدا کر دیتا ہے اور خوف

کم ہوتا ہے۔ اور یہ عالم ہوتا ہے کہ طالبِ حق کو ہر دم اسی کی خواہش اور اسی کا اشتیاق رہتا ہے اس حالت میں طالبِ حق سے دنیا و مافیہا کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اپنی ذات کا شعور باقی رہتا ہے، اور اس کو احساس ہوتا ہے کہ مجھ پر ورودِ ذکر اور حال کا غلبہ ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کو خود کا بھی احساس نہیں رہتا۔ اور انتہائی محویت میں غرق ہو جاتا ہے اور اس سے فناءِ الفنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

سبحان اللہ یہ دولت کسی سعید ازل ہی کو ملتی ہے اور وہ جو کچھ کہ حضرت رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں وحی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ مثل صلصلة الجرس دھوا شد علی فیصفہ عنی وقد وعیت عنہ ما قال و احیاناً یتمثل لی الملائک من جلا فیکم منی فاعی ما قال قالت عائشةؓ ولقد ساریتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البر فیصفہ عنہ وان جبینہ لیتفصد عن فاء۔

مطلب یہ ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ”یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ”کبھی کبھی مجھ پر وحی

گھنٹہ کی آواز کی طرح ہے اور یہ سخت اور دشوار تر نزول وحی ہے اس کے بعد وہ آواز مجھ سے جدا ہوتی ہے اور میں اس کی طرف پوری طرح متوجہ رہتا ہوں کہ وہ کیا کلام کرتی ہے۔ اسی وقت ایک فرشتہ شکل انسانی میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "بیشک بالتحقیق میں نے دیکھا کہ موسم سرما کے ایام میں ان پر وحی کا نزول ہوتا اس کے بعد وحی کا نزول منقطع ہو جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا" اس حالت میں حرارت باطنی جوش میں آجاتی ہے اور ظاہری سردی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ عین سردی میں کا رمل گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور جسم سے پسینہ ٹپکنے لگتا ہے۔ اور یہ جو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اشد علی" فرمایا لا ریب درست اور سچ ہے۔

جو کچھ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ عین صدق ہے لیکن اہل معاملہ کے علاوہ کوئی اس راز کو کا حقہ نہیں جانتا اس عالم میں جو تکلم ہوا اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وحی نام ہوا اور اولیاء کے حق میں اسے الہام کہتے ہیں۔ الغرض سلطان ذکر کی کیفیت کا بیان مشکل ہے۔

کیونکہ اس عالم غیب کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ درودِ سلطان ذکر میں گھنٹے کی سی آواز پیدا ہوتی ہے اور جب زیادہ اونچی اور طاقتور ہوتی ہے تو بجلی کی کڑک بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت آواز پیدا ہوتی ہے۔

اس خیال سے کہ شاید طالبِ صادق کو شوق پیدا ہو جائے اور وہ اس کی تحقیق میں جدوجہد کر کے اس کا معائنہ و مشاہدہ کر کے اسکی حقیقتِ مثال و نظیر سمجھاتا ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک خزاں رسیدہ درخت کو نہایت تند و تیز ہوا کا طوفان نہایت خوفناک آواز سے آکر گھیر لے اور اس کو سچ و بن سے ہلا ڈالے حتیٰ کہ اس کی زمین دوز جڑوں کو بھی ہلا کر رکھ دے اس کی شاخوں اور پتوں کو بھی سلامت نہ چھوڑے اور تمام درخت کو دایئیں اور بائیں سے جھنجھوڑ ڈالے۔ بس کچھ ایسی ہی حالتِ ذاکر کے جسم کی بھی ہوتی ہے۔

نیز جیسے کہ بجلی اپنی پوری آواز سے کڑکے اور اسکی غضبناک آواز کانوں میں بھر جائے اور خوف و ہراس کی یہ کیفیت پیدا ہو جائے گویا کہ زمین و آسمان سر پیکر رہا ہے اور اس حالت میں جسم کا پسینہ لگے۔ لیکن چونکہ بجلی کی کڑک اور جسم سے باہر ہوتی ہے اس لئے اس سے وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو سلطان ذکر سے پیدا ہوتی ہے۔

کیونکہ وہ بذاتہ جسم سے پیدا ہوتا ہے اور ذاکر کو اس درجہ لرزہ برانداز کرتا ہے کہ جسمانی تمام کثافتیں اور آلائش صاف ہو جاتی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ کوئی کمزور آدمی ایک عظیم دریا کے طوفان میں گر جائے اور پانی کی روانی کی مہیب آواز اس کے کانوں میں بھر جائے جس سے اسے کچھ بھی نہ سنانی دے اور پانی کی خوفناک موجیں اس کے جسم کو موت سے ہمکنار کر دیں تو گویا ذاکر جسم میں اسی طرح ذکر پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم رسالہ میکہ کی روایت یوں ہے۔

قال الشيخ نجم الدين الكبيري ان للذكر وان كان
بجرح اللسان سلطان عظيم ولا كنه لا يظهر عند
الوجود اى عند وجود نفسه وشعور ذاته مع المحاسن
الظاهرة لقوة احتجاب من سلطان الذكر
فاذا عسى السيار عن وجود بالنوم والغيبه
عند ضعف الوجود ظهر سلطان الذكر وهو نور
يقع عليه من فوق او من وراء او من قدام فتيزلزل
وينقص ويقول عند ذلك ضرورة لمخافته لا اله
الا الله ويجد شدة وقوة عظيمه حتى انه يسجدوا
نبي حبيب الى الله تعالى ويسلم ويؤمن هذا بقدر
خدا مته للذكر ومواظبته عليه واين بيان ادنى

ظہور سلطان ذکر

شیخ نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ ذکرِ زبانی کیوں نہ ہو اسکی بڑی طاقت ہے۔ لیکن احساسِ نفس اور شورِ ذات رکھنے کے وقت اس کا ظہور نہیں ہوتا اسلئے کہ اس وقت یہ شخص سلطانِ ذکر سے مجھوب رہتا ہے۔ پھر جب کوئی شخص شہود اور احساس سے نیند کی سی کیفیت یا غیبویت کی وجہ سے خالی ہو جائے تو سلطانِ ذکر ظاہر ہوتا ہے سلطانِ ذکر اس فور کو کہتے ہیں جو اوپر یا نیچے یا آگے یا پیچھے سے آتا ہے۔ جس سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور بدن ٹوٹ جاتا ہے سالک خوفزدہ ہو کر وردِ لا اِلهَ الا اللہ کرتا ہے اور اپنے اندر عظیم قوت پاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہو جاتا ہے اور ایمان کی تجدید کرتا ہے۔ اس حالت کا ظہور ذکر پر مداومت کے متناسب سے ہوگا اور یہ ظہور ذکرِ سلطانی کا ادنیٰ بیان ہے۔“

نماز معکوس

لطیفہ نمبر ۲۴۔ رات ہوتی تو حضرت قطبی کو فرصت ہو جاتی جس طرح لوگ دن میں کام میں مصروف ہو جاتے ہیں حضرت رات آنے پر کارِ حق میں مشغول ہو جاتے، غنودگی کی حالت میں بھی حضرت کی شرکاں باہم نہیں ملتی تھیں۔ ساہا سال راتوں کو نماز معکوس ادا کرتے رہے۔ بعد نماز عشاء جو خود کو لٹکاتے تھے تو صبح ہونے پر خود کو کھولتے تھے۔ اسی طرح تمام شب نماز معکوس میں گذر جاتی تھی۔ حضرت قطبی فرماتے تھے کہ ایک رات نماز معکوس میں مشغول تھا کہ سلطان ذکر پیدا ہو گیا۔ ظاہری وجود ختم ہو کر محویت پیدا ہو گئی۔ بجز خود کے کسی چیز کا شعور باقی نہ رہا اور اسی حالت میں یہ اصناف بھی ہو گیا کہ اپنے شعور سے بڑھ کر فنا و فنا کی حالت پیدا ہو گئی۔ اور عالم بقا نمودار ہوا۔ جب پھر بلندی کی طرف سے لوٹے تو ایک شخص نے ظاہر ہو کر کہا۔ مبارک ہو اس وقت تم واصلِ حق تھے اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ اس فقیر رکن الدین نے حضرت قطبی سے دریافت کیا ”وہ شخص کون تھا“ حضرت قطبی نے جواب نہ دیا۔ خاموش رہے۔ خدا جانے کیا راز تھا۔ احمد اللہ علی ذالک

طریقہ ادائیگی نوافل

لطیفہ نمبر ۲۵۔ حضرت قطبی وظیفہ نماز و نوافل اس طرح ادا کیا کرتے تھے کہ قرآن میں بعد فاتحہ دوسری سورت ملا کر وظیفہ شغل باطن میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ذکر خفی کے بارہ دم کر کے رکوع میں جاتے تھے۔ بتیج رکوع کے بعد چند دم ذکر خفی کرتے۔ اسی طرح قومہ اس کے بعد ادائیگی بتیج سجدے میں بھی اسی طرح چند دم ذکر خفی کے کرتے اور اسی طرح تمام نماز نفل میں شغل حق کیا کرتے جو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ بعض راتوں میں اسی طرح دو گانہ نوافل پڑھتا تھا۔ چند دو گانہ نوافل میں تمام رات گزر جاتی۔ سبحان اللہ آفریں ہے اس ہمت پر۔

اہل دنیا سے احتراز

لطیفہ نمبر ۲۶۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کو گاہے گاہے جوش و ہستی کی کیفیت وارد ہو جاتی تھی تو عالم بے خودی

میں مستانہ واردشت و بیابان کو چل پڑتے تھے لیکن اس حالت کی
 ہیبت کی وجہ سے کسی میں کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ دو تین روز
 بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوتا تو منت و سماجت کر کے گھر کو لے آتے
 قاضی محمود تھا نیسری جو ردولی کا داروغہ تھا جب ملاقات کی غرض سے
 آتا تو حضرت قطبی بھاگ کر کسی ویرانے میں چلے جاتے تھے۔
 اہل دنیا سے آپ کو سخت احتراز تھا ان سے میل ملاپ کو زہر
 قاتل سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا سے سخت بدبو آتی ہے مجبور ہو کر
 ان سے بھاگتا ہوں۔ ایک دفعہ آپ کسی بیابان میں مقیم تھے عالم
 محویت و بخودی کے سبب مدتوں بغیر خور و نوش وہیں رہے۔ اس
 عالم میں آپ کو دنیا کی مطلق خبر نہ تھی۔

ہم نے تمہارے گھر کو آگ بھی لگا دی

تم اسکو اب بھی نہیں چھوڑتے

لطیفہ نمبر ۲۔ ایک شب حضرت مخدوم العالم شیخ احمد علی الحق
 رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا۔ ”ہم نے تمہارے گھر کو بھی آگ
 لگا دی ہے تم اب بھی اس کو نہیں چھوڑتے اور پھر خواب ہی میں
 بھیکن درزی کا گھر دکھا کر فرمایا۔ ”یہاں سے چلے جاؤ“
 حضرت قطبی بیدار ہو کر آنکھ کھولی تو دیکھا گھر جل رہا ہے

اٹھے، حائل لی اور گھر کو جلتا چھوڑ کر بھیکن درزی کے ہاں چلے گئے جب گھر کی آگ ٹھنڈی ہو گئی تو لوگوں کو حضرت قطبی کی جستجو ہوئی بھیکن کے گھر ایک حجرہ میں آپ کو مشغول پایا۔ بھیکن خیاط موصوف بھی اس راہ کا محرم تھا۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کو نور حق کی تجلی ہوئی تھی۔ جسکی حالت مستی کا اسپرمدتوں اثر رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ لباس کی تراش میں اکثر غلطی کیا کرتا تھا۔ کرتے کی جگہ پاجامہ اور پاجامے کے بجائے کرتہ تراش لیا کرتا تھا۔ شیخ پیادہ نے اس کے لئے یہ ہندی بول کہے تھے۔

کا کر سیا کا کر دھاگا : درج جہاد من انتہہ لاگا

اتباع شریعت کا حکم

لطیفہ نمبر ۲۸۔ حضرت قطبی فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے حال ہم نے اپنے باطن کے معاملے میں خواب میں دیکھا کہ حضرت جبریل آئے اور ایک کتاب ہمارے سامنے رکھ دی۔ ہم دل میں سوچ رہے تھے۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام کا کسی کے پاس آنا درست نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شیطان ہو۔

ہمیں دھوکہ دے رہا ہو۔ اسی اثناء میں ہم نے دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور حضرت جبریلؑ سے ہمکلام ہیں۔ اسی حالت میں ہمارے دل میں اس خدشہ کا جواب بھی آگیا کہ شیطان کا یہ مجال نہیں جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ وسلم سے ہمکلام ہو۔ اس وقت ہم نے یہ بھی دیکھا کہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام دونوں روانہ ہو گئے۔

ہم نے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا، اور عرض کیا کہ جبریلؑ نے ہمیں ایک کتاب دی ہے کیا کریں ”حضرت نے فرمایا ” وہ کتاب میری مطابعت ہے اس کو خود پر لازم رکھو۔ احمد شہ علیٰ ذلک۔

اس کی تاثیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت قطبی شریع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اتباع سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے قائم رہے اور ظاہر و باطن میں ذرہ برابر کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ نہ اپنے لئے جائز سمجھتے نہ دوسروں کے لئے۔ اگر کسی سے تجاوز شرعی ہو جاتا تو اس سے سخت بیزاری کا اظہار فرماتے اور اس کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیتے تھے۔ گو کہ حضرت قطبی سب جماعتوں اور گروہ کے اشخاص سے ملتے تھے مگر مخالف دین کسی بات سے ہرگز متاثر نہ ہوتے تھے۔ البتہ دوسروں کو حضرت قطبی کی صحبت کے اثر سے صراط

مستقیم اختیار کرنے کی توفیق ہو جاتی تھی۔
الحمد لله على ذلك حمداً لا يحصى

اسلام و ایمان کے بغیر صُورِ خوارق اور ورود اسل رگم اِھی سے

لطیفہ نمبر ۲۹۔ میرے عزیز جو طبقہ اللہ کی محبت کا دم بھرتا ہے
ان کے لئے حکم ہوا ہے۔ "قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحبکم الله" (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان محبت کے دعوے
داروں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت
کرو تاکہ اللہ تمہیں دوست بنالے، اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ کی دوستی
بندہ کے ساتھ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ اسلئے
نشان ہدایت و سعادت اتباع شریعت پر مبنی ہے۔ گوہے یہ ظاہر
لیکن ہے باطن کا عنوان۔ کیا خوب کہا ہے۔

محال است سدی کہ راضفا تو اں رفت جز پے مصطفیٰ

ہر کہ در راہ محسدرہ نیافت تا ابد گردی ازیں در گہ نیافت

اہر وہ نور و سرور باطن جس کو شریعت کی پناہ حاصل نہ ہو مکرو فریب
شیطان سمجھا جاتا ہے۔ اکثر اہل سلوک بغیر اتباع شریعت اپنی راہ
کھوپچے ہیں اور اکثر اہل توحید احکام شریعت پر مستحکم نہ ہونے کی وجہ

سے گمراہی میں پڑ گئے ہیں۔

ہر چہ در داعیہ شرع نیست و سوسہ دیو بود بے نزاع

(یعنی ہر غیر شرعی چیز بالاتفاق دوسرے شیطانی ہے۔)

میرے عزیز کسی کو علم معرفت و وحدت کمال درجہ کا کیوں نہ ہو، اور کتنا ہی صاحبِ خوارق کیوں نہ ہو اگر تارکِ شریعت ہے تو مکرو فریبِ شیطانی سے محفوظ نہیں۔ یعنی سو ادب اور شریعت کی مخالفت کی حالت میں خرقِ عادت اور ظہورِ کرامت مکر کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھدار لوگ خوب واقف ہیں کہ بعض کافر جوگی جن کا اسلام سے دور کا واسطہ نہیں بڑی خوبی سے علم معرفت و توحید کو بیان کرتے ہیں۔ صاحبِ نفس ہو جاتے ہیں اور باطل خرقِ عادت (استدراج) دکھاتے ہیں

کیا نہیں معلوم کہ فرعون بھی اس پر خدا کی لعنت ہو، حاملِ استدراج (چھوٹی کرامت و کشف) تھا۔ اور الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا ما علمت لکم من اللہ غیری (میں اپنے علاوہ کسی کو تمہارا معبود نہیں سمجھتا) اور کیا معلوم نہیں کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ صیاد یعنی دجال کو دیکھا تو پوچھا مَاذَا تَدْرِي قَالَ اَسْمَى عَنِ شَأْنِ الْمَاءِ (تو نے کیا دیکھا جواب دیا میں نے عرش کو پانی پر دیکھا) فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم توی عرش ابلیس علی البحر (پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ابلیس کا عرش پانی پر دیکھا، اور یہ سب قصہ کتب احادیث میں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان کے بغیر خوارق کا صدور اور غیبی اسرار کا ورود سب محض گمراہی ہے۔ اس میں آخرت کی فلاح و نجات نہیں البتہ حق سے دوری اور دوزخ کے طبقات مقدر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بغیر ایمان کے وصول توحید ممکن نہیں لغو بذات اللہ منها و کذا لک جو مومن احکام شریعت پر نہ چلتا ہو اس سے کیسی ہی کرامات کا ظہور ہوتا ہو وہ گمراہی میں پڑ جانے سے محفوظ نہیں ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب غار حرا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ معالفتہ کیا تو آپ کے قلب مبارک پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ زمelonی، زمelonی (مجھ کو چادر اڑھاؤ) فرماتے ہوئے حضرت خدیجہؓ کے پاس گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے انکو کھلی اڑھاری۔ جب قرار و سکون ہوا فرمایا "لقد خشیت علی نفسی" (میرے دل میں خوف پیدا ہوا)، اس لئے حضرت خدیجہؓ نے فرمایا۔ کلام اللہ لا یجن نذک اللہ ابدًا انک لتقل

الہ حمد تصدق الحدیث و تحمل الكل و تکی المعلوم و
 نقرا الصیف و تعین علی نواہی الحق (اللہ کی قسم اللہ آپ کو
 کبھی غمناک نہیں کریگا۔ تحقیق آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچ کہتے
 ہیں اور ہر ایک کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ننگے کو کپڑا پہناتے ہیں۔ یہاں
 کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سچائی کے طریقوں سے رہنمائی کرتے ہیں۔
 حاصل سخن یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی باطن کی سلامتی
 کو ظاہر کی سلامتی پر غمبول کیا ہے کیونکہ ظاہر ہی باطن کا عنوان ہے
 ظاہر ہی سلامتی کے بغیر دین و شریعت کی رو سے باطن کی سلامتی کا
 امکان نہیں اور اس کی حقیقت بھی غیر معتبر ہے، اس لئے کہ
 ”کل حقیقتا سادۃ الشریعۃ فہی زندۃ“ یعنی وہ حقیقت
 جسے شریعت رد کرتی ہے محض بے دینی ہے۔

ہر وہ نور و سرور اور حضوری جس کا انحصار غیر مشروع اور ممنوع
 عمل پر ہو وہ ارتکاب شریعت سے معدوم ہو جاتا ہے فی الواقع وہ
 نور نہیں بلکہ تاریکی ہے وہ سرور نہیں فساد و شر ہے اور وہ حضوری
 نہیں فریب ہے۔ شریعت کی تدوین ہی اظہار حقیقت کیلئے ہے
 جس قدر کوئی احکام شریعت کی پابندی کریگا اسی قدر اس پر حقیقت
 کا واضح انکشاف ہوگا۔ کیا خوب کہا ہے ہ
 ہر آن نور کہ در شریعت راسخ آید حقیقت راہ خود برومی کشاید

(یعنی متبع شریعت پر حقیقت کا راز کھل جاتا ہے)

بزرگوں کے ارشاد کے بموجب جب تک عقل و ہوش اور دانائی باقی ہے احکام شرع لازم ہیں۔ اگر کسی کی عقل مفلوج ہو جائے باطن پر حال کا غلبہ ہو جائے اور ظاہری حالات کا یا رانہ رہے، تو بیشک وہ معذور ہے۔

چنانچہ بعض قلندری سلسلے میں یہ طریق ہے کہ ان کو نماز روزہ ترک کرنے میں بالکل تامل نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ الشیوخ نے عوارف المعارف میں قلندریہ اور ملا میتہ فرقوں کے درمیان فرق اس طرح بیان کیا ہے۔ ”ملاستی باطنی خلوص و صدق کے باعث اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا عزیز رکھتا ہے۔ اپنے نیک عمل کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ اور اپنے کسی برے عمل کو چھپاتا نہیں۔ قلندری مشرب میں قلوب کی پاکیزگی اور سرور باطن کی وجہ سے حضور حق اور محبوب کا دیدار نصیب ہے ان میں باطنی سکرا و مستی حال کا غلبہ مشاہدہ محبوب کے باعث متواتر رہتا ہے اسی وجہ سے وہ اعمال ظاہری یعنی نفلی عبادات و آداب میں اور شرعاً جائز چیزوں کے خورد و نوش میں تکلف نہیں کرتے اور محبوب کی حضوری کے سرور و لذت پر اکتفا کرتے ہیں البتہ فرائض کو ترک نہیں کرتے۔

چنانچہ اس فقیر (شیخ رکن الدین) نے حضرت قطبی سے دریافت

کیا تھا کہ شیخ الشیوخ نے عوارالمعارف میں سلامیتہ اور قلندریہ سلسلوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے ہم اس پر کیا عقیدہ رکھیں۔ جواب دیا کہ ”جو کچھ شیخ الشیوخ نے فرمایا ہے۔ اسی حقیقت پر اعتماد رکھنا چاہئے اسکے بعد حضرت قطبی نے فرمایا ”شیخ الشیوخ نے قلندریہ سلسلے میں شرعی فرائض کی بجا آوری کے بارے میں تحریر فرمایا ہے اس میں رعایت کی ہے اور بات کی حقیقت کو چھپا گئے ہیں ہم نے قلندری مشرب کے لوگوں کو دیکھا ہے وہ ترک فرائض میں تکلف نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ شیخ ابو علی شاہ قلندر پانی پتی اور خواجہ کرک کرینی قلندوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ شیخ حسین سرہر پوری شمس جو پوری قلندر خود اعلیٰ عالم دین ہونیکے باوجود فرائض بالکل ترک کئے ہوئے تھے۔

خود میں نے محمد فخر الدین جو پوری سے کہا تھا کہ شیخ حسین سرہر پوری نماز نہیں پڑھتے اسپر شیخ محمد فخر الدین جو پوری نے فرمایا تھا ”ہم تو نہیں کہتے کہ حسین نماز نہیں پڑھتے۔ شیخ حسین ترکستانی راہ خدا پر ہیں۔ ان کا راستہ قلندری ہے اور ہمارا تصوف، میرے عزیز قلندر یہ مسلک میں فرائض کا ترک کرنا بظاہر ہی معلوم ہوتا ہے (یعنی فی الحقیقت ایسا نہیں ہے) یا اس وجہ سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور ان کو قدرت ہے کہ ایک ہی وقت میں وہ

خود کو چند مقام پر ظاہر کر سکتے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ اگر ایک جگہ ایک ہی وقت میں وہ تارک فرائض نظر آئیں تو اُسی وقت میں دوسری جگہ انھوں نے فرائض کی ادائیگی کی ہو یا پھر یہ ترک فرائض اسی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ ان کے حواس و عقل معمول کے مطابق نہ ہوں (یعنی ان کی عقل غلبہ حال یا درود شہود حق کی وجہ سے معمول کے مطابق نہ ہو۔ اور ان پر بلا شوری سی کیفیت وارد ہو گئی ہو اسلئے ایسا شخص احکام شرعی کی بجا آوری کیلئے مکلف نہیں ہوتا۔ مثلاً دیوانے جو بعض ظاہری کاموں میں ہوشیار نظر آتے ہیں لیکن صحیح العقل نہ ہونیکلی وجہ سے ان پر احکام شرعی کی پابندی نہیں ہے۔

فلا يشكل ما قيل في المسئلة	پس اعتقاد یہ کے بارے میں جو
الاعتقادية من قوله ولا يبلغ	کچھ کہا گیا ہے۔ اس میں کوئی اشکال
العبدا في المحسبة والقربا	نہیں رہا۔ ان کا ارشاد ہے
من الله تعالى درجة فسقط	کہ اس انسان کو خدا کے قرب کا
عند هذا الوظائف اى وظائف	ایک درجہ بھی اس وقت تک
الشرعية من الفرائض والواجبات	حاصل نہ ہو سکے گا جس سے
والسنن ما دام حيا في الدنيا	شرعی احکام یعنی فرائض و واجبات
ومن يدعى ذلك فهو زندقه	اور سنن ترک ہو رہے ہوں جب

والعارفان افضل خلیفۃ اللہ تک وہ دنیا میں زندہ ہے۔ جو
 تعالیٰ فی الدنیا الانبیاء والمرسل شخص ان کو ترک کرے یا چھوڑے
 ولم یتقبل عنہم مثل هذا قال وہ زندیق ہے۔ دنیا میں اللہ کے
 اللہ تعالیٰ عن عیسیٰ علیہ السلام خلیفہ اور نائب انبیاء اور رسل
 او صافی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وما گذرے ہیں ان میں سے کسی
 دمت حیا فاذا لم تسقط عنہم ایک سے ایسا نقل نہیں کیا
 فمن دونہم اولیٰ کذا فی عقیدۃ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ
 الخناح کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز

اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں جب انبیاء
 علیہ السلام سے احکام شرعیہ ساقط نہیں ہوتے تو ان کے
 علاوہ کون شخص ہو سکتا ہے جو ان سے افضل ہو ایسا
 ہی الخناح کا عقیدہ ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اولیاء اللہ سے تکلیفات دور ہو جاتی
 ہیں تو اس سے مراد ان کے حق میں کلفت دور ہونے سے ہے۔
 نہ کہ اصلی شرعی احکامات کی پابندی ختم ہونے سے۔ یعنی یہ کہ وہ
 اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تکلیف یا کلفت محسوس نہیں کرتے
 ولی اور جسمانی راحتوں کیساتھ عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

آتشِ نہم بسوزم ایں مذہب و کیش عشقتِ نہم بجائے مذہب و پیش

لطیفہ نمبر ۳۔ شیخ حسین قلندر سرہر پوری سید نجم الدین کے مُرید تھے اور سید نجم الدین شیخ نظام الدین اولیاء کے مُرید سید خضر کہلوی کے خلیفہ سید خضر مصاحب تھے۔ شیخ عبدالعزیز مکی کے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔ سنا ہے کہ شیخ نجم الدین نے پانچ سو سال عمر پائی تھی۔ اور سید خضر کی سات سو سال عمر ہوئی ہے شیخ حسین مذکور جو نپور کے علاقہ کے رہنے والے تھے عالم تھے اور ایک بڑا کتب خانہ بھی ان کی ملکیت تھا لیکن ان کا طور و مشرب قلندرانہ اور ابدالانہ تھا۔ کپڑا صرف ستر عورت کی حد تک پہنتے تھے۔ بظاہر نماز بھی نہیں پڑھتے تھے۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کبھی کبھی اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ لیکن اپنی انتہائی مستی کے سبب کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔

شیخ حسین کی یہ عادت تھی کہ آئیوالوں کو ادھر ادھر کی باتوں میں لگا دیا کرتے تھے اور اپنے باطن کا حال نہ کھلنے دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت قطبی سے پوچھا ”روولی کے اطراف میں لال تر بوڑ دستیاں

ہونگے۔" حضرت قطبی نے بالکل جواب نہ دیا۔ اسکے بعد دریافت کیا "سلطان بہلول اور سلطان حسین کے بارہ میں جو ایک دوسرے کے خلاف دریا پر صف بستہ ہیں کیا خبر ہے۔" اس سوال پر حضرت قطبی میں برداشت کی تاب نہ رہی، سختی سے جواب دیا۔ "اے شیخ آپ کے پاس جو آتا ہے یہ قصے کہانیاں سننے نہیں آتا جسکو ایسی باتیں سننا مقصود ہوں تو بازار چلا جائے وہاں اس نوع کی بیشمار باتیں سننے میں آئیں گی۔ اسکے بعد شیخ حسین بہت انکساری اور خلوص سے پیش آئے اور متوجہ ہو کر فرمایا۔ فرمائیے آپ کیا کہتے ہیں" حضرت قطبی نے اس شعر کے معنی دریافت کئے۔

آتش می زخم بسوزم این مذہب کیش
عشقت بہنم بجائے مذہب در پیش

شیخ حسین نے حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا "دوستو ہمیں یہ بات میسر نہیں یہ ان حضرت ہی کا حصہ ہے۔ کیونکہ یہ تجرید و تفرید کے حامل ہیں اور خرقہ پوش ہیں" اسکے بعد شیخ حسین نے حضرت قطبی کی طرف رخ کیا اور فرمایا "یہ بیت عین القضاء کی تصنیف ہے اور ان کی تصنیفات میں سے چوبیسواں مکتوب میرے پیش نظر بھی ہے جو ایک بڑے صندوق کے اندر ایک چھوٹے سے صندوق

میں ہے۔ عین القضاۃ اس میں لکھتے ہیں میری باتوں سے
دو قسم کا مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے۔ ایک درست، دوسرا غلط
درست مطلب وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو جنیدؒ اور شبلیؒ کے ہم پلہ
ہو اور غلط مطلب یہ سب علماءِ ظاہر سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی اگر میں
چاہوں کہ دانشمندوں جیسے معنی بیان کروں تو دانشمند میں ہوں
نہیں اور جسکو انھوں نے غلط کہا ہے اس کا بیان ہی کیا کرنا۔
الغرض شیخ حسین قلندرنے اجتناب کیا اور کوئی مطلب
نہ بیان کیا اور اس گفتگو پر وہ مجلس ختم ہو گئی۔

اب حقیر فقیر اپنے پیر کے صدقہٴ تصرف سے معنی بیان کرتا ہے
ذرا ہوش سے سُنو۔

”جب سالک کا مذہب کی رو سے وجود میں دو رنگی نظر آئے
جو (عرفان) وحدت کیلئے حجاب ہے اور یہ حجاب نہ اٹھے تو وہ ظاہری
اسلام کو حقیقت سے متصادم پاتا ہے (یعنی سالک کا مذہب باطن
محبوب کی واحدیت یعنی وحدت الوجود ہے جبکہ مذہبِ ظاہر ذات
حق اور غیر ذاتِ حق پر مبنی ہے۔ اسی لئے ظاہری مذاہب کی
رو سے سالک کا مذہب باطنِ شرک ہے اور اس طرح یہ دونوں
ایک دوسرے کی ضد بن گئے، اب اس سالک کی یہ خواہش ہوتی
ہے کہ اس شرک سے نکلا جائے اور اسی مقصد کیلئے وہ اُترن

عشق (محبوب) کو پکڑ لیتا ہے۔ دل میں عشق کی آگ ماسوائے
محبوب کے ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ جب
تمک عشق کی آگ غیر حق کو جلا نہ ڈالے اور صرف ایک رنگ وحدت
نہ ملا دے حقیقی اسلام کا حال ظاہر نہیں ہوتا۔ بے شک اسی حالت
کے تقاضے کہتا ہے۔

آتشِ بزمِ بسوزم ایں مذہبِ کیش
عشقتِ بہنم بجائے مذہبِ درپیش

بیان کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خانہ کعبہ
کی زیارت کو گئے۔ پتھر سے قیمہ خانہ کعبہ دیکھا اور کہا اس جیسے تو اور
بہت گھر دیکھے ہیں۔ حج نہ کیا واپس آ گئے۔ دوسرے سال پھر گئے
تو خانہ کعبہ تو نظر نہ آیا البتہ وہی صاحب خانہ نظر آیا۔ فرمایا کہ ہاں یہ
حج (طواف) کے لائق ہے۔ ایک ہی رنگ وحدت ہے اور دلی
وشرک ختم ہو گیا ہے۔

شیخ حسین سہروردی قلندر کجدمت میں طہری

لطیفہ نمبر ۳۱۔ شیخ حسین سہروردی نماز نہیں پڑھتے تھے ایک دن حضرت قطبی ظہر کی نماز کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ نماز ظہر قضا ہو گئی شیخ حسین نے اشارۃً اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہا۔ ”اے عزیز اگر کسی کی آستین ناپاک ہو جائے جب تک اسکو پاک نہ کر لے اسکی نماز درست نہ ہوگی۔“

اسی وقت یہ بھی فرمایا ایسے مردان حق ہیں ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہونگے جو کہ ہمیشہ طہارت میں مشغول رہتے ہیں جب طہارت سے فارغ ہوتے ہیں تو نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اس طہارت اور نماز سے مراد حقیقی طہارت اور نماز ہے۔ یعنی غیر سے منقطع ہو کر محض اللہ سے واصل ہونا مقصود ہے۔ اسی لئے کہا ہے الوضوء انفصال والصلوة اتصال من لم یفصل عن الغیر لم یتصل بالحق

روضو منقطع ہوتا ہے اور نماز ملاقاتی ہے پس جو شخص غیر حق سے جدا نہیں ہوا وہ حق کے ساتھ مل نہ سکا۔

حضرت قطبی نے شیخ محمد (جو قطب العالم شیخ فرید مسعود اچودھنی کے پوتے عالم وقت اور شہر جونپور میں استاد تھے) سے کہا کہ شیخ حسین

نماز نہیں پڑھتے تھے۔ شیخ محمد نے جواب دیا ہم نہیں کہتے کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتے۔ شیخ حسین ایک برگستانی ہیں جو راہِ خدا میں ہیں لیکن ہمارا راستہ تصوف ہے اور ان کا قلندر یہ۔ البتہ بخیل آدمی ہیں ہمیں بلاتے ہیں اور جب ہم جاتے ہیں تو فیضیاب نہیں کرتے۔

الظاہرُ وَالْبَاطِنُ اللہ کو باطن کہیں تو وہ ظاہر بھی ہے

لطیفہ نمبر ۳۲۔ ایک روز حضرت قطبی نے شیخ محمد فخر مذکور سے ایک عجب مشکل امر حل کرنے کی استدعا کی کہ ”الظاہر و الباطن“ دونوں اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفات ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ”باطن“ کہیں تو وہ ظاہر بھی ہے لیکن کن معنوں میں وہ ظاہر ہے۔ یعنی اسمِ باطن کا اطلاق تو حق سبحانہ تعالیٰ پر ان معنی میں سمجھ میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ کو ہم اپنی جس کی قوت سے نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ وہ ہم سے عالمِ غیب میں ہے۔ مگر اسمِ ظاہر کا اطلاق کن معنی میں کیا جائے؟ شیخ محمد کچھ دیر غور کرتے رہے پھر فرمایا ”اس کے دو معنی ہیں۔

ایک یہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی قدرت اور صنعت سے تو ظاہر ہے مگر اپنی ذات سے ظاہر نہیں ہے اور یہ شریعت اور علمائے ظاہر کا بیان ہے اور اس اعتبار سے اسمِ ظاہر مجازی اور سببی ہوا نہ کہ

حقیقی کمالاً لایحفظ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں) دوسرے معنی کے لئے فرمایا کہ وہ ہم سے کسی نے بیان نہیں کئے ہیں۔ اسکے بعد حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ مینری کے قول پر انحصار کر کے فرمایا، شیخ شرف الدین احمد نے اپنی تصانیف میں کشف پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے اجمالی اور کلی حیثیت سے چار عالم ہیں اول "عالم ناسوت" یہ ظاہری دنیا ہے جو مشاہدہ میں ہے۔ اور کشف ہے۔ یہ ہی اجسام اور جسدوں کی دنیا ہے۔

دوم عالم ملکوت ہے کہ غیب میں لطیف ہے اور ارواح کا مسکن ہے۔ سوم عالم جبروت ہے۔ چہارم "عالم لاہوت" ہے اور یہ عالم درجہ غیب، غیب، غیب اور لطیف، لطیف، لطیف یعنی اللطف اللطائف ہے وہ حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات وصفہ کا عالم ہے۔ اسکے بعد فرمایا۔

"ناسوت کے ذرہ ذرہ پر" ملکوت چھایا ہوا ہے، اور پھر

ناسوت اور ملکوت دونوں کے ذرہ ذرہ پر جبروت چھایا ہوا ہے اور پھر ناسوت، ملکوت، جبروت تینوں کے ذرہ ذرہ پر "لاہوت" محیط ہے اس مفہوم سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام موجودات پر محیط ہے۔ اور جو لطیف تر ہے وہی محیط تر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "الا اند بکل شیء محیط"

(اللہ ہر چیز پر محیط ہے) حضرت قطبی نے دریافت کیا "کونسا احاطہ؟
 آیا احاطہ الماء والتربة ام غیر ہلن؟" یعنی کیا پانی کامٹی
 پر محیط ہونا مراد ہے یا اس کے علاوہ؟

اس پر شیخ محمد نے فرمایا "پانی مٹی کو احاطہ کے ہوئے ہو۔ نودباتہ

یہ تو شرک ہے اس میں دوئی ہے اس لئے کہ پانی اور خاک دونوں ذاتی
 طور پر مختلف ہیں اور عارفوں کے نزدیک دوئی شرک ہے۔"

اس کے بعد شیخ محمد نے اسکی مثال اور نظیر سے تشریح کی، کیونکہ

جب عام بیان سے کسی امر کی وضاحت نہ ہو سکے تو پھر اس کو مثال

اور بات کی بات سے کڑی ملا کر اشارات ہی میں واضح کیا جاسکتا

ہے "یعنی سورج کی گرمی کے ظاہر اور باطن میں سبز رنگ محیط ہے

اور وہی آفتاب کی گرمی سے سبز نقطہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے کہ

لون الماء دون اننا، کہ پانی اپنے برتن کی شکل اختیار کر لیتا ہے

اشارہ اسپر ہے۔ کذا لک الوحد المطلق محیط لکل شیء محیط

اشارۃ الی ہذا فالاختلاف فی مرتبۃ الظاہر لا فی مرتبۃ

الوجود المطلق فلیس الاھولہ الکبریاء فی السموات والارض

دھو العزیز الحلیم (یعنی اسی طرح مطلق وجود ہر چیز کو محیط ہے

بمنزلہ وجود مطلق کے پس نہیں ہے مگر وہ "اسی کے لئے بڑائی آسمانوں

اور زمین کی اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ گھر کے صحن میں جو سبزہ ہے کوتاہ نظر صرف اس سبزہ ہی کو دیکھتا ہے جبکہ وسیع النظر دیکھ کر سمجھ جائیگا کہ سبزہ کا وجود آفتاب کی گرمی سے ہے۔
یہیں تک سوال و جواب پر وہ نشست ختم ہو گئی۔

اب ہمارے زمانہ میں حضور قطب العالم نے فرمایا ہے۔
”ہمیں یاد نہیں آتا کہ اس وقت شیخ محمد کی اس نظیر کو بیان کرنے سے کیا چیز مُراد تھی اور ہم کیا سمجھتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ اس فقیہ نے بھی حضرت کی حیات میں اس مسئلہ پر کچھ دریافت نہ کیا۔ یا حسرتے علی ما فرت فی جنب اللہ (ہائے افسوس میرے خدا کے قریب ہو کر جدا ہونے پر، اب مذکورہ بیان و مثال کی وضاحت اس فقیہ کی حقیقہ عقل میں دو طرح سے آتی ہے (واللہ اعلم بالصواب)

ایک یہ کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ آفتاب نور کی گرمی کے بغیر سبزہ پیدا نہیں ہوتا۔ آفتاب کو رنگینہ عالم سمجھ لینا بھی غلط ہوگا۔ دنیا میں ہر رنگ آفتاب کی روشنی اور گرمی کے سبب ہے اسلئے سبزہ میں سبز رنگ عین تجلی نور آفتاب ہے اور اس پر نور آفتاب چھایا ہوا ہے جس کسی کو وسیع النظری اور بالیدگی نہم حاصل ہوگی۔ اس بات کو خوب سمجھ لیگا۔

دوسری تشریح یہ ہو سکتی ہے کہ سبزہ و نور کی مثال سے مراد عینِ
النظری ہو سکتی ہے۔ یعنی ہماری آنکھ کی ظاہری بینائی میں آفتاب
روشنی کا ظہور شرط ہے۔ بغیر آفتاب کے نور کے کسی چیز کا نظر آنا ممکن
نہیں اور جب آفتاب کا نور چیزوں پر محیط ہو جاتا ہے تب اشیاء
نظر آتی ہیں۔ اول جو چیز نظر آتی ہے یہی آفتاب کا نور ہے اور پھر اسی
سے رنگ و اشکال اور چیزوں کی دوسری صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور
یہی انداز فکر فراخی شہور ہے۔ لیکن اس بسیط طور فکر میں غفلت
اور بے توجہی حائل ہے۔ اور اگر خوش قسمتی سے توجہ نور کی حقیقت جاننے
کی طرف مائل ہو جائے تو اس حقیقتِ قہمی کی صلاحیت الہاماً اللہ
شیخ محمد فخر کا مقصد بھی اسی وسیع النظری اور ادراک بسیط ہی سے ہے۔
جو گہری فکر و نظر سے کام لیگا سمجھ جائیگا کہ سبزہ اور کل اشیاء پر نور آفتاب
محیط ہے۔ اس طرح کہ نور آفتاب ظاہر ہے اور کل اشیاء منظر ہیں۔
گویا ظہور و منظر دونوں نور کی صفات ہیں۔

اسی طرح ذہنی و خارجی، ظاہر و باطن، نمایاں و پوشیدہ، کل
موجودات پر وجود حقیقی (ذات باری تعالیٰ) محیط ہے اور وہی مطلق
وجود ہستی ہے۔ وجود مطلق کے سوا صرف عدم ہے اور عدم محض کو
کوئی چیز بھی وجود پذیر نہیں ہو سکتی (یعنی عدم محض سے موجودات

کے وجود میں آنے کا امکان نہیں اور یہ تصرف صرف وجود حقیقی و مطلق کو ہے اور ماسوا اس کے لاشئ و لا وجود ہے (بیشک وہی موجود ہے۔ اور وہی مشہود ہے۔ خواجہ نظامی فرماتے ہیں۔)

زیرِ نیش علت کائنات : بابہ تو قائم جو تو قائم بذات
(سائے میں تیرے علم کے ہے وجود کائنات
گویا قائم ہیں تجھ سے اور تو خود قائم بذات)

اس لئے بات صاف ہو گئی کہ موجودات کا ظہور کسی ہیئت و حالت میں کیوں نہ ہوا سکے لئے وجود حقیقی شرط ہے، بیشک ہر وہ چیز جو محسوسات نظر اور تیز میں آتی ہو۔ پہلے اس کی ہستی و وجود حقیقی شرط ہے۔ بیشک وہ ہر چیز جو محسوسات نظر اور تیز میں آتی ہو۔ پہلے اس کی ہستی و وجود کا احساس پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کی شکلیں صورتیں ذہن میں آتی ہیں۔ لیکن ظہور کا عام ہو جانا ہی حقیقت و ماہیت فہمی کے لئے پردہ بن گیا ہے (یعنی کثیر الوجود موجودات کے سبب فکر و نظر اس کی اصلیت پر کم متوقف ہوتی ہے)۔ چوں آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہر
از غایتِ ظہور عیانم پدید نیست

قالت الصوفیۃ خفی لشدة ظہورہ یعنی صوفیاء حضرات کی فکر کے بموجب اس کا اظہار شدت ہی اسکے خفی ہونیکا باعث ہے۔ ہستی مطلق عارفوں کے نزدیک عین ذات ہے وہ لامتناہی اور لامحدود نور ہے۔ وہ پوشیدہ بھی نہیں خود بخود ظاہر ہے اور موجودات کا مظہر ہے اللہ نور السموات والارض (اللہ ہی زمین و آسمان کا نور ہے) سے اسی نور کی طرف اشارہ ہے اور اسی مفہوم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ دھوا الظاہر والباطن دھو بکل شیء محیط (وہی ظاہر و باطن ہے اور وہی کل چیزوں (وہی کل چیزوں) موجودات) پر محیط ہے، لیکن اس کی حقیقت کو سمجھنا کمال معرفت اور نور باطن کے بغیر ممکن نہیں۔

اب صوفیاء کا یہ خیال کہ خفی لشدة ظہورہ (یعنی میں کثرت ظہور سے ہوں پس حجاب، اس صورت کے سوا نہیں کہ ظہور دلیل ہے۔ خفا کے عدم وجود پر نہ کہ خفا کے وجود پر، کیونکہ ظہور اور خفا ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں جبکہ علت و معلول ایک دوسرے سے مربوط ہیں، تو ظہور کے ساتھ خفا کا کیا ربط؟ اور اسی معنی میں ان کے قول کا جواب میرے حقیقی بھائی عالم ربانی، عارف سبحانی شیخ المشائخ شیخ احمد مد اللہ عمرہ و عرفانہ نے دیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ کی ذات مطلق ہے اور ظہور مطلق قیود کے ساتھ ہے۔ جب قیود مطلق قیود کے ساتھ ہے۔ جب ظہور مطلق قیود کے ساتھ ہوگا تو مطلق پوشیدہ ہو جائیگا۔“

دوسرا جواب انھوں نے یہ دیا کہ ظہور کی شدت غیر کی نفی کرتی ہے۔ جیسا کہ عالم شہادت (دنیا میں دیکھنے میں آتا ہے) مثلاً اگر زید مکان میں تھا ہوگا تو زیادہ نمایاں ہوگا اور جب کوئی دوسرا شخص بھی اس مکان میں موجود ہوگا دوسرے شخص کے ظاہر ہونے سے زید کی شخصیت نمایاں نہیں رہے گی اور اس کے ظہور کی شدت زائل ہو جائیگی۔ بنا بریں صوفیاء کے اس قول کا مطلب یہ ہوگا۔ خفی علینا الشدة ظہورۃ فی نفس الامر فانہم فانہ دقیق گویا حقیقت کا شدت ظہور ہمارے لئے مجاب بن گیا ہے۔ اسکو سمجھو یہ دقیق ہے۔

تیسرا جواب برادر محترم شیخ المشائخ شیخ حمید الدین نے دیا۔ ”ان شدة الظهور بنفسها ليس بعلة للخفاء بل هي علة بالواسطة فان شدة الظهور حدة لسماع النور وهي تورث في العيون كلاله وفتور في البصر وذلك الفتور والكلاله علة للخفاء اذا يصل ادراكها اليه كالشمس في الصيف عند الاستواء لا يصل ادراك العيون اليها۔“ یعنی شدت کا ظاہر ہونا بنفسہ خفا کی علت نہیں ہے

لے جتنی کہ قیود زیادہ ہوں گی اتنا ہی ظہور مطلق پوشیدہ ہو جائیگا۔

قدرت اس کا ظاہر ہے اور اس ظاہر کا مغز اور روح راز حقیقت ہے، ذاتِ حق سبحانہ تعالیٰ جو کہ ہستی مطلق ہے ہو (جو) کا توں یا اسی طرح جیسا کہ تھا، کی حیثیت میں اسما و صفات سے پاک و صاف اور اعتبار نسب سے میرا ہے کیونکہ یہ اس کا مرتبہ لا یتقین ہے لیکن اس ذات مطلق کا ان امور سے متصف ہونا عالم ظہور کی طرف متوجہ ہونے کا باعث ہے۔ اسلئے وہ ذاتِ صفا و تجرد سے قطع نظر اپنی کثرت کی بناء پر مرتبہ بطن (پوشیدگی میں ہے یعنی کثرت صفائی کے سبب اس کی ذات نظروں سے پنہاں ہو گئی ہے گویا ظاہر میں اسکی صفات پر نظر جاتی ہے اور اس کی ذات نظر سے پوشیدہ رہتی ہے اور اس طرح اس کی صفات اس کی ذات کے لئے حجاب بن گئی ہیں، جس کا لازمہ پوشیدہ رہتا ہے۔ لا تدرك الابصار و هو يدرك الابصار (آنکھیں اسکو نہیں پاسکتیں وہ آنکھوں کو پاسکتا ہے) کا اشارہ اس مرتبہ بطن کی طرف ہے اور اپنی صفات و اسماء سے متصف ہونے کے اعتبار سے مرتبہ ظہور میں ہے۔

ظہور کے مراتب میں اول مرتبہ "وحدت" کا ہے جو کہ حضور حق کا مرتبہ علم ہے اور جو کچھ شیوناتِ ذاتیہ یعنی وہ اعلیٰ حروف و صور اور اسماء جو "وحدتِ ذات کیلئے درج تھے وہ پہلے اعیانِ ثابتہ

کی صورت میں حضرت علم میں ظاہر ہوئے۔ مرتبہ ظہور مرتبہ عین (ذات) ہے۔ اعیان ثابتہ جو خارجی شکل میں عالم ظہور میں آئے دراصل وہی مرتبہ صنعت و قدرت ہوا۔

بس یہ بات تحقیق کو پہنچ گئی کہ صفت بطون بالخصوص فی ات کیلئے ہے جو کہ ہستی مطلق ہے اور خود اپنی خاصیت میں باطن ہے۔

بمصادیق الآن کما کان وکما کان الآن روہ ایسا ہی جیسا کہ تھا۔ اور جیسا کہ تھا ویسا ہی اب ہے، اور خارجی اعتبار سے ظاہر

نہیں ہے۔ مگر ان تعینات و اعتبارات سے کی رو سے جو اعیان ثابتہ میں تھے، کما قیل خلق الاشیاء کما شاء کے مثل اعیان

ثابتہ میں وہی ظاہر ہے جو وحدت ذات میں مستور تھا اور وہی شیوناً ذاتیہ تھا۔ آئینہ اندر ترقی تغیب نہاں بود ہاں

در تو پیدا است ولیکن عرف من عرف است

اس لئے یہ بات پوشیدہ نہیں رہی کہ صفت ظہور اور صفت صنع و قدرت میں صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہو جب بالضعف

والقدس کا اشارہ اسی نکتہ کی طرف ہے اور یہ بات اسرار کی جان ہے۔ فافهم فانہ دقیق و عمیق لا یغنی فیہ الارض

بحی الاحدیت والواحدیت۔ پس تو اس کو سمجھ کیونکہ یہ بہت ہی اہم جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے چیزوں کو جیسے چاہا پیدا کیا۔

دقیق و عمیق ہے۔ بحرِ احدیت و واحدیت کی زمین اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

عِلمِ آخرت اور خوفِ خاتمہ

لطیفہ نمبر ۳۳۔ حضرت قطبی ردولی میں مقیم عبادت میں مشغول تھے کہ ایک دن نظام الملک جو حضور کی مجلس میں کبھی کبھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت قطبی عِلمِ آخرت اور خوفِ خاتمہ کا ذکر فرما رہے تھے۔

نظام الملک بولا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اگر کوئی کبجو س بھی کسی کو کوئی چیز عطا کرے تو واپس نہیں لیتا۔ خدا تعالیٰ جو کریم ہے کیسے اپنی کریمی کے باوصف اپنی عطا کو واپس لے گا اسلئے خوفِ خاتمہ تو نہ ہونا چاہیئے۔ حضرت قطبی نے حسبِ حال خود اس کو جواب دیا۔

”اے عزیز یہ تو بتاؤ کہ عِلمِ آخرت فرض ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ”جی ہاں فرض ہے“ آپ نے فرمایا ”تو پھر رو“

حضرت قطبی کے ارشاد کا فوراً اثر ہوا اور وہ زار و قطار رونے لگا۔ اور اس کا سنگدل سینہ جو خوفِ خاتمہ اور عِلمِ آخرت سے خالی تھا

گداز ہو گیا۔ خوف و غمِ آخرت اُس پر غالب ہو گیا۔ سبحان اللہ! اللہ والوں کی صحبت بھی کیا کیا تاثیر ہے۔ اور اس سرخ گندھک کی مانند ہے جو تانے کو چھوٹے ہی سونا بنا دیتی ہے۔ اور ایسا آبِ حیات ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی پی لیا جائے تو حیاتِ ابدی مل جائے۔

بروئے شرع اس سوال کا جواب اس طرح ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی عطا واپس نہیں لیتا۔ لیکن بندہ از روئے شرع صاحب اختیار ہے اور خود اپنے اختیار سے کلماتِ کفر کہہ کر اس عطا کو رد کر دیتا ہے۔ اس فقیرِ کن الدین کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہاں ایمان باری تعالیٰ کی عطا ہے اور وہ خود اس عطا کو واپس نہیں لیتا۔

لیکن نعوذ باللہ اگر کسی کے مقصد ہی میں سلبِ ایمان مباحِ اللہ ہے تو میں اسکو نہیں کہتا بلکہ یہ کہوں گا کہ اسکو ایمانِ عاریتہ ملا ہے اور عاریتہ ملے ہوئی چیز کی نفی یا تردید ممکن ہے اسلئے خوفِ خاتمہ لازم ہے مبادا ایمانِ عاریتہ ہی ملا ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

بیرونِ گور لافِ کرامت چرمی زنی !
ایمان اگر بگورِ بری آں کرامت است

بیان کرتے ہیں کہ کسی نے بائزید بسطامی رحمۃ اللہ سے پوچھا ”آج کے دن روئے زمین پر مردِ خدا کون ہے؟“ بائزیدؒ نے فرمایا

لے حاشیہ اعلیٰ صفحہ پر

”کل جواب دونگا۔ اور جب کل (دوسرا دن) ہوا تو بایزیدؒ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ سائل کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے سوچا کہ میری بات کا جواب تو ملا نہیں اور بایزیدؒ کا وعدہ ایفا نہیں ہوا۔ اس کے بعد وہ سائل ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ جنازے سے آواز آئی۔ ”آج کے دن روئے زمین پر بایزید خدا کا بندہ ہے جو ایمان سلامت لے جاتا ہے“

پس معلوم ہوا کہ گویا بایزیدؒ کو از روئے کشف اپنی عاقبت معلوم تھی لیکن شریعت کی رو سے خوفِ خاتمہ باقی تھا اسی لئے جواب میں تاخیر کی، یہاں تک کہ بعد موت جب اپنے با ایمان جانے کا یقین ہو گیا تب جواب دیا۔

کیا خوب کہا ہے۔ اچوں بسیرا سمند مہین یوں بنا سوں کائن
حضرت قطبیؒ کا ہے گا ہے یہ ہندی دو ہا پڑھا کرتے تھے اور
رویہ کرتے تھے۔ ہر چند کہ اولیاء اللہ کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت
کا حال معلوم ہوتا ہے لیکن خوفِ خاتمہ باقی ہونے کی وجہ سے بھیجی
اور بے اطمینانی باقی رہتی ہے۔

وَسَوْفَ تَرَىٰ اِذَا ابْتَلَى الْغُبَارُ ۖ تَحْتَكَ فَرَسَ امِّ الْحَمَارِ (وہ سوف تری
اے گوریں پہونچنے سے پہلے کرامت کی کیا شیخی مارتا ہے۔ اگر تو قبر میں ایمان
کی سلامتی کے ساتھ جائے تو وہ تیری کرامت ہوگی۔

وانكشف الغبار : افرس تحت رجلک ام الحمار، عنقریب جب غبار دور ہو جائیگا تو تو دیکھے گا کہ تیرے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا۔

سجادہ نشینی باجائزت روح مبارک حضور اکرم ﷺ

لطیفہ نمبر ۳۲۔ حضرت قطبی نے پختہ ارادہ کیا ہوا تھا کہ عمر خلق سے دور کوہ و بیان میں گزارینگے۔ لیکن ان مشائخ عظام نے جو اس وقت حیات تھے جامہ ہائے خلافت عطا کئے اور کوشش کی کہ مسند خلافت پر بیٹھیں اور خلق سے بیعت لیں پھر ارواح حضرت قطب العالم شیخ احمد عبدالحقؒ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ حضرت شیخ المشائخ شیخ فرید الدین مسعودؒ اور دوسرے مشائخ کی ارواح تشریف لائیں اور کوشش کی کہ بیروں کی مسند ہدایت و رشد پر بیٹھیں اور بیعت کریں۔ اسکے بعد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے سجادہ نشین اور بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ اس پر حضرت قطبی مجبور ہو گئے اور سجادہ نشینی اختیار کی اور سلسلہ بیعت جاری کیا۔

الحمد لله على ذلك ہاں السعيد من سعدني بطن امہ

کل طبقات کے مشائخ اور خانوادوں سے

خلافت اور اجازت سے بیعت

لطیفہ نمبر ۲۵۔ حضرت قطبی کو کل طبقات کے مشائخ اور تمام خانوادوں سے بسلسلہ ذیل خلافت عطا ہوئی تھی۔

اول خرقہ خلافت سے: اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ محمد جی سے، ان کو اپنے والد شیخ عارف سے ان کو اپنے والد شیخ احمد عبدالحق سے اور پھر شیخ جلال الدین پانی پتی شیخ شمس الدین ترک پانی پتی، حضرت شیخ سید علاء الدین علی احمد صابر کلیری، شیخ فرید مسعود اجدہنی، قطب العالم بختیار کاکی اوشی، خواجہ خواجگان حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے اور اسی طرح بسلسلہ معروف جناب رسالت پناہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

دوئم خرقہ خلافت سے: حضرت شیخ الاسلام شیخ درویش بن شیخ اودھی ان کو اپنے والد اور پیر شیخ فتح اللہ سے اور پھر شیخ صدر الدین احمد بن شہاب، شیخ نصیر الدین محمود یوسف

اودھی، سلطان المشائخ سلطان نظام الدین اولیاء، قطب العالم
حضرت شیخ فرید مسعود اودھی، قطب الاقطاب خواجہ قطب
الدین بختیار کاکی اوشی، خواجہ خواجگان حضور خواجہ معین الدین
چشتی اجیری اور اسی طرح بسلسلہ معروف تاجناب رسالت
پناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوم خرقہ خلافت: شیخ الاسلام شیخ درویش بن قاسم
اودھی، شیخ الاسلام امیر سید بدھن بہرائچی، سید اجمل
شیخ الاسلام مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال بخاری
شیخ رکن الدین ابوالفتح، شیخ صدر الدین، شیخ بہاء الدین
زکریا ملتانی، شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی
اسی طرح بسلسلہ معروف تاجناب رسالت پناہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم۔

والیضا: حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری کو چشت میں
جامہ خلافت حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی ہے۔ ان کو
سلطان المشائخ سلطان نظام الدین اولیاء سے۔ ان کو
قطب العالم شیخ فرید مسعود اودھی سے۔ ان کو قطب الاقطاب
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے۔ ان کو حضور خواجہ خواجگان

خواجہ معین الدین چشتی اجیریؒ اور علی ہذا تاجناب رسالت پناہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

چہارم جَامِدُ خَلافتے: شیخ الاسلام حضرت بندگانِ میاں
شیخ بن حکیم اودھیؒ سے اور پھر حضرت پیر شیخ صدر الدین، شیخ
علاء الدین، حضرت سید محمد گیسو دراز، حضرت نصیر الدین محمود
اودھیؒ، سلطان المشائخ الاولیاء شیخ فرید مسعود اودھنیؒ،
قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ، خواجہ
خواجگان حضور خواجہ معین الدین چشتی اجیریؒ اور اسی طرح
بلسلہ معروف تاجناب رسالت پناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
مقبول ازل جس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے نوازا ہو ہر دو جہاں میں
مقبول ہوگا۔ السعید من سعد فی بطن امہ

ردولی سے شاہ آباد کو ہجرت کا قصہ

لطیفہ نمبر ۳۶۔ حضرت قطبی کے قصبہ ردولی سے ہجرت کر کے شاہ آباد
میں تشریف لانے کا قصہ یوں ہے کہ سلطان بہلول اودھی نے عمر
خان سروانی کو شہزادہ نظام (جو آخر کار بادشاہ ہوا) اور سکندر لودھی
نام پایا، کی خدمت پر مامور کیا تھا۔ خدا کی مرضی کہ مذکور عمر خان

شہزادہ نظام سے شکستہ دل ہو کر شہزادہ باریک شاہ کے پاس جو پوچھا
چلا گیا وہاں اس کو کامیابی نہ ہوئی۔ حیران تھا کہاں جائے کیونکہ
اب اس کے خیال میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں چلا جاتا۔

اس کے دل میں درویشوں کی پناہ لینے کا خیال آیا۔ قبضہ دولی
آیا۔ یہاں کے لوگ اس کی ملاقات کو گئے۔ اس نے دریافت کیا ”کیا
اس جگہ کوئی درویش یا مجذوب دیوانہ بھی ہے جس سے ملاقات کی
جاسکے“ لوگوں نے کہا۔ ”ہاں یہاں ایک صاحب کمال سوختہ
و دوختہ و عشق جواں سال عبدالقدوسؒ ہیں جو خدا کی یاد میں
مگن ہیں اور کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ دوسرا شخص ملک
یونس مجذوب دیوانہ بھی صاحب باطن ہے۔

عمر خان مذکور نے کہا ”پہلے درویش صاحب شریعت سے
ملاقات کریں گے اسکے بعد دیوانے مجذوب سے، الغرض حضرت
قطبی سے ملاقات کی۔ حضرت کے علم و عمل اور سوز و عشق کی
کیفیت دیکھ کر گردیدہ و معتقد ہو گیا۔ اپنا ٹپکا گلے میں ڈال کر
آہ و زاری کرتا ہوا قدموں میں گر گیا اور کہا ”اے شیخ مجھے
دنیا میں کہیں جگہ نہیں ہے آپ جگہ دیں۔

حضرت قطبیؒ نے حالت سکر و عشق میں فرمایا۔ ”اگر اللہ کے
یہاں ہمارے لئے کوئی جگہ ہے تو ترے لئے بھی ہو جائیگی۔ فکر

نہ کرتیرا کام حسب منشاء ہو جائیگا۔

عرفان کا پختہ ہو گیا کہ اللہ کے کرم سے میرا کام بن گیا کہ یہ ریش تو بالکل میرے مطلب کے مطابق ہیں۔ چلیں اب مجذوب دیوانہ کو بھی دیکھیں۔

اسکے بعد وہ ملک یولس مجذوب کے پاس پہونچا اور دس سکے بطور نذرانہ پیش کئے۔ دیوانہ بولا، ”مجھ غریب کو زیادہ رستم درکار ہے۔ بہت سے کام کرنا ہیں۔ عمر خان نے دس سکے اور بیسے ملک یولس دیوانہ نے بازار سے مٹھائی منگا کر تقسیم کر دی۔ اور عمر خان کو کرسی پر بٹھایا وہ بہت خوش ہوا۔ اور اسکے دل کو سکون ہوا اور وہاں سے روانہ ہوا۔

ادھر میاں نظام شہزادے نے اپنے آدمیوں کے ہاتھ اس کو خلعت بھیجی اور اس کو آنے کی قسمیہ تاکید کی۔ پیغام لانے والوں نے عمر خان کی تسلی و تشفی کی اور اس کو اپنے ہمراہ لے گئے اسکے بعد سلطان بہلول وفات پا گیا اور میاں شہزادہ بادشاہ بنے اور سلطان سکندر لقب اختیار کیا۔

ان دنوں ہندوستان کے اطراف میں (مراد اودھیا اس سے ملحق علاقہ ہے) کافروں کا غلبہ ہو گیا اور پرگنہ ردولی میں کافروں کا عمل دخل ہو گیا۔ اسلامی دستور و شعائر کمزور پڑ گیا اور

بازار میں سُر کا گوشت فروخت ہونے لگا۔ حضرت قطبی رنجیدہ
خاطر پر گنہ سے باہر آ گئے۔ اُس وقت سلطان سکندر مکھنہ کے مقام
پر فروکش تھا۔ حضرت قطبی کا خادم عمر خان کے پاس گیا اور اس
کو وہاں کے حالات سے آگاہ کیا۔

عمر خان کو لالچ پیدا ہو گیا اس نے سوچا کہ اس بہانے
سے حضرت اپنے آباد اجداد سے ترک سکونت کر کے میرے پر گنہ
شاہ آباد منتقل ہو جائیں گے تو میرے لئے ہزاروں سعادتوں اور
بلند بختی کا باعث ہو۔ غرضیکہ عمر خان نے اپنی سی تدبیر کی۔ اور
حضرت قطبی مشیتِ الہی سے شاہ آباد منتقل ہو کر سکونت پذیر
ہو گئے۔ اس وقت میرے بڑے بھائی بندگی شیخ حمید دس گیارہ
برس کے تھے۔ شاہ آباد میں آنے کے ایک سال بعد یہ حقیر فقیر
رکن الدین (مصنف لطائف قدوسی) ۵۰۹ جادی الاول ۸۹۷ھ
کو پیدا ہوا۔

اس کے بعد کل بھائی شاہ آباد ہی میں پیدا ہوئے۔ اور
تقریباً ۳۰ یا ۳۵ سال تک وہیں مقیم رہے۔ اسکے بعد جب
افغانوں کی حکومت ختم ہو گئی تو حضرت محمد باقر مغل بادشاہ
ہوئے۔ شاہ آباد ویران و تاراج ہو گیا۔ اور حضرت قطبی بمعہ
اہل و عیال آ کر گنگوہ میں آباد ہو گئے اور گنگوہ ہی میں وصال

ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

عزیز من! درویش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور خزانہ نبوت سے دولت رحمت اللعالمین کی میراث ہے۔ وہ جہاں بھی جائیگا وہاں خدا تعالیٰ کی رحمت اور لطف و کرم کا نزول ہوگا۔ ہر جماعت اپنی استعداد کے اعتبار سے راہ حق پاتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم شتہ رزق علماء امتی، تاکہ اگر کوئی درویشوں اور علماء تک رسائی نہ پاسکے تو اُن کے قدم اسکے سر پہ ہوں۔

سبحان اللہ! کسی سید اذلی ہی کو کامل درویشوں کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔

گنہامی میں رہنے کا اہتمام

لطیفہ نمبر ۳۔ حضرت قطبی گنہامی میں رہنے کا بڑا اہتمام کرتے تھے اور کرامات و تصرفات کے حامل تھے لیکن اراداً کشف و کرامات ظاہر نہ کرتے تھے۔ البتہ ضرورتاً بعض طالبوں میں ذوق و شوق پیدا کرنے کیلئے کبھی کبھی تصرفات کا اظہار بھی کر دیتے تھے۔

لہ اللہ میری اُمت کے علماء کے رزق کو پھیلا دے۔

یا پھر از خود کوئی کرامت بے ارادہ ظاہر ہو جاتی تھی۔ ایک دن پرگنہ ردولی میں حضرت قطبی ایک دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ مشیت الہی کہ دیوار حضرت قطبی پر گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ لیکن حضرت قطبی دیوار کے نیچے سے صحیح و سلامت نکل آئے اور بالکل کوئی گزند نہ پہنچا۔ اسی طرح ایک دفعہ شاہ آباد میں پانخانہ میں چوکی پر بیٹھے ہوئے تھے اور عصا کو بغل میں لگا کر سہارا لیا ہوا تھا۔ اتفاقاً بائیں جانب سے ایک اونچی دیوار حضرت پر آن گری۔ آپ کی لکڑی کی کھڑاویں، عصا اور چوکی سب چورہ چورہ ہو گئے۔ لیکن آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور خیریت باہر نکل آئے۔

بندگی والدہ صاحبہ کے کوٹھے کی چھپر بندی

لطیفہ نمبر ۳۔ شاہ آباد میں بندگی والدہ صاحبہ کے کوٹھے کی چھت پر قاعدے قرینے سے چھپر باندھ رہے تھے۔ حضرت اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج یہ چھپر نہ ڈالو۔ میرے بڑے بھائی شیخ حمید نے عرض کیا کہ ”یہ چھپر بندی اصول قاعد کے مطابق ہو رہی ہے۔ یہ چھپر باسانی اکٹھایا جاسکے گا۔“ حضرت قطبی خاموش ہو گئے اور کچھ ظاہر نہ کیا ابھی چھپر

آدھا ہی بندھا تھا کہ محمود قوال جو گجرات سے آیا تھا فوراً ہی حاضر ہو گیا اور گانے لگا۔ حضرت قطبی کو حد درجہ حال و وجد طاری ہوا اور وہ چھپرے حضور کے دست مبارک سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا اور عالم وجد میں حضور نے اسکو اٹھا کر باہر پھینک دیا اور صحن میں عالم وجد میں رقص فرمانے لگے

مومن کی فراست سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

لطیفہ نمبر ۳۹۔ اس فقیر کو طلب حق پیدا ہوئی لیکن حضرت قطبی نے کوئی شغل عطا نہ فرمایا ایک دن اس فقیر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ کیوں نہ کچھ اوراد کے شغل میں مصروف ہو جاؤں بغیر حضرت قطبی کی اجازت کتب خانہ سے اوراد کا نسخہ اٹھا لایا اور اس کے مطابق اشراق پجاشت کی نمازیں ادا کیں لیکن جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو فوراً کہا ”ابھی اوراد کا شغل نہ کرو جو وقت ہم کہیں گے اس وقت کرنا۔“ اس سے مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اور سمجھا کہ نور باطن کی کیوجہ سے حضور سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ البتہ اس کو چھپاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اتقوا الضلالتہ المؤمن

فانہ ینظر بنور اللہ (مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ کے نور

سے دیکھتا ہے کبھی اپنی منازل سلوک کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنی بے مائیگی کے خیال میں رہتے تھے۔ جب کوئی سالک خلوت میں سیر کے دوران کسی منزل پر پہنچتا تھا تو فرماتے تھے کہ ہم نے بھی اس منزل کی سیر کی ہے اور اس سالک کو صرف ایک منزل آگے تک کی خبر دیتے اور فرماتے ”کوشش کرو تا کہ اس منزل سے اس منزل تک پہنچ جاؤ۔“ ہم نے بارہا تجربہ کیا صرف اسی قدر اظہار فرمایا کرتے تھے ورنہ ہمیشہ اپنے باطنی معاملات کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

سبحان اللہ کیا صبر و تحمل و طاقت رکھتے تھے۔ بارہ معرفت کے دریا پی گئے اور ڈکاز تک نہ لی۔ البتہ کبھی کبھی سکر اور مستی کے عالم میں شطیحات و خلاف شرع جملے بول جاتے تھے۔ کہا ساقی فی مواضع النساء اللہ تعالیٰ (عنقریب النساء اللہ دوسری جگہ آئیگا،)

کڑیاں بھی لمبی ہو گئیں!

لطیفہ نمبر ۴۴ ملک مبارک خضر آبادی (جو کہ حضرت کامرید تھا) حضرت قطبی کے حجرہ کیلئے پہاڑ سے چروا کر کڑیاں بھیجیں اور ایک مقامی حاکم نے معامروں اور کاریگروں کو مقرر کر دیا تاکہ ان کو جلد از جلد نصب کر دیں۔ اتفاقاً کڑیاں چھوٹی نکلیں۔ کاریگروں نے بہت ناپ

تول اور سوچ بچار کی لیکن بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ کڑیاں دُش اور
پر نہیں رکھی جاسکتیں کہنے لگے اگر اور کڑیاں ہوں تو کام چلے جب خبر حضرت قطبی
کو پہنچی تو فرمایا ”ہم تو درویش فقیر آدمی ہیں یہ تو ایک مرید نے بھیجی ہیں ہم اور کہاں پیدا
کریں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لکڑی جنگل میں لمبی ہوتی
ہے یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لمبی ہو سکتی ہے۔“

اسکے بعد خود اٹھے اور اپنے عصا سے ان کی پیمائش کی اور
فرمایا ”اٹھا لو دیوار پر رکھو“ جب معماروں نے ان کو دیوار پر رکھا
تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لمبی ہو گئیں اور بعض تو اتنی لمبی ہوئیں
کہ دیوار سے بھی باہر نکلی ہوئی تھیں۔ وہ کڑیاں شاہ آباد والے
حجرہ میں بھتیں اور مغلوں کے حملہ میں ضائع ہو گئیں۔

فکر کی بات نہیں بفضلِ خدا بیرِ محافظ ہیں

لطیفہ نمبر ۴۱۔ مولانا جندن جو اس فقیہ کے استاد تھے اور نہایت
صالح مرید اور صوفی تھے۔ ایک دن کپڑے دھونے کی غرض سے کنڈی
ندی کی طرف گئے۔ سوچا اس جگہ آدمیوں کی آمد و رفت نہیں ہے۔
وہاں جا کر کپڑے دھو لوں گا۔ اچانک اس جگہ ایک حسین بیل عورت
نظر پڑی۔ نفسِ امارہ اور شیطان دونوں انسان کے دشمن ہیں
ان کے قدم ڈگمگا دیئے خیالِ فاسد پیدا ہوا کہ تنہائی ہے اور

کیوں نہ اس سے غیر شرعی فعل کا ارتکاب کیا جائے۔ ناگاہ حضرت
بیردستگیر حضرت قطبی جو مریدوں کے محافظ و حامی ہیں ہاتھ میں عصا
لے بالائے آب نظر آئے۔ مولانا موصوف نے جب دستگیر قطب
وقت کو دیکھا تو گردن جھکالی، عاقبت پانی نفس اور شیطان مقہور
ہو گئے۔

مولانا موصوف کو انتہائی شرم اور خوف کے سبب بیردستگیر
کے حضور میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ الغرض جب حاضر ہوئے
تو حضرت قطبی مسکرائے اور فرمایا: ” فکر کی بات نہیں بفضل خدا
بیرہ محافظ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد همت به و هم به اولا
ان یسریٰ برہان سبہا اور یقیناً زلیخا نے یوسفؑ کی طرف
ارادہ کیا اور یوسفؑ نے بھی زلیخا کا قصہ کیا اگر نہ دیکھتے اپنے رب
کی دلیل، اس حال پر شاہد ہے۔ سبحان اللہ پیروں کی قدر کوئی کیا
جانے خوب کہا ہے ۛ

ہرگز ابیرے نباشد بیر اور شیطان بود
خواجگی بے بیر بودن کارِ ناداں بود

الشیطان مع الواحد ومن الاثنین بعید سر ہلدا
یعنی اس میں رازیہ ہے کہ شیطان تنہا کو وسوسہ پیدا کرتا ہے اور
دو کی صورت میں دور رہتا ہے۔

ایک شخص نے کہا مجھے موت دکھائیے

لطیفہ نمبر ۴۲۔ ایک دن ایک شخص حضرت قطبی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت قطبی نے ایک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ ایک شخص نے کہا مجھے موت دکھائیے۔ حضرت قطبی فرماتے ہیں کہ وہ سات ماہ تک ہمارے پیچھے لگا رہا ہم نے بہت احتراز کیا مگر اس شخص نے ہمارا پیچھا نہ چھوڑا۔ لاچار ہو کر ہم اس سائل کو اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے جہاں کوئی نہ تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے وضو کر کے دو رکعت ادا کی اور پھر اس شخص سے کہا کہ خوفزدہ نہ ہو جانا۔ ناگاہ ایک مہیب صورت نمودار ہوئی۔“

اس شخص نے حضرت قطبی کے روبرو بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا ”کیا وہ صورت بغیر سر کے تھی یا سردار“ یہ سوال سنتے ہی حضرت قطبی خاموش ہو گئے اور آگے کچھ بیان نہ کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ شخص خاموش بیٹھ کر سننا رہتا کہ رازِ الہی کو کس طرح بیان کرتے مگر اس سے صبر نہ ہو سکا اور یہ بات تشنہ تکمیل رہ گئی۔

بیردستگیر کے شفاعت کے صدقہ صحت نصیب ہوئی

لطیفہ نمبر ۴۲۔ بھولا جولا ہا سہارنپوری مخلص مرید اور نیک مرد تھا۔ اس کو مایہ خولیا کا عارضہ ہو گیا۔ کھانے پینے اور پہننے کا ہوش نہ رہا اور جنون کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اسکے عزیزوں نے اسکو رسیوں سے باندھ دیا۔ اسی حالت میں یکایک اپنے بیردستگیر قطب وقت اور شیخ عبدالحق کو دیکھا کہ آئے ہیں اور انھوں نے رسیاں کھول دی ہیں۔ اسی حالت میں دو قلند بھی ظاہر ہوئے اور کہنے لگے کہ اس کی پیشانی کو داغ لگاتے ہیں۔

حضرت قطبی نے فرمایا کہ میرے مریدوں کے قریب آگ نہیں آتی ہے۔ قلندروں نے کہا کہ اس تکلیف میں تو بہر حال داغ لگایا جاتا ہے۔ تب حضرت قطبی نے فرمایا کہ اچھا اسکے پاؤں میں انگوٹھے کے برابر والی انگلی کے سرے کو داغ دو۔ اسی جگہ انھوں نے داغ لگایا اور اسی حالت میں حضرت نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا جو اس نے سر پر باندھ لیا اور خود ہی بہت سی عجیب باتوں کی بھی خبر دی کہ ایسا ہوگا۔ اس کے بعد بھولا ند کو رہوش میں آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسیوں کے بل کھلے ہوئے ہیں اور بیماری دور ہو گئی ہے۔ اور سر میں تعویذ بھی ویسے ہی موجود ہے۔ البتہ اس کی تحریر غیر معروف ہے

اور بعض غیب کی جسطرح خبر دی گئی تھی اسی طرح وقوع پذیر ہوئیں۔
 پاؤں کی انگلی پر بھی داغ اسی طرح موجود تھا۔ اسکے بعد بھولاند کو رکابھائی
 راجی پیروں کا شکرانہ بنا کر شاہ آباد لایا۔ حضرت پیر دستگیر اس کو دیکھ کر
 مسکرائے اور فرمایا احمد اللہ بھولا کو صحت ہے۔ ”راجی نے ٹوپی زمین پر
 رکھ دی اور کہا ”پیر بادشاہ پیر دستگیر کی حفاظت کے صدقے میں
 صحت ہو گئی ہے۔“

شیخ بھی منجانب اللہ تبحی و نمیت ہیں

لطیفہ نمبر ۴۴ حضرت پیر دستگیر کے خادم خاص صوفی جعفر کو
 عجب بیماری لاحق ہوئی تھی اس کو جسم میں آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی
 تھی چیختا تھا کہ ”ہائے جلا“ اور اس غضب کی گرمی تھی کہ جو کوئی اسکے
 قریب جاتا اسکو بھی آگ کی تپش محسوس ہوتی تھی۔ اس وجہ سے کوئی
 اسکے نزدیک بھی نہ جاسکتا تھا۔ بیچارہ قریب المرگ ہو گیا تھا۔
 آخر الامرا اسکی خبر حضور پیر دستگیر کو بھی ہوئی۔ فرمایا برسوں سے
 ہماری خدمت کرتا ہے اسکے بغیر ہمیں ایک ساعت گزارنا بھی مشکل
 ہے۔ کیا ہے اگر اس کو صحت ہو جائے۔ ”چنانچہ پانی طلب فرمایا
 اور اسپردم کیا جسکے پیئے ہی وہ عارضہ دور ہو گیا۔“

اسکے بعد شیخ جعفر نے خواب میں دیکھا کہ دو مہیب صورت قلندر اسکے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور اسکو پکڑ کر لیانا چاہتے ہیں۔ شیخ جعفر اپنے پیر دستگیر کی پناہ میں آتا ہے۔ حضرت شیخ ان دونوں کو سختی سے جھڑک کر فرماتے ہیں۔ ”اے بد بختو چلے جاؤ ہم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کر کے اس کو لیا ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو“ اسکے بعد ان دونوں اشخاص نے اس کا تعاقب ترک کر دیا۔

سبحان اللہ شیخ بھی منجانب اللہ محی و ممیت ہیں۔



شرابِ خور و بھور و دھوبی ولی اللہ کے درجہ کو پہنچنا

لطیفہ نمبر ۴۴۔ شیخ بھور و دھوبی اس غضب کا شراب خور تھا کہ ایک ساعت بھی بغیر شراب کے نہیں رہ سکتا تھا۔ اللہ کا اس پر کرم ہوا اور وہ پیر کی طلب میں ایک طرف روانہ ہوا۔ راہ میں اس کو ایک آدمی ملا اور کہا کہ ”پیر کی تلاش میں کہاں جاتا ہے؟ تیرے پیر شاہ عبد القدوس تو شاہ آباد میں ہیں۔“

شیخ بھور و اس راہ سے واپس ہو کر شاہ آباد آئے اور حضرت قطبی سے مرید ہو گئے اور عرض کیا ”میرا حال یہ ہے کہ مدام شراب پیتا ہوں“ حضرت قطبی نے اس پر پھونک ماری۔ اس کو توبہ

نصیب ہوئی اور اسی وقت شراب سے نجات مل گئی۔ اور اُس نے قطعاً شراب پینا ترک کر دی۔ اسکے بعد شیخ بھورونے ارادہ مکہ مکرمہ جانے کا کیا اور حضرت قطبی سے اجازت طلب کی۔ فرمایا ”وہاں نہ جائیہ مقصد یہیں حاصل ہو جائیگا۔“

اسکے بعد حضرت قطبی نے شیخ بھور کو اس فقیہ کے سپرد کر دیا۔ شیخ بھور ویر و مرشد کی تلقین کے بموجب عبادت میں مشغول ہو گیا اور ولی اللہ کے درجہ کو پہنچا۔ الحمد للہ علی ذلک

سرخ آگ بنا ہوا لوہا آگ سے نکلتے ہی سرد ہو گیا

لطیفہ نمبر ۴۶۔ ایک مکار عورت نے ناحق شیخ بھور پر امانت میں خیانت کرنے کا دعویٰ دائر کر دیا اور حکم دیوانی پر اسکو قید خانہ میں ڈلوادیا۔ ظالم حاکم نے لوہے کی سلاخ کو آگ پر گرم کرنا شروع کیا۔ شیخ بھورونے اپنے پیر دستگیر کو یاد کیا۔ حضرت قطبی فوراً اسکے پاس قید خانہ میں آ موجود ہوئے۔ اور فرمایا فکر نہ کر سب ٹھیک ہو جائیگا اس سے شیخ بھور و کمکے دل کو ڈھارس ہوئی کہ شیخ میری مدد کو موجود ہیں۔

جب وہ ظالم لوہے کو سرخ آگ بنا چکا تا کہ شیخ بھور کو اس سے

داغے تو قدرتِ خدا سے وہ لوہا آگ سے باہر نکلتے ہی ایسا سرد ہو گیا
گویا آگ میں رکھا ہی نہ گیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ ظالم سخت شرمندہ
و نادام ہوا اور اپنے اس فعل کو ترک کیا۔

ولایت اودھ پہنچنا

لطیفہ نمبر ۴ ولایتِ ہند کے ایک موضع مہوندہ میں اللہ کا
ایک درویش بہاء الدین نامی اللہ کی یاد میں مشغول تھا۔ ایک دن
صبح کے وقت اسکے حجرہ میں چراغ روشن تھا حضرت قطبی کے بھانجہ
سید بدھن کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ دن نکل آیا ہے روشنی ہو گئی
ہے مگر یہ فقیر اب تک سویا ہوا ہے۔ درویش کو بروئے باطن سید بدھن
کی اس بدگمانی کی خبر ہو گئی اس پر وہ غضبناک ہو گیا اور چراغ کو ہاتھ
میں اٹھا کر زمین پر پٹخنا چاہتا تھا جس سے سید بدھن ہلاک ہو جاتا۔
حضرت قطبی جو اس وقت قصبہ گنگوہ میں مقیم تھے۔ فی الفور ولایتِ ہند
میں وارد ہوئے اور اس درویش سے فرمایا ”یہ میرا بیٹا ہے اس کو
معاف کر دو۔“

درویش نے کہا ”مردوں کا وار خالی نہیں جاتا کس پر پڑے“
اسی وقت پر گنہ ردولی کے چودھری شیخ عمر کی روح حاضر ہوئی۔ اس

درویش نے اس کی روح پر فے مارا۔ اس کے بعد اس درویش نے اس واقعہ کا ذکر سید بدین سے بھی کیا۔ تفضائے الہی شیخ عمر حیدر بن بعد مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

سبحان اللہ اللہ کے دوستوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ اولیاءِ الہیاء فہم غیری کی قبائیں مستور ہیں۔ حضرت قطبی گنگوہ میں تھے اور سید بدین اور وہ درویش کی ولایت میں تھے۔ ان دونوں مقامات کا فاصلہ تین سو ساٹھ کوس تھا تو اتنے فاصلہ سے حضرت قطبی اپنے بھانجہ کی مدد اور اس درویش سے سفارش کے لئے وہاں پہنچے۔

شب قدر کے نور کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکو گے

لطیفہ نمبر ۸۴ شب قدر میں میرے معلم بھائی شیخ احمد اور شیخ علی شب بیداری کرنا چاہتے تاکہ شب قدر کو دیکھ سکیں۔

حضرت قطبی کو نور باطن سے ان کا ارادہ معلوم ہو گیا اور ان کو کہلا بھیجا کہ شب بیداری کرنا۔ تم بچے ہو۔ شب قدر کے نور کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکو گے۔

فتوح باطنی کا عمل

لطیفہ نمبر ۴۹ ملک محمد صوفی پندرہ رجب کو فتوح باطنی کے عمل کے مطابق بعد اشراق چپاس رکعت نوافل کی ادائیگی میں مشغول ہوا۔ کاہلی نفس کے سبب بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت قطبی اپنے حجرہ میں سر پر تباڑالے ہوئے تھے۔ نور باطن سے ملک محمد کا ارادہ دریافت کیا اور فرمایا۔

”اے محمد یہ نماز ایک سال بعد آتی ہے۔ کھڑے ہو کر پڑھنی چاہیئے۔ ملک محمد ہیبت زدہ ہو گیا اور کھڑے ہو کر تمام نوافل ادا کیں۔“

مخدوم العالم جمال ہانسوی کے پوتے کی رہائی

لطیفہ نمبر ۵۰ مخدوم العالم شیخ جمال ہانسوی کے پوتے شیخ بہشتی کے بیٹے شیخ بہاء الدین ایک مخلص مرید تھے۔ ایک عالم نے ناحق انکو قید کر کے قفل لگا دیا اور ان پر محافظ و پاسبان مقرر کر دیئے۔

شیخ بہار الدین نے حضرت قطبی کو قید میں یاد کیا۔ صبح صادق کا وقت تھا پسیدہ سحر نمودار ہو گیا تھا۔ شیخ مذکور نے نیم خوابی کی حالت میں دیکھا کہ حضرت قطبی کا تخت جم غیفہ کے ہمراہ فضا میں آیا ہے اور یہ حقیر فقیر

رکن الدین شیخ بہاء الدین کے روبرو آکر کہتا ہے کہ حضرت قطبی کا تخت تیری مدد کو آیا ہے اٹھ کر آ اور تخت کے ساتھ چل ” شیخ بہاء الدین کہتا ہے ۔ ” ایک ظالم نے ہمیں قید کر کے قفل لگا دیا ہے ۔ باہر پہرہ دار بیٹھے ہیں کیسے آؤں ” یہ فقیر پھر اس سے کہتا ہے کہ ” پیر دستگیر کی ولایت مدد کو آگئی ہے اٹھ کھڑا ہو ” اسی وقت شیخ بہاء الدین نیم خوابی سے پوری طرح بیدار ہوا اور اس کے دل کو تقویت ہوئی ۔ وہ اٹھا اور قفل کو ہلایا قفل خود بخود کھل کر زمین پر گر پڑا ۔

اس نے پہرہ داروں سے کہا ” میں جا رہا ہوں میرے پیر دستگیر میرے ہمراہ ہیں ۔ پہرہ داروں نے کہا چیز سائے کی مانند جا رہی ہے نہ ان میں سے کوئی اٹھا اور نہ کسی نے پیچھا کیا ۔ اس طرح اس نے حضرت قطبی کی مدد سے نجات پائی ۔ پیروں کی ولایت کی مدد سے ایسے ہی کام ہوتے ہیں اور ایسے ہی راز کھلتے ہیں ۔

اے میرے اللہ اس کو خلق میں رکھ اور عالم کا دستگیر بنا

لطیفہ نمبر ۵۔ شیخ خضر عرف شیخ خان (حضرت قطبی کے بڑے خلیفہ طلب حق میں شاہ آباد آئے اور حضرت قطبی سے مرید ہو گئے اس کے بعد حضرت قطبی کے حکم کے بموجب ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہوئے

ان پر شغل باطن کا غلبہ ہوا اور عجیب و غریب انوار و اسرار عجیب سے ظاہر ہونے لگے اور استغراق و فنا کی حالت طاری ہو گئی۔

ایک دن ان پر بعد نماز فجر بھی مجمع خلق میں محویت و فنا کی حالت طاری ہوئی۔ محو حیرت قبلہ کی جانب والی دیوار کو آنکھیں کھولے دیکھ رہے تھے اور لوگ بلند آواز سے ان کو ”یا شیخ خان، شیخ خان کہہ رہے تھے لیکن وہ کوئی جواب نہ دیتے تھے۔ وہ تو اور ہی عالم میں غرق تھے، اس جہان کی ان کو خبر ہی کب تھی۔

کچھ دیر بعد حضرت قطبی نے ان کو آواز دی ”یا شیخ خان“ حضرت قطبی کی آواز سکرانہوں نے ہندی آواز میں جواب دیا ”آپ بھی خلق میں مل گئے“ شیخ خان انتہائی جِلْم صفت تھے ممکن نہ تھا کہ ہوشیاری میں حضرت قطبی سے اس بیباکی سے کلام کرتے۔ لیکن اس حالت میں تو وہ خود درمیان ہی میں نہ تھے۔ اللہ ان کی زبان سے ہم کلام تھا ”من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین“ (اے موسیٰ میں تیرا اللہ رب العالمین ہوں شجر سے آواز آئی، اس حال کا ثبوت ہے۔

اسکے بعد حضرت قطبی نے فرمایا ”ہم ابھی تمہارے اطاعت میں آئے ہیں“ عین اسی وقت ایک قوال پہنچ گیا۔ اس نے کچھ کلام گایا حضرت قطبی کی عجیب و غریب حالت ہوئی اور شیخ خان کو جب کسی قدر اس حالت سے افاقہ ہوا۔ ہوش میں آکر حلقہ مجلس میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے

حضرت قطبی نے اس حالت میں شیرخان کا ہاتھ پکڑ کر دعا کی ”اے میرے
 اللہ اس کو خلق میں رکھ اور عالم کا دستگیر بنا“ اس کے بعد شیر خاں پوری
 طرح ہوشیار ہوئے تو بتایا کہ ”مجھے مشاہدہ ہوا تھا کہ حضرت قطبی کے
 جسم سے ایک نور طلوع ہوگا اور تمام مجلس، جماعت خانہ اور آسمان
 تک چھا گیا“ نیز شیخ خان نے یہ بھی بتایا ”حضرت قطبی نے جو دعا
 کی اس کے نتائج (قبولیت) کا بھی مجھے علم ہو گیا“

جب حضرت قطبی کو بے ادبی سے جواب دیا تھا، تہیں یاد ہے یا
 نہیں ”کہنے لگے“ ہماری کیا مجال تھی جو اس طرح جواب دیتے اس
 جواب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔“

حضرت قطبی مسرور ہوئے اور فرمایا ”سبحان اللہ دوست نے
 ہم سے ان کی زبان سے بات کی اور یہ خود درمیان میں نہ تھے البتہ
 ان کی زبان سے ہم کلام تھا“ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ”من الشجرۃ ان
 یومسئلی الی انا اللہ رب العالمین اس امر پر شہادت اور ثبوت
 ہے۔ اولیاء تحت قبائی لایعین فہم غیری

علماء (مُرَادِ اولیاءِ اللہ) کی نیند بھی عبادت ہے

لطیفہ نمبر ۵۲۔ ایک شب شیخ خان اپنے حجرہ میں تھے انکی نظر سے دیواروں کا حجاب اٹھ گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ حضرت قطبی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں اور سامنے چراغ روشن ہے۔ صبح ہوئی تو شیخ خان نے حضرت قطبی سے عرض کیا۔ ”رات حضور کو بہت رحمت ہوئی تمام رات اپنے سامنے چراغ رکھے ہوئے مطالعہ میں مصروف رہے“ حضرت قطبی نے فرمایا ”ہم تو سوتے رہے ہیں تم نے ہماری اُرح کو دیکھا ہوگا۔“

اے عزیز اللہ کے ولی بظاہر سوئے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ سوئے ہوئے نہیں ہوتے اہل کشف حقیقت ہی کو دیکھتا ہے کیونکہ وہ خود عالم حقیقت میں ہوتا ہے۔ ”علماء کی نیند بھی عبادت ہے“ کے مفہوم پر اسی سے روشنی پڑتی ہے۔ مسئلہ ہے کہ انبیاء کی نیند ساقط وضو نہیں ہے کیونکہ ان کی نیند فی الحقیقت نیند نہیں ہوتی گویہ حکم انبیاء کیلئے مخصوص ہے لیکن اولیاء بھی انبیاء کی متابعت میں یہ دولت پاتے ہیں اور سونا بھی حقیقت میں سونا نہیں ہوتا لیکن از روئے شریعت تجدید ضرورت ہے اور خود کو انبیاء کی اس خصوصیت میں شریک نہیں کرتے۔

جب حضرت قطبی کے خلیفہ شیخ خاں کو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور وہ اپنی
 نیند کو عین بیداری سمجھنے لگے تو اس خیال سے کہ انکا وضو ساقط نہیں ہوتا
 تازہ وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب حضرت قطبی کے
 خادم شیخ جعفر نے یہ بات حضرت قطبی سے بیان کی تو حضرت قطبی نے شیخ
 خاں کو بلا کر یہ ہدایت کی اور تازہ وضو کرنے کی تاکید کی اور فرمایا، یہ حکم
 بالخصوص انبیاء کیلئے ہے۔ گو اولیاء کو قدرتی طور پر یہ سعادت حاصل
 ہو جاتی ہے لیکن اولیاء کو وضو کرنا لازم ہے انھیں اس خصوصیت میں
 انبیاء کا شریک نہیں ہونا چاہیئے۔

سبحان اللہ آفریں ہے ایسے پیر و مرید اور ارشاد پیر پر اسی اعتبار سے
 روزہ وصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے، دوسروں کو یہ
 روزہ نہیں رکھنا چاہئے اگر کوئی طے کار روزہ رکھے تو اسے پانی سے افطار
 کرنا چاہئے تاکہ اسکی صورت روزہ وصال کی نہ رہے۔

اے عزیز! اگر ایسا مرشدِ کامل اور رہبرِ صراطِ مستقیم نہ ملے، تو راہ
 سلوک بند ہو جائے، نغوزِ باللہ منہا۔ آفریں اس طالب پر جو مرشد کی
 حیات میں کمال کو پہنچنے اور مطلوب کو پالے۔ ہائے ہائے افسوس کہ ہم
 حرص و ہوا میں گرفتار راہِ حق میں ایک قدم بھی نہ چلے ہمارے لئے
 ندامت اور خسارہ کے سوا کیا ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ ہمارا نگران

اور راہبر ہمارے سر سے اٹھ گیا۔ ہماری کشتی شکستہ ہے ہم ساحل تک نہ
 پہنچ سکے۔ کشتی شکستہ گانیم اے باد شرطِ بر خیز
 باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را
 نہ یارے آں چناں محرم کہ ازوئے یاری آید
 نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حالِ حسن پُرسد
 کن تو تا بیڑا بہاؤ گھٹ لاگ جائے
 کھیون ہمارا رویا کا س پکاروں جائے

شیخ خان مرید کو دنیا کی سیاحت کی اجازت

لطیفہ نمبر ۵۲۔ شیخ خان اللہ کی یاد میں ریاضت و مجاہدہ میں
 مصروف تھے کہ ایک سیاح سے مل کر ان کو دنیا کی خبریں ملیں کہ فلاں
 جگہ ایسے مرتبہ کے بزرگ ہیں اور فلاں مقام پر ایسی مایہ ناز شخصیت ہیں
 نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ خان کے ذہن میں فتور پیدا ہو گیا۔ سوچا کہ دنیا کے
 بزرگوں کو چل کر دیکھنا چاہئے۔ اسوجہ سے اسکے باطنی اشتغال میں خرابی
 واقع ہوئی۔ شیخ خان کی والدہ نے شفقتِ مادری سے اسکی افطاری
 میں قدرے اضافہ کر دیا۔

حضرت قطبی صاحب فرست اور صاحبِ باطن تھے نہ مایا

اے فلاں تمہاری ریاضت اور شغل باطن میں کمی اور نقصان نظر آتا ہے۔ شیخ خان نے اپنی کوتاہی کا اقرار کر لیا۔ آخر کار اس خیال خالی کے زیر اثر شیخ خان نے دنیا کی سیر و سیاحت کا ارادہ کر لیا اور پیر دستگیر سے اجازت طلب کی۔ حضرت قطبی نے دل میں خیال کیا کہ اگر اجازت نہیں دیتا ہوں اور یہ بغیر اجازت چلا جاتا ہے تو عاق ہو جاتا ہے اور اگر نہیں جاتا تب بھی اسکے دل میں وسوسہ باقی رہے گا۔ جسکی وجہ سے اسکے شغل میں خلل پیدا ہوگا، اس بناء پر اسکو اجازت دیدی اور فرمایا کہ دنیا کی سیر کر کے واپس آ۔

شیخ خان روانہ ہو گئے جس جگہ پہنچے علماء و دانشمندان سے ملاقات کرتے یہی لکھتے کہ ڈھول کی آواز دور سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ افسوس کہ ادبار نے حضور کے زیر پا خاکروبی سے محروم کر دیا۔ جب شیخ خان مکہ مدینہ پہنچے تو روضہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حج سے فراغت کے بعد گجرات واپس آئے۔ وہاں وہ اپنے خالہ زاد بھائی سید محمد مہدی سے ملے۔

سید محمد نے ان سے کہا ”میاں گھومنے پھرنے میں عمر ضائع کرتے ہو تمہیں شغل حق میں مصروف ہو جانا چاہئے۔“ شیخ خان نے کسی شغل کی اجازت طلب کی۔ سید محمد نے ذکر پاسبانہ انفاص کرنے کو کہا شیخ خان جو پہلے ہی حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں اذکار و اشغال میں

مصرف رہ چکے تھے اور کشف و انوار و اسرار کے حامل تھے کہنے لگے
یہ تو بچوں کا کام ہے۔ مردوں کا کام اس سے بلند تر ہے۔ سید محمد
نے حیرانی سے پوچھا کہ ”کس کی صحبت میں رہے ہو“ شیخ خان نے
جواب دیا ”میں نے اپنے مرشد حق و الحقیقت حضرت قطب عالم شیخ
عبد القدوس کی صحبت پائی ہے۔“

مختصر یہ کہ شیخ خان کو سید محمد مہدی کا حال و کار باطن معمولی نظر
آیا۔ شرمندہ ہو کر واپس ہوئے اور جلد از جلد آستانہ حضرت قطب العالم
پر پہنچے۔ اسکے بعد حضرت پیر دستگیر کے حکم کے تحت مصرف ہوئے
یہاں تک کہ صاحب مقام ہو کر خلافت پائی۔

ترک دنیا کی خاطر گڈری پہن لی

لطیفہ نمبر ۵ حضرت قطب الاقطاب شاہ آباد میں تھے میرے
بڑے بھائی بندگی شیخ حمید کی عمر چودہ برس کی تھی۔ حضرت قطبی کو
خلافت سے تنفر پیدا ہو گیا۔ چاہتے تھے کہ خلق خدا سے پہاڑ، جنگل
سیاہان میں دور چلے جائیں گڈری پہن لی اور جامہ خلافت شیخ
حمید کے سپرد کر کے باہر آئے۔
موضع تورہ تک پہنچے ہونگے کہ عمر خان سروانی کے بیٹے جو

آپ کے مرید تھے آپ کے پیچھے پہنچ گئے تاکہ آپ کو واپس لے آئیں۔ جب حضرت قطبی نے اہل دنیا کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا انکو منع کر دو۔ ورنہ یا تو میری جان جسم سے نکل جائیگی یا ان کو کوئی نقصان پہنچ جائیگا۔ اتفاقاً سعید خاں نزدیک پہنچ گیا۔ حضرت قطبی کی حالت بگڑ گئی، آنکھوں کی سیاہی غائب ہو گئی اور آنکھیں سپید ہو گئیں اور بخودی غالب ہو گئی۔ مجبوراً عقب میں جانیں والے کنارہ کش ہو گئے، ورنہ یا تو حضرت قطبی کی جان جاتی یا دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچ جاتا۔

الغرض وہ رات حضرت قطبی کی وہیں گزری۔ اس شب میں آپ نے بہت شیطیات و بخودی میں مجذوبانہ جملے ادا کئے جن میں سے بعض سمجھ میں آتے تھے اور بعض نہیں۔ دو روز بعد جب اس حالت سے افاتہ ہوا تو گھر واپس آئے۔ سبحان اللہ آفریں سے ایسے حال و کمال پر۔ ہاں اولیا ایسی قبا میں مستور ہیں کہ دوسرا ان کو نہیں پہچان سکتا۔

مخدوم العالم شیخ فرید الحق والدین ابو مخدوم العالم شیخ

بہاء الدین کے ہزار راتے پر حاضری

لطیفہ نمبر ۵ حضرت قطبی ملتان کی طرف مخدوم العالم شیخ
فرید الحق والدین مسعود ابو دھنی اور مخدوم العالم شیخ بہاء الدین کی زیارت
کو گئے۔ پر گنہ دیا پور میں صاحب حال مجذوب شیخ ابراہیم رہتا تھا
جو بہت صاحب کرامت تھا۔ علماء کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔

اسکے خوف کی وجہ سے کوئی عالم اسکے قریب نہ جاتا تھا۔

حضرت قطبی اسکے پاس گئے تو استقبال کر کے پاؤں میں گر گیا ہر چند
حضرت قطبی اسکو اٹھانا چاہتے تھے۔ حضرت قطبی کی زبان پر استغفر اللہ
استغفر اللہ جاری تھا۔ مجذوب کہتا تھا اللہ جانتا ہے کہ حق یہی ہے۔
آخر بہت زور دے کر کوشش سے اس کو اٹھایا۔

رخصت کے وقت حضرت قطبی نے اس مجذوب سے آخرت کی
خیرت کے لئے دعا کی درخواست کی کہنے لگا اے شیخ اللہ جانتا ہے کہ
ہم بھی محتاج ہیں۔ سبحان اللہ اولیاء کی قدر و قیمت منزلت وہی
اولیاء جانتے ہیں جو اللہ کی وحدت کے گنبد کے نیچے مستور ہیں اولیاء
ایسی قبا میں مستور ہیں کہ کوئی غیر ان کو نہیں پہچانتا۔

حضرت شیخ محمد کے صاحبزادے کی خلافت اور سجادہ نشینی

لطیفہ نمبر ۵۶ شیخ المشائخ الاولیاء، شیخ بدہ جو حضرت قطبی کے پیرزادہ تھے شاہ آباد میں میرے بڑے بھائی شیخ حمید کیساتھ تعلیم حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ جب حضرت قطبی کے پیر شیخ المشائخ شیخ محمد جی کی وفات کا وقت قریب آیا تو قطب الاقطاب شیخ احمد عبدالحق کی روح مبارک ہوا کی صورت میں پورے جسم کے ساتھ حضرت قطبی کے حجرہ میں وارد ہوئی۔

حضرت قطبی اپنے حجرہ میں مشغول عبادت تھے۔ شیخ احمد عبدالحق کے روحانی جسم سے آواز آئی ”شیخ بدہ کو اودھ پہنچا۔ بس“ قصبہ ردولی پر گئے اودھ کے مضافات میں اودھ سے قریب ہے۔ حضرت قطبی شیخ بدہ کو مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کے فرمان کے بموجب اپنے ہمراہ لینگے۔

اس کے بعد شیخ محمد مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور ان پر عالم توحید رونما ہوا۔ کبھی کبھی بیہوش ہو جاتے پھر ہوش میں آ جاتے اور فرماتے سبحان اللہ ہم سمجھ گئے۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت قطبی نے کہا۔ اے شیخ یہ وقت مردان خدا کی ہوشیاری کا ہے۔ حضرت شیخ محمد نے فرمایا ”ہماری طرف سے بے فکر ہو۔ ہم تا آخر مشغول حق رہے ہوں یا نہ رہے ہوں۔ اب اللہ کے سوا ہمارے سینہ میں کسی کا گزر نہیں ہے۔“

حضرت قطبی کو اپنی فکر دامن گیر ہوئی عرض کیا ”اے شیخ آپ تھے اس

ہوشیاری اور دولت سمیت جارہے ہیں ہمارا کیا ہوگا، حضرت شیخ محمد نے جواب دیا ”بہتیں کیا ڈر ہے“ تم اللہ کے ولی ہو“ اسکے بعد شیخ بدہ کو خلافت عطا کی اور سجادہ پر بٹھایا۔ درحقیقت مخدوم العالم شیخ عبدالحی کا شیخ بدہ کو اودھ میں طلب کرنے کا یہی مقصد تھا جو خطا ہر ہو گیا۔

مرتبہ وحدت پر متمکن عارف کے قدم ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں

لطیفہ نمبر ۵، بعض لوگ حضرت قطبی کو مختلف مقامات پر دیکھتے تھے ایک دفعہ ایک حاجی مکہ مکرمہ سے آیا اور بتایا کہ میں نے ان شیخ کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔ ایک دوسرے موقع پر ایک حاجی کی ملاقات شیخ بھورو اور صوفی دھوبی سے ہوئی۔ یہ دونوں حضرت قطبی کے مرید تھے۔ اس نے ان دونوں سے پوچھا کہ کہاں مرید ہو؟

شیخ بھورو نے جواب دیا ”شیخ عبدالقدوس قدس اللہ سرہ کامرید ہوں۔ اس حاجی نے کہا میں نے ان حضرت کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے سبحان اللہ مرتبہ وحدت پر متمکن عارف کے قدم ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں ایک ہی جگہ موجود ہونیکے باوجود ہر جگہ نظر آسکتا ہے جسکو اس عالم کی قدرت ہو اُسے کچھ مشکل نہیں ہر جگہ نظر آسکتا ہے۔

نسخہ فوائد القراءۃ در علم قرأت میں تصنیف فرمایا

لطیفہ نمبر ۵۔ حضرت قطبی کو قرآن پاک کی تلاوت کا بید شوق تھا۔ انہوں نے دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت کی سامنے دو زانو بیٹھا ہوں اور دو آدمی قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہئے اسکے بعد خود پڑھ کر سنایا دوسری بار میں نے دیکھا کہ حضور اپنی زبان مبارک میرے منہ میں ڈالتے ہیں اور پھر پڑھنا سکھاتے ہیں۔

حضرت قطبی نے شیخ سلیمان ندوی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو انکی تلاوت بہت پسند آئی پھر ان سے پڑھا اور پڑھنے کی سند حاصل کی شیخ سلیمان کو علم قرأت نہ آتا تھا البتہ تجوید حروف اور ادائے فارج حروف کیساتھ تلاوت انہوں نے استاد کامل سے سیکھی تھی حضرت قطبی کو علم قرأت میں ملکہ تھا۔ چنانچہ آپ نے نسخہ ”فوائد القراءۃ در علم قرأت“ تصنیف فرمایا تھا شیخ سلیمان نے علم معرفت و توحید حضرت قطبی سے حاصل کیا تھا حضرت قطبی نے نسخہ ”وصف الحیات“ بھی شیخ سلیمان کو پڑھایا تھا اور انکو انکی صورت کلی و تمامی ہو ایس پیدا کر کے دکھائی تھی جب سلیمان نے علم معرفت میں کچھ مشکلات پر استفسار کیا تو حضرت قطبی نے رسالہ قدسی تحریر فرما کر ان کو پڑھایا وہ رسالہ مشہور ہے۔

ولی راوی می شناسد

لطیفہ نمبر ۵۹۔ حضرت قطبی شہر دلی مشائخ کی زیارت کی غرض سے تشریف لے گئے وہاں آپ کا خادم ملک دلاور آپ کا کھانا تیار کرنے کیلئے چکی میں آٹا پیس رہا تھا۔ اسی دوران اس کو غنودگی شروع ہو گئی۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء آمو جو ہوئے۔ اور چکی کا دستہ پکڑ کر گھمانے لگے اور ملک دلاور سے فرمایا ”سوتا کیا ہے بیدار ہو اور جلدی آٹا پیس کر تیار کر کیونکہ شیخ عبد القدوس بھوکے ہیں۔“ ملک دلاور اسی وقت جاگ اٹھا اور دیکھا کہ چکی حرکت میں ہے۔ ہاں دلی ہی دلی کو پہچانتا ہے۔

ولی کی ذات سے کدورتِ ذالالت کا باعث ہے

لطیفہ نمبر ۶۰۔ عمر خاں سروانی کی بہن اسلام خانو حضرت قطبی کی مرید تھی اور صاحبِ شغل باطن بھی تھی۔ کہا کرتی تھی کہ میرے کل جسمانی اعضاء سے ذکر اللہ جاری ہے۔ حتیٰ کہ پاؤں سے بھی یہ ذکر جاری ہے زمین پر پاؤں نہیں رکھ سکتی ہوں۔ اس کے بھائیوں ہیبت خاں اور سعید خاں کو کسی وجہ سے حضرت قطبی سے کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس وقت سروانیاں جو نیوہ

شہر میں سلطان سکندر کے ہر کاب تھے۔ کہتے تھے کہ اس دفعہ ہم شاہ آباد گئے تو وہاں سے شیخ عبدالقدوس کو نکال دینگے۔

یہ بات حضرت قطبی نے بھی سُن لی۔ فرمایا ”خوب دیکھا جائیگا چند ماہ میں کون نکالا جاتا ہے“ اسکے بعد چند بار سلطان سکندر نے سردانیوں پر عتاب کیا اور اپنی حکومت سے نکال دیا۔ اسلام خانو کہا کرتی تھی کہ میرے بھائیوں کو میرے پیر نے پھینک مارا ہے یہ ان کی ذات سے کدورت اور ناپسندیدگی رکھنے کی وجہ سے ذلیل ہو رہے ہیں۔

صدّ و کچھ دیکھا، جی ہاں پیر بادشاہ میں نے دیکھا“

لطیفہ نمبر ۶۱۔ ایک شب حضرت قطبی کے پیٹ میں تکلیف تھی۔ صدّو نامی خادم پیٹ کو سینک رہا تھا اور حضرت قطبی سوئے ہوئے تھے صدّو نے دیکھا کہ ایک نور آپ کے قدم مبارک سے نمودار ہوا اور مانند برق چمکنے لگا۔ اسکے بعد ایک نور پیشانی مبارک سے شعلہ کی صورت میں نکلا اور پھر دونوں نور باہم مل کر پھیل گئے اور تمام خانقاہ پر چھا گئے اور کچھ دیر بعد مفقود ہو گئے۔

حضرت قطبی بیدار ہو گئے اور فرمایا ”صدّ و کچھ دیکھا“ صدّو نے عرض کیا۔ ”جی ہاں پیر بادشاہ میں نے دیکھا۔“ پھر حضرت قطبی نے انتہائی انگسار

سے فرمایا ”وہ نوز تیرا ہی ہوگا۔“ اور پھر اس مرض سے حضرت قطبی کو نجات ہو گئی۔

لیلۃ المبارک میں سورتِ کُت میں ختم قرآن کا معمول

لطیفہ نمبر ۶۲۔ حضرت قطبی کا معمول تھا کہ شبِ برات (لیلۃ المبارک) میں سورتِ کُت نوافل میں جماعت ختم کلام اللہ کرایا کرتے تھے اور یہ معمول بھی قضا نہ ہوتا تھا۔ اکثر میرے معظم بھائی حافظ کلام ربانی شیخ احسانت کیا کرتے تھے اور اگر وہ کبھی موجود نہ ہوتے تو کسی دوسرے حافظ کو بطور خاص بلا کر ختم قرآن سنا کرتے تھے۔ گو حضرت قطبی بھی حافظ قرآن تھے باطن میں عشق کی شدت کے باعث سینہ و زبان بندی کی کیفیت غالب تھی۔

تلاوت کرتے ہوئے زبان بند ہو جاتی تھی اسلئے خود محراب ختم نہ کر سکتے تھے۔ یہ بھی عادت تھی کہ رمضان کی تراویح میں تین ختم قرآن سنا کرتے تھے اور یہ معمول کبھی قضا نہ ہوتا تھا۔ آخری عمر ضعیفی میں بھی شبِ برات کی سورتِ کُت تراویحِ رمضان المبارک دن اور رات کے کل وظائف بلا ناغہ کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ عمل کیلئے عزمِ راسخ رکھتے تھے اور آرام کی ان کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ خصوصیت سے سردی بارش طوفانی ہوا والے دن نفس پر زیادہ سختی کرتے تھے۔

الغرض دین کی پابندی میں حضرت قطبی کی استقامت دیکھ کر عقل

دنگ رہ جاتی تھی کیونکہ حضرت کا یہ عمل بشری قوت سے بالاتر معلوم ہوتا تھا۔ بقول کسے ہے

می ندانم کایں چہ رواں بودہ اند ۛ کمر عمل یک دم نمی آسودہ اند
حضرت قطبی نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تدبیر
و عایں ذاتی ذوق و شوق کمال و جمال کی وجہ سے کچھ اضافہ کر دیا تھا
اور اس کو انتہائی اشتیاق سے لطف اندوز ہو کر پڑھا کرتے تھے۔ اپنے
سب دوستوں اور خلفاء سے فرمایا کرتے تھے اس طرح پڑھو۔ وہ دعا
یہ ہے۔

اللہم مدلی عمری فی طاعتک یا اشد میری عمر کو لباً کر اپنی اطاعت
و محبتک و شوق لقاؤک ووسع اور محبت میں اور اپنی لقاء کی شوق
علی رزقی من خزائن بکلتک ووسع میں اور مجھ پر میرا رزق وسیع کر اپنی
مہرحتک رزق المحبوبین المراد من برکت کے خزانہ سے اور اپنی رحمت
المقربین الواصلین الیک وصح کو میرے لئے وسیع کر ایسی جیسی کہ
فی جیسی فی طلبک یا سیدی و تیرے محبوب المراد مقربین اور
مولائی وبلغنی عملی فی مشاہدک واصلین کے لئے ہے اور اپنی طلب
و کمال معرفتک و انوار قدسک میں میرے جسم کو تندرست کر۔ اے
و اسرار غیبک فانک تجوم التشاء میرے مالک اور میری آرزو اور
و ثبت عندک ام الكتاب الالا خواہش کو اپنے انوار اور غیب کے
الخرقة۔ اسرار کے مشاہدے سے سرفراز فرما

بیشک تو ہی جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور ثبات کرتا ہے اور اصل کتاب تیرے ہی پاس ہے۔

تراویح میں شیخ احمد کا تین سپارے سنانے کا معمول

لطیفہ نمبر ۶۳۔ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک میں میرے بھائی احمد بوجہ معذوری معمول کے مطابق تین سپارے سنانے سے مجبور تھے انتہائی خوف کیوجہ سے اظہار مجبوری کی جرات بھی نہ تھی۔ جب تراویح کی ادائیگی کا وقت آیا تو حضرت قطبی کو ذریعہ باطن سے یہ بات معلوم ہو گئی فوراً فرمایا ”جس طرح سے فراغت ہو سناؤ۔“

کسی خاص شخص کیلئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ جہنمی ہو یا جنتی

لطیفہ نمبر ۶۴۔ شاہ آباد میں حضرت قطبی کی شیخ محمد مبارک جو پوری اور مولانا ابراہیم سے اعتقادی مسئلے پر یعنی بھما قول لا نقول لاحد بعینہ اندہ من اهل الجنة او من اهل النار رہم نہیں کہہ سکتے کسی خاص شخص کیلئے کہ وہ اہل جنت سے ہے یا اہل جہنم بحث چھڑ گئی۔

حضرت قطبی فرماتے تھے ”ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے نزدیک کون جنتی

ہے اور کون جہنمی۔ ہاں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانوں کے نزدیک فلاں شخص جنتی ہے اور فلاں دوزخی۔ مگر شیخ محمد اور مولانا ابراہیم کہتے تھے کہ جب ہم اللہ کے نزدیک کسی کو جنتی یا جہنمی کہنے کے حق میں نہیں ہیں تو انسانوں کے خیال کے بموجب بھی کسی کو جنتی یا دوزخی نہیں سمجھتے۔

الغرض بحث طویل ہو گئی۔ شیخ محمد نے اپنی مجلس میں بھی تذکرہ کیا کہ شیخ عبدالقدوس کا عقیدہ باطل ہو گیا ہے اور اس لگے جمو کو ہم انھیں تائب کرائینگے۔ یہ بات حضرت قطبی تک بھی پہنچ گئی۔ متفکر ہوئے اور حضور حق میں التجا کی کہ ”خدا یا جنگ کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے اگر شیخ محمد حق پر ہیں تو اسکی مجھے وضاحت ہو جائے تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے اس کے لئے معقول حجت اور دلائل مل جائیں۔“

اسی فکر میں تھے کہ فرمانِ حق تعالیٰ جاری ہوا اور غیب سے ندا آئی ”تفسیر زاہدی دیکھو“ اسی وقت تفسیر زاہدی لائی گئی۔ مشیتِ الہی سے تفسیر زاہدی کی پہلی ہی ورق گردانی پر وہی بحث و موضوع سامنے آیا اور اس میں سے ایک بھاری کاغذ بھی بلا جیسا اسی موضوع پر زبردست دلائل حضرت قطبی کی رائے کی حمایت میں لکھے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے ابھی ابھی یہ پرچہ لکھ کر رکھا ہے۔ خود تفسیر زاہدی کا مذکور صفحہ بھی اسی بحث پر تھا۔

حضرت قطبی کو اطمینان ہوا اور شکر خداوندی بجا لائے۔ فرمایا۔

کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے جب ہمارا یہ عقیدہ درست ہے تو ہمیں
 بوجہ یہی ضرورت نہیں " ادھر جب شیخ محمد کو معلوم ہوا کہ حضرت قطبی کو
 محکمہ اہل بل گئے ہیں تو انہوں نے کوئی بحث یا مذاکرہ نہ کیا۔ شیخ محمد
 رت تھی کہ جب انہیں یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ فریق ثانی حق پر ہے
 تو فوراً اپنی رائے کو بدل کر اسکی بات کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ دوسرے علماء
 راج اپنی بات کی بیج نہیں کیا کرتے تھے۔ اسوقت جو تقاریر طرین
 سے ہوئیں وہ ذیل کی سطور میں درج کی جاتی ہیں۔
 مبارک نے یہ تقریر کی۔

اعلم ان الطهارة عن الكفر یعنی الايمان شرط الدخول
 فلها كما ان الطهارة للمصلي شرط الصحة الصلوة
 جد الايمان في احد يقينا او شك في ايمانه هل يقال له
 بوارس الجنة مع انه لا يقال يجوز صلوة احد مع الشك في طهارته
 شرطان لمشي وطيهما ولم يقل به احد واجاب عنه
 حضرت قطبی وقال قلت في جوابه با صدق التوفيق على الصواب نعم
 يجوز صلوة يتبنى على عدم الشك في الطهارة في الايمان
 ولا يشك في ايمان احد من اهل الاسلام فنحكم باسلامها
 عند الناس ظاهرا ونحكم له بجزا دخوله الجنة عند الناس
 عند الله فلا نحكم به لانه غيب معلوم لسا ولا ضرر فيه

لان من امور يتعلق بالغيب فلا يجوز القطع فيه لاحد غير صاحب
 الشرع وهذا النظر الاستثناء في الايمان فانه الشافي رحمة الله
 تعالى عليه يرى الاستثناء في الايمان بان قال انا مومن انشاء الله
 تعالى باعتبار ان الامر غيب لمكان الخوف بالله الجليل صاحب الكبرياء
 والعظمة ولا يرى الشك في ايمانه والعياذ بالله من ذلك وان ابا
 حنيفة رضى الله عنه لا يرى الاستثناء في الايمان بان قال انا
 مومن حقا باعتبار تحقق الايمان في الحال وباعتبار حسن الظن
 بالله الكريم الغفور الرحيم في المأل ولا يقطع في الامرة لانها
 مبعومة واما الصلوة فليس كذلك فافتى قواد ايضا قال الشيخ محمد
 مبارك ان الاعتقادين الخوف والرجاء شرط الصحة الايمان
 فبالقول بالقطع في ايمان احد في عاقبة امره يفوت ذلك الشرط
 ويفوت الشرط يفوت المشروط وهذا فاسد لان القطع عند
 الناس لا يرفع الخوف ازبه لا يحصل يقطع الايمان عند الله
 وذلك غير مقطوع ولان القطع عند الناس لا يرفع لصحة الايمان
 فان الاعتقادين الخوف والرجاء شرط لصحة الايمان فبالقول
 بعدم القطع مطلقا يفوت الرجاء يفوت الشرط يفوت
 المشروط وايضا ان الصلوة مطلقا مع حصول الطهارة في الظاهر
 بغير شك بخلاف الايمان فان له ظاهرا وباطنا ظاهرا شروط

بشرط يتعلق بالحسن والظاهر وليس بجواز دخول الجنة من حيث الظاهر بشرط غير ذلك وشروط باطنية متعلق بالقلب والباطن والمحکم بدخول الجنة عند الله يتعلق بذلك فافتق الايمان بذلك فافتق الايمان والصلوة۔

”یعنی جان لیجے کہ کفر سے پاکیزگی یعنی جنت میں داخل ہونے کیلئے ایمان شرط ہے۔ جس طرح سے نمازی کی نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ جبکہ اگر اس نماز پڑھنے والے میں ایمان نہ پایا جائے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نماز ہوگئی یعنی یقین یا شک کی صورت میں؟ کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہوگا (جبکہ اس کا ایمان مشکوک ہو) باوجودیکہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بغیر وضو کے کسی کی نماز ہو جاتی ہے یا جسکو خود طہارت میں شک ہو۔ اور یہ دونوں شرطیں اسکے لئے ہیں جو یقین یا شک میں مبتلا ہو حضرت قطبی نے فرمایا کہ میں اسکے جواب میں کہتا ہوں اور توفیق خداوندی کیساتھ کہ یہ جواب صحیح ہے۔ تحقیق یہ بات کہ نماز کا جائز ہونا مبنی ہے طہارت کے عدم شک پر اسی طرح مبنی ہے۔ ایمان میں عدم شک جنت میں دخول کیلئے اور نہیں جائز شک کرنا اہل اسلام میں سے کسی کے ایمان میں۔ ہم لوگوں کے نزدیک ظاہری طور پر اسکے مسلمان اور مومن ہونیکا فیصلہ کرتے ہیں یا ہم فیصلہ

کہیں گے اسکے جنت میں داخل ہونیکے جواز کا لوگوں کے نزدیک یا
 جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور نہیں فیصلہ کرتے ہم اس کا اسلئے کہ
 یقینی طور پر اس کا علم ہمیں نہیں ہے اور اس میں کوئی ضد بھی نہیں
 اسلئے کہ یہ امور غیبیہ سے تعلق رکھتا ہے اور ہمیں اس میں خلل اندازی
 جائز نہیں کسی ایک کیلئے بھی علاوہ صاحب شرع کے یہ مثال ہے
 ایمان میں تفصیل کی اور بس اور یہ نظیر ایمان میں استثناء ہے
 ایمان میں، اسلئے کہ امام شافعیؒ ایمان میں جائز سمجھتے ہیں اس طر
 سے کہ کوئی یہ کہدے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں بایں طور کہ ایمان
 غیبی چیز ہے۔ اللہ جل شانہ کے فوت کی وجہ سے اور یہ اپنے ایمان میں
 شک نہ سمجھے اللہ کی پناہ اور امام ابو حنیفہؒ ایمان میں استثناء جائز
 نہیں سمجھتے بلکہ ہر شخص کو یوں کہنا چاہئے کہ میں مومن ہوں حق اور یقین
 کے ساتھ۔ باعتبار تحقیق ایمان کے زمانہ حال میں اور باعتبار حسن ظن
 اللہ کریم اور غفور الرحیم پر مائل ہیں۔ اور عاقبت کا یقین تو ہے ہی
 نہیں اسلئے کہ اس میں ابہام ہے باقی رہا نماز کا معاملہ تو وہ اس
 طرح نہیں ہے۔ دونوں کا حکم الگ الگ ہو گیا۔ اور شیخ محمد
 مبارک نے بھی کہا ہے کہ صحت ایمان کیلئے کسی شخص کی قنات
 کے بارہ میں یقین کے ساتھ کہنے سے شرط ہے۔ یہ شرط فوت ہو جائیگی
 اور شرط کے فوت ہونے سے مشروط فوت ہو جائے گا اور یہ بات غلط ہے

اسلئے کہ یقین لوگوں کے نزدیک خوف کو ختم نہیں کرتا اسلئے کہ اس یقین سے علم حاصل نہیں ہوگا۔ نجات اور فلاح کا، بلکہ حاصل ہوتا ہے اللہ کے نزدیک یقین سے اور یہ مخلوق سے پوشیدہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یقین لوگوں کے نزدیک لازم آتا ہے صحت ایمان کیلئے اس اعتقاد خوف ورجا میں شرط ہے صحت ایمان کے لئے تو آدمی کے یقین کا دخول مطلقاً فوت کر دیتا ہے رجا کو یہ شرط فوت ہو جائیگی تو مشروط بھی فوت ہو جائیگا اور ایک بات یہ بھی ہے کہ نماز اصول طہارت کے ساتھ ظاہریں بغیر شک کے ہے بخلاف ایمان کے۔ اسلئے کہ ایمان ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ظاہر کے شرائط ہیں اسلئے کہ یہ متعلق ہے حس اور ظاہر کے ساتھ اور دخول جنت کیلئے جواز نہیں۔ بظاہر اس شرط کے علاوہ اور شروط باطن ہیں وہ یہ کہ ایمان متعلق ہو قلب اور باطن کے ساتھ اور حکم دخول جنت عند اللہ یہ اس شرط کے ساتھ متعلق ہے تو نماز اور ایمان کا حکم الگ الگ ہوا۔“

اس وقت حضرت قطبی کے چھوٹے بھائی شیخ المشائخ عزیز اللہ دانیسمند موجود تھے جب اس بحث کی خبر ان تک پہنچی تو لکھ کر بھیج دیا کہ اگر کوئی شخص اس شخص پر وجود اسلام پر قائم یعنی اسلام پر زندہ رہا اور اسلام پر مرا اور موت کے وقت تک اس سے خلاف اسلام کوئی بات

ظاہر نہ ہوئی ہو اور کافر پر جو کفر پر جیا اور کفر پر مر اور اسکے خلاف اس سے کچھ ظاہر نہ ہوا، پر شک کرے۔ ان کے ظاہری اسلام اور کفر پر گواہی نہ دے اور ان کو ظاہری حیثیت میں جنتی یا جہنمی نہ کہے وہ جس سے انکاری ہے اس کو تائب ہونا چاہئے۔

لان الجنة والنار كلتاها ثمرۃ الاسلام والكفر۔ فلما شاهد الاسلام والكفر من احد علمنا بالحس انه ممات مسلماً او كافراً بان مات قائلاً كلمة الاسلام وكفر ولم يظهر منه الضد حكماً وشهدنا ظاهراً عند الناس انه من اهل الجنة او من اهل النار وما ذكر في الكتب ان العاقبة مبهمه ولا نقول لاحد بعينه انه من اهل النار فمعناه انها مبهمه باعتبار ابهام علم الله وحكمته الله تعالى في الازل انه ما سبق في حقه ولا نقول لاحد انه من اهل الجنة والنار قطعاً وبقيناً عند الله تعالى۔ والله اعلم بالصواب

” یعنی جنت اور جہنم دونوں ثمرۃ اسلام اور کفر ہیں تو جب ہم نے اسلام اور کفر کسی سے دیکھ لیا اور اپنی حس سے سمجھ گئے کہ مسلمان یا کافر بایں طور مر گیا یعنی اسلام پر یا کلمۃ کفر پر تو ہم بہوش و حواس حکم صادر کر سکیں گے کہ لوگوں کے نزدیک یہ جنتی ہے یا جہنمی۔ باقی رہی یہ بات کہ عاقبت مبہم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عاقبت مبہم

ہے علم خداوندی کی نسبت سے یعنی یہ کہ ازل میں اسکے بارہ میں
کیا فیصلہ ہوا اور کیا نہیں ہوا اور ہم نہیں سمجھتے کسی معین شخص
کیلئے کہ عند اللہ یہ قطعاً جنتی ہے یا جہنمی واللہ اعلم بالصواب۔

طلب خدا کرنی چاہئے یا نہیں؟

لطیفہ نمبر ۶۵۔ ایک مرتبہ حضرت قطبی نے قاضی محمد الشنمد

تھا نیسری سے دریافت کیا کہ ”طلب خدا کرنی چاہئے یا نہیں؟“
قاضی نے جواب دیا۔ ”طلب خدا کرنی چاہئے۔“

حضرت قطبی نے دریافت کیا ”خدا کو کس طرح پہچانیں گے جس کو
کبھی دیکھا ہی نہ ہوا اسکو کیسے شناخت کریں گے بلکہ صحیح شناخت کیلئے کسی کا
چند مرتبہ دیکھنا بہتر ہے تاکہ شناخت میں کوئی تکلف نہ ہو۔“

قاضی محمد حیران ہو کر خاموش ہو گئے۔ بیشک اللہ پاک ہے۔ علماء

فضلاء کو طلب حق اور اسکی معرفت میں کیسی حیرانی و پریشانی پیش آتی

ہے اور اسکی الوہیت اور ربوبیت میں کیا کیا مشکلات ہیں۔ اے عزیز

انسان کی تخلیق اللہ پاک کی معرفت کے لئے ہی ہے۔ وما خلقت

الجن والانس الا ليعبدون ”ای لیعبدون پس انسان پر

اللہ کی عبادت کرنا اور اسکو شناخت کرنا فرض ہے۔ نوز باللہ اگر کوئی

اسکی شناخت نہ رکھتا ہو کافر ہے۔

حق سبحانہ تعالیٰ کی طلب امر شرعی ہے اور عالی درجات کا باعث ہے

لقولہ علیہ السّلام "حاکیا عن اللہ تعالیٰ یاد اؤد اذا ساریت لی طالبا

فکن لہ خادماد لما قیل انا الموجد فاطلبنی تجدنی" حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اے داؤد جب تو کسی

کو میرا طالب دیکھے تو اسکے لئے خادم بن جا اور اسی لئے کہا گیا ہے میں

موجود ہوں پس مجھے طلب کرو تو مجھے پاؤ گے۔

اس لئے طلب حق اور معرفت حق کا مطلب جان لینا چاہیئے۔

علمائے ظاہر کے نزدیک طلب حق سے مراد معرفت حق ہے نہ کہ طلب ذات

حق اور ان کے نزدیک حق سبحانہ تعالیٰ کی معرفت سے مراد اسکے کمالات

کی شناخت ہے۔ گویا اسکی تمام صفات مقرر مسلم کی پہچان ہے نہ کہ ذات

حق کی شناخت۔ شناخت سے قطع نظر ذات حق وہی کچھ ہے جو وہ ہے اور

وہی ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہے اسلئے اگر اسقدر جان لیا جائے کہ حق

تعالیٰ بذاتہ موجود ہے اور اپنی صفات کمال سے موصوف ہے اور زوال و

نقصان سے پاک ہے تو (علمائے ظاہر کے نزدیک) گویا حق کی پہچان اور

طلب دونوں حاصل ہو گئے اور بندہ مومن ہو گیا۔ گویا ہم نے اس ذات

کو بطور صفات کمال پہچانا اسلئے کہ اس ذات کی ماہیت و حقیقت ہماری

فہم و دانش سے بالا قرار پائی۔ گویا علماء ظاہر کے نزدیک اس ذات کی

معرفت وہی ہے جو کچھ کہ وہ ہے اس سے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔
 کما لا یخفی قولہ علیہ السلام فی الایۃ ولا تفکر وافی ذاتہ۔
 (یعنی اسکی نشانیوں اور صفات پر غور و فکر کرو مگر اسکی ذات پر نہیں،)
 لیکن عارفوں کے نزدیک معرفت حق سبحانہ تعالیٰ الکی طور پر اسکی ذات و
 صفات کی عرفان سے مراد ہے۔

معرفت ذات یوں ہے کہ ذات حق سبحانہ اپنی حیثیت میں وجود
 مطلق اور ہستی، محض ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کی حقیقت ہستی کے بغیر نہیں
 ہے جو کہ وجود کی اعلیٰ ترین حیثیت میں خود بخود موجود ہے اور اپنی ذات میں
 کسی دوسرے کے امر کی محتاج نہیں ہے اس لئے موجودیت میں حق تعالیٰ
 کا مرتبہ ثابت کرنا لازم ہے اور اس بات کو زبردست دلائل و براہین سے
 ثابت کیا گیا ہے۔ اسی کے خلاف علماء ظاہر کا مذہب یہ ہے کہ حق تعالیٰ
 ہستی سے بالاتر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہستی تو اسی کی ذاتی صفات میں سے
 ایک ہے اور اس کی ذات اور وجود کو مقتضی (بصفات) بیان کرتے
 ہیں "کما قالوا فی تعریف الواجب التعالی الذی یقتضی ذاتہ
 وجودہ" اور ذات کو من حیث ہو بیان نہیں کرتے۔ البتہ عارف بیان کرتے
 ہیں کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ "من حیث ہو۔ ہو عین ہستی مطلق ہے۔
 لے جیسے کہ کہا انھوں نے واجب تعالیٰ کی تعریف میں وہ جو کہ مقتضی اپنے وجود
 کا، نہ جو کہ بسبب طوالت ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

ہمارا مدعا وجود کے باب میں من حیث ہو ہو باعتبار ماہیت پوشیدہ اور
اظہرُ النّیۃ ہے یعنی باعتبار ماہیت اس ہستی مطلق کا وجود پوشیدہ تر ہے
اور محسوسات سے بالاتر ہے۔ البتہ از روئے ثبوت وہ ظاہر تر ہے۔ اور
وہ ہستی پاک ہے۔ تغیر و تبدل محدود کثرت سے مبرا ہے اور کسی نشان سے
اس کو مماثلت نہیں دی جاسکتی۔ وہ عالم میں سنا ہے نہ اشکال میں۔
سب کچھ اس سے پیدا ہوا اور وہ اپنی ذات سے آپ ہے سب اشیاء
کا ادراک اسی سے ہے جبکہ وہ خود احاطہ
ادراک سے باہر ہے۔ اسکے جمال کے مشاہدہ کرنے میں چشم رازیں بھی خیر
ہو جاتی ہے اور اس کے کمال کے مشاہدہ میں تاریک پڑ جاتی ہے۔

رباعی یا من بہو اہ کنت بالروح سمحت

ہم فوقی دھو تحت نہ فوقی و نہ تحت

ذات ہمہ جز قائم بوجود ذات تو وجود سازج و ہستی بخت

(ہر چیز کی ذات ہے قائم بوجود سے اپنے

بے نقش و بمیل و خالص وجود ذات ہے تیری)

بس پے زنگست یار دلخواہ اے دل قانع نشوی برنگ ناگاہ اے دل

اصل ہمہ رنگہا از اں بے رنگ است من احسن صنعة من اللہ اے دل

لہ اے وہ ہستی کہ جسکی محبت میں میں روح کے ساتھ فدا ہوں وہ جو کہ اوپر بھی ہے اور نیچے
بھی اور نہ اوپر ہے نہ نیچے (یعنی وہ میرا محبوب میرے دل کی زینت ہے مقام و وقت کا پابند نہیں ہر جگہ
موجود ہے۔)

پس جبکہ ہستی مطلق باعتبار ماہیت پوشیدہ ہے اس کا ادراک بھی معدوم ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کے قول " تفکس وافی الایۃ ولا تفکس وافی ذاتہ " کے مطابق اس کی نشانیوں پر غور کرو۔ اس کی ذات پر نہیں اور معرفت و صفات یہ ہے کہ صفات اپنے بجد کمالات کی اس نسبت و حیثیت کی بنا پر جو بعید از ہم ہے۔ غیر ذات میں لیکن باعتبار حصول و شناخت حقیقت یہ صفات نہیں ذات ہیں۔ مثلاً عالم اپنے علم کے اعتبار سے ذات ہے صفت نہیں ہے۔ اسی طرح قادر باعتبار ذات ہے اور مرید بہ سبب ارادت ذات ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صفات مفہوم کے اعتبار سے جس قدر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ البتہ بر بنائے تحقیق عین ذات ہیں۔ گویا وجود حق واحد ہے اس میں بجز اسمائے صفات کے کثرت نہیں ہے اس لئے علماء (مذہب مختار) نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ یعنی مفہوم کے اعتبار سے عین ذات ہیں اور نہ ہی تحقیق و حصول وجود کے اعتبار سے غیر ذات ہیں۔

اے درہمہ شان ذات تو پاک زہرہ شین نے در حق تو کیف تو اں گفت نہ اس از روئے تعقل ہمہ غیر اند صفات با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین طلب حق سبحانہ تعالیٰ سے مراد طلب قرب و حصول حق تعالیٰ ہے اور قرب و حصول حق، حق کے علاوہ ہر شے کے ترک و انقطع ہی سے

حاصل ہوتا ہے اسلئے طالبِ حق کو اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ
غیر حق اسکے قلب و نظر سے محو ہو جائے اور اسپر فنائے مطلق کا اظہار
ہو تاکہ مشاہدہ حق میں دخلِ غیر نہ ہو اور بے اختیار کیفیتِ حال میں یوں
بیان کرنے لگے۔

در ہر چہ بدیدم ندیدم مگر دوست!
معلوم چنین شد کہ کسے نیست مگر دوست

(ہمیں ہر چیز میں دوست کے علاوہ کوئی نظر نہ آیا۔ معلوم یہ ہوا کہ اسکی
ذات کے علاوہ کسی کا وجود نہیں)

واجب الوجود کلی ہے کی تردید

لطیفہ نمبر ۶۶۔ یہ راقم حقیر فقیر رکن الدین شہر دہلی میں تحصیل علم
میں مشغول تھا اور حضرت قطبی بھی وہیں قیام پذیر تھے۔ علمِ منطق میں
نسخہ طیبی کی شرح کا درس شروع تھا۔ یہ حقیر بھی سامع تھا۔ دوسرے سبق
میں مکتبہ واجب الوجود کا موضوع تھا۔ حضرت قطبی نے اس حقیر سے
فرمایا۔ ”آج کیا سبق پڑھا ہے“ گو اس طرح کے اسباق کے بارے
میں استفسار کرنا حضرت قطبی کی عادت نہ تھی۔

اس فقیر نے عرض کیا کہ علمِ منطق میں نسخہ طیبی شروع ہوا ہے اور میں

بھی سُن رہا ہوں حضرت قطبی نے فرمایا ” اپنا سبق پڑھو تاکہ ہم بھی سُنیں
 اس فقیر نے سبق پڑھا۔ جب اس بحث پر پہنچے کہ واجب الوجود
 کُلّی ہے تو حضرت قطبی نے فرمایا ” یہ بات تو کفر ہے۔ نعوذ باللہ! یہ
 اعتقاد نہیں رکھنا چاہئے جو کچھ اس ضمن میں ہم کہتے ہیں حاشیہ دیکھو“
 اس فقیر نے حاشیہ نویسی کی اس میں حضرت قطبی نے اس
 بات کی تردید کر دی۔ الغرض یہ مضمون حاشیہ طلباء میں پھیل گیا۔

ایک روز حضرت قطبی کی علمائے وقت سے ملاقات ہوئی اور وہاں
 اس موضوع پر انتہائی بحث ہوئی علماء میں سے اکثر نے حضرت قطبی کے خیال
 کو تسلیم کر لیا۔ مگر بعض اپنے ہی عقیدے پر قائم رہے۔ اس بحث کے سلسلے میں
 حضرت قطبی نے استاد وقت امام العلماء و بندگی مولانا عبداللہ دانشمند دہلوی
 کو بھی ایک خط تحریر کیا ہے وہ خط حضرت قطبی کے مکتوبات میں موجود ہے۔
 ان سب غبت فعلیہ بہ۔ حضرت قطبی نے شرع عوارف لکھتے ہوئے بھی
 اس بحث پر اظہار خیال کیا ہے۔ اب یہ فقیر کن الدین محقق اعرض کرتا ہے۔
 سمجھو کہ اگر واجب الوجود کُلّی ہے تو اللہ کی ذات جزوی ہوگی۔ والجزئی

مركب من الكلّی والتشخص وهو فی ذات اللہ لا یجوز دلوکان واجب
 الوجود کلیاً والکلّی عندہم ما لا یمنع نفس تصور مفہومہ عن
 وقوع الشک فلیزیم ان یکون للکلّی جزئیات ولہا اشتراك فی
 هذا المعنی فاذا صدق مفہوم هذا کلّی علیہا یلزم ان تكون

تلك الجزئیات موجودات ازلا وابداً اكنات الله تعالى
 لان الوجود لسا كان مقتضى ذات الواجب لا ينفك عنه ازلاً
 وابداً وهدن اكفر ايضا تلك الجزئیات المتصورة شر الله تعالى
 وشيكه ممتنع الوجود فكيف يكون ممتنع الوجود جزئياً الواجب
 الوجود وهذا محال وايضا وجود جزئى واحد فى الخارج و
 امتناع جزئیات يكون لاهر داخل فى الماهية
 والاهر خارج عن الماهية وكلاهما باطلان وجود جزئى
 واحد وامتناع جزئیات اخر لاهر واحد داخل فى الماهية
 غير مستقيم ولو كان لاهر خارج من الماهية يكون ذلك لمخصص
 والمخصص ما وراء الوجوب للجواب محال فطهر ان واجب الوجود
 ليس بكلى ولا جزئى. والله اعلم بالصواب

یعنی واجب الوجود اگر کلی ہے اور ان کے نزدیک کلی وہ ہے
 جو اسکے مفہوم کے نفس تصور میں وقوع شرکت کا مانع نہ ہو تو
 کلی کیلئے جزئیات کا ہونا لازم آئیگا اور ان جزئیات کیلئے
 مشترک ہونا ثابت ہے۔ اس..... معنی میں کہ جب اس کلی
 کا مفہوم ان جزئیات پر صادق آئے تو لازماً ان جزئیات کو

لے موجود ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ذات چونکہ جب ذات واجب کو وجود مقضی
 ہو تو اس سے ازلا وابداً جدا نہیں ہوتا۔

ازلاً وابداً جدا نہیں ہوتا اور یہ کفر ہے۔

علاوہ ازیں یہ جزئیات متصورہ جو شریک ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے، اور اللہ کا شریک ہونا ممتنع الوجود ہے۔ اسلئے ممتنع الوجود جزئی واجب الوجود کیلئے کیسے ہوگا۔ اور یہ محال ہے۔ اسی طرح وجود واحد جزئی کا خارج ہونا اور دوسری جزئیات کا ممتنع ہونا یا تو امر داخلی کی ماہیت یا امر خارج کی ماہیت کیلئے ہوگا اور یہ دونوں باطل ہیں۔ وجود جزئی کا ایک کا ہونا اور دوسری جزئیات کا ممتنع ہونا داخلی ماہیت کے اعتبار سے درست نہیں اور اگر امر خارج کی ماہیت سے ہے تو مخصوص اور مخصوص مساوی واجب کے محال ہے۔ پس ظاہر ہو گیا کہ واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قَدَمِ لَفْنِی ہے عَدَم کی تو پھر عَدَم ازلی کیا ہے...؟

لطیفہ نمبر ۶۔ ایک دن شہر دہلی میں شیخ احمد بدھ دانشمند بہاری کے گھر عرس تھا۔ صاحبِ فہم و فراست علما و صلحا جمع تھے۔ حضرت قطبی پر سر کی کیفیت غالب تھی۔ اسی عالم میں اسرار علم الہی بیان کرنے لگے اور امام العلماء مولانا عبد اللہ دہلوی سے (جو کہ استاد وقت مانے جاتے تھے) دریافت فرمایا "علم کلام میں ہے ان القَدَمِ یُنَافِی العَدَمِ اسلئے والعَدَمِ

لہ قَدَمِ بمعنی قدیم۔ دیرینہ عَدَم بمعنی نیستی و نابودی ہونا لَفْنِی

ازلی کیا ہوا؟ (قَدَم نفی ہے عدم کی تو پھر عدم ازلی کیا ہوا)
 مولینا بعد اللہ مذکور نے جواب دیا "قدم وازلہ کے درمیان عام و
 خاص کی قید ہے۔
 حضور قطبی نے فوراً فرمایا "آپ تو قدیم و حادث کے مابین واسطہ
 پیدا کر رہے ہیں۔"

مولانا مذکور نے جواب دیا۔ "جی ہاں"
 حضرت قطبی نے پھر فرمایا "سلب و ایجاب کے درمیان کوئی
 واسطہ نہیں ہے۔ یہیں تک دونوں بزرگوں کے درمیان بطور عمدہ کے
 مختصر گفتگو ہوئی۔"

اب یہ حیرانگی تفصیل و وضاحت عرض کرتا ہے۔

"قوله ان القدم ميانى العدم یعنی قدم و عدم ایک دوسرے کی
 نفی ہیں فلا حیثیتان۔ اسی لئے اجتماع نہیں ہے اور عدم جو کہ عالم ازلی ہے
 اور وجود عالم سے پہلے موجود ہے وہی قدیم بھی ہے کیونکہ القدیم مالابدلیہ
 لہذا۔ یعنی قدیم وہ ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے) اسلئے اس اعتبار
 سے ہونا لازم ہوا۔ فکیف یستقیم المنافاة بینہما وکیف یقال العدم
 ازلی۔ یعنی پس کیسے انکے درمیان منافات میں استقامت ہو سکتی ہے

لہ ازل بمعنی جس کا شروع یا ابتداء ہو۔ لہ حادث بمعنی نئی چیز جو پہلے نہ ہو۔

لہ یعنی نیست و نابود لہ ایجاب یعنی مقرر تسلیم شد

اور کیسے کہا جاسکتا ہے کہ عدم ازلی ہے۔

مولانا عبد اللہ نے جواب میں فرمایا کہ قدم و ازل کے درمیان عموم و خصوص مطلقاً ہے یعنی جمہور علماء کے نزدیک ازل عام ہے جس سے عدم کے وجود پر اطلاق کرتے ہیں اور قدم خاص ہے جس پر بجز وجود کے اطلاق نہیں ہے اسلئے عدم کو ازلی کہتے ہیں قدیم نہیں کہتے اور قدم و عدم ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں مگر ازل و عدم ایک دوسرے کی نفی نہیں ہیں۔ اسکے بعد حضرت قطبی نے سوال کیا کہ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ قدیم و حادث کے درمیان واسطہ ہوگا۔ یعنی ایک مفہوم کے اعتبار سے ہم اسے ازلی فرض کریں گے نہ کہ قدیم و حادث پس وہی عدم ہوا۔ اسکے بعد مولانا عبد اللہ نے کہا ”ہاں اسی طرح ہے کہ عدم کا مفہوم ازلی ہے قدیم یا حادث نہیں ہے اسلئے قدیم و حادث کے درمیان واسطہ ثابت ہوا۔ اس پر حضرت قطبی نے فرمایا کہ قدیم کا مفہوم قضیہ سالب ہے مراد نیست و نابودی ہے لان القدیم ما لا بدایۃ لہ۔ قدیم وہ ہے کہ جسکی کوئی ابتدا ہی نہیں (اور حادث کا مفہوم قضیہ موجبہ ہے اور جو کچھ کہ حادث نہیں ہے قدیم ہے۔ فابن الواسطہ الخ ہذا ایضاً بحث (پس واسطہ کہاں ہے بحث اسپر واضح ہے) اب اس فقیر کے دل میں خیال آتا ہے کہ واسطہ لازم نہیں آتا۔ ہمارا مفہوم از روئے اصطلاح ہر دو موضوع پر موجود مراد ہے۔ ولا واسطہ بین الموجد الذی لا بدایۃ لہ و بین الموجد الذی

لہذا بدایۃ والعدم ای عدم العالم لیس بداخل فی مورد التقسیم
 (اور نہیں ہے کوئی واسطہ اس موجود کے درمیان جس کی کوئی ابتدا نہیں
 ہے اور اس موجود کے درمیان جسکی ابتدا ہے اور عدم ہے یعنی عدم عالم) اور
 بعضوں کے نزدیک قدم و ازل ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور ہر دو پر
 وجود اور عدم کا اطلاق کیا جاتا ہے اسلئے اس قول کے بیان کرنیوالوں کا
 مطلب یہ ہوگا " ان القدم بیانی العدم ای ان الوجود

والایط د علیہ العدم (یعنی قدم جو کہ امر وجودی ہے اس پر عدم لاحق
 نہیں ہوتا اور موجود قدیم معدوم نہیں ہوتا و کذلک الازل الوجودی
 لیکن قدم و ازل جو کہ عدمی ہیں اس پر عدم لاحق ہوتا ہے یعنی وہ عدم
 وجود کی بناء پر دور ہو جاتا ہے تاکہ عدم سے اور وجود وجود سے باقی
 رہے پس اصلی عدم عالم کے حادث ہونے پر دور ہو جائیگا اور لیکن
 ما یقال کل ازلی ابدی فہو مقید الوجود ای کل وجودی

ازلی فہو ابدی والا لا یزال العدمی ای عدم العالم لیس یا بدی
 لان عدم العالم کان ازلیا ثم العالم بحدوث العالم فافہم
 واللہ اعلم بالصواب۔ (یعنی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ کل ازلی ابدی ہے
 وجود کی قید کے ساتھ یعنی کل وجود ازلی ہے پس وہ ابدی ہوا و گرنہ ہمیشہ
 عدمی رہے گا یعنی عدم عالم ابدی نہیں ہے کیونکہ عدم عالم ازلی تھا پھر
 عدم عالم کے حادث ہونیکے ساتھ (اسکی حیثیت میں اسکو سمجھو۔ واللہ اعلم بالصواب

کُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

لطیفہ نمبر ۶۔ ایک دن شہر دہلی میں علماء و صلحا کی مجلس میں اس آیت کریمہ کُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا پر مذاکرہ ہو گیا میاں عبد اللہ دانشمند استاد وقت نے فرمایا ”حلال یہ ہے کہ اپنے محبوب و دوست کی ملک سے بغیر اسکی اجازت کے البتہ اسکے اعتماد پر کھالیا جائے اور اسکے بعد اس سے اجازت لے لی جائے اور حلال و طیب یہ ہے کہ اجازت مل جانیکے یقین کے باوجود اول اجازت لی جائے پھر کھالیا جائے۔“
حضرت قطبی نے فرمایا ”ہمارے استاد سے منقول ہے کہ حلال وہ ہے جو خود کما کر کھالیا جائے اور حلال و طیب وہ ہے کہ اپنی قوت سے اس طرح کمایا جائے کہ اللہ کی محبت عبادت و ذکر میں فرق نہ آئے۔“

اسکے بعد میاں عبد اللہ دانشمند نے کہا۔ ”اے شیخ کچھ فرمائیے تاکہ ہم بھی بہرہ ور ہوں۔ فرمایا۔ ”ہاں زاہدی میں فرمان باری تعالیٰ حَلَالًا طَيِّبًا کے بارہ میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ طیب وہ ہے جسکے کھانے پر قیامت کے روز تجھ سے سوال نہ کیا جائے یعنی ضرور کھائے لیکن ایک روٹی پر بسر کرے۔ تناعت اختیار کرے اور ویرانے کو اپنی سکونت کیلئے کافی جانے۔ کیونکہ کما قال علیہ السلام ان اللہ جل جلالہ وھب لاجن ادم ما لا بد مند ثوبا یواری عورتہ و رجوعہ

وَبَيْنَا لَعَشِ الطَّيْرُ وَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الْمَلَحَ لِمَا يَحْسَبُ بِهِ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ارْتِثَادِ فَرَايَاكَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ فِي ابْنِ آدَمَ كَو
 هِرْ وَهُوَ حَيْزُ دَعَى هِيَ جَوَّاسُكَ لَعْنُ صُرُورِي هُوَ، كَيْتَرُ اجُوجْ هِيَ تَابِ هِيَ اسْكَ
 شَرْمُكَاهُ كَو اور روٹی تَا کہ اپنی بھوک کو بھجائے اور گھر راسش کے لئے پرندہ کے
 گھونسلے کی طرح۔ اور کہا گیا یا رسول اللہ کیسے ہے نمک حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمک ان چیزوں میں سے ہے جنکے متعلق محاسبہ
 ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حلال و طیب وہ ہے جو دنیا میں
 مصیبت کا باعث نہ ہو۔ قیامت میں عذاب نہ بنے۔ اور فرمایا حلال وہ
 ہے جسپر مفتی حلال ہو نیز کا فتویٰ دیں اور طیب وہ ہے کہ جسکے حلال ہونے
 پر تیرا دل گواہی دے۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”دعیر سیك
 الی مالیر سیك“ (چھوڑ دے اسکو جو تجھے شبہ میں ڈالے سوائے اسکے
 جو تجھے شبہ میں نہ ڈالے) اس موقع کے لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اپنے
 دل سے فتویٰ لو اور اسپر عمل کرو۔

ایک روز حضرت قطبی کے سامنے بچی ہوئی مرغی رکھی گئی جیسے ہی ایک
 لقمہ اٹھایا واپس رکھ دیا اور فرمایا کہ اسکو میرے سامنے سے اٹھا لو۔ یہ فقیر
 رکن الدین حاضر تھا عرض کیا کیوں؟ حضرت قطبی نے فرمایا کہ ”ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ اسکو صحیح طور سے ذبح نہیں کیا گیا ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ
 حضرت قطبی کا فرمانا درست تھا۔ سبحان اللہ زہے نور باطن اور قلب کہ

اس کا فتویٰ شرع کے فتویٰ سے بہتر ہے۔ مفتی حکم شرع ظاہری حالت پر کرتا، کیونکہ اس کا مقولہ نحن نحكمہم فیصلہ کرتے ہیں ظاہری میں ہے۔ جبکہ قلب عارف نور باطن سے روشن ہے باطن پر حکم صادر کرتا ہے اور حق کی خبر دیتا ہے۔ کیونکہ مقولہ ہے، عرفت اللہ باللہ وعرفت الانبیاء باللہ (اللہ کو پہچانوا اللہ سے اور اشیاء (موجودات) کو بھی اللہ ہی سے پہچانوا) اس کا مقولہ ہے شان بیخما ان ہر دو کے درمیان اسی کی شان جلوہ گر ہے۔ لیکن یہ نور شرع پر استقامت سے عمل پیرا ہوتے ہی ہر ولی کو بطور انعام عطا ہوتا ہے۔

۱۰۔ اے عزیز اس میں ایک نکتہ کی بات ہے اس کو سمجھنا کہ تو عوام کے اقدام اور جاہل صوفیوں سے بچ سکے۔ جان لے کہ عارف کا دل جو نور سے روشن ہے خلاف شرع خبر نہیں دیتا اور باطل کی راہ نہیں روکتا بلکہ وہ حکم شرع جو مفیتوں کے فہم و علم سے پوشیدہ ہوتا ہے اس کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے بیان میں بھی احتیاط کرتا ہے۔ زہد و تقویٰ کی راہ دکھاتا ہے نہ یہ کہ وہ شرعاً منہیات و مکروہات کو مباح قرار دیکر شرعی حکم ہی کو بدل دے۔ احکام شرع میں تغیر کرنا صرف پنیروں ہی کا کام ہے جس کو احکام کی منسوخی کہتے ہیں یہ کام صرف پنییر کا ہے ولی کا نہیں۔

منقول ہے کہ ایک سالک جماعت میں امام کے پیچھے قضائے رکعت کے بعد شریک ہوا اور اس سے قبل کہ امام سلام پھیرتا وہ نماز پوری کرنے

کیلئے کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس نے مکروہ شرعی کی کیوں تکمیل کی اس نے کہا امام کے سلام میں تاخیر اسکو سجدہ سہو کے احتمال سے تھی اور مجھے نور باطن سے معلوم ہو گیا کہ امام پر سجدہ سہو واجب نہیں اسلئے میں اپنی نماز کی تکمیل کیلئے کھڑا ہو گیا۔ یہ سن کر اس جماعت میں شریک ایک نے فرمایا ”صاحب شریعت اس نوع کو مکروہ قرار دیتے ہیں جبکہ تیرے نور باطن نے شرعی حکم کے خلاف رہنمائی کی ہے اسلئے یہ نور نور نہیں بلکہ ظلمت ہے اور دوسو شیطانی ہے۔“

نقل کرتے ہیں کہ ایک دلی کیسانے پکا ہوا گوشت پیش کیا گیا اس نے کھانا چاہا لیکن اسکے دل نے فتویٰ دیا کہ ”نہ کھا“ اسپر بازار سے تحقیق کی گئی مگر بظاہر خلاف شرع کوئی بات علم میں نہ آئی۔ دلی نے دوبارہ کھانے کا ارادہ کیا لیکن اسکے دل نے کہا نہ کھا ”پھر تحقیق کی گئی اور قصاب سے معلوم کیا گیا۔ لیکن کوئی شک و شبہ ظاہر نہ ہوا۔ دلی نے تیسری مرتبہ پھر کھانے کا ارادہ کیا لیکن اسکے دل نے پھر ندادی ”نہ کھا“ اس مرتبہ قصاب سے سختی سے پرسش کی گئی۔ اس نے کہا جان کی امان پاؤں تو بتاؤں اسکو امان دی گئی تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک بیمار بھیڑ گاؤں سے خریدی تھی جو لاتے ہوئے راستے میں مر گئی اس غیر مذبوح بھیڑ کا گوشت میں بازار میں لے آیا فروخت کیا اور یہ وہی غیر مذبوح گوشت ہے سبحان اللہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کیا ہے اور اس کا فتویٰ کہاں سے آیا اور کس نوعیت کا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک دیوانہ مجذوب ایک کنویں پر گیا اور اس پر
 پیشاب کر دیا خلق خدا کو دشواری ہوئی اور مجذوب کو برا بھلا کہنے لگے اور
 آخر کنویں کو پاک کر نیچے کیلئے اس کا پانی نکالنے لگے ناگاہ اس کنویں سے
 ایک مرد ابر آمد ہوا جسکی کسی کو بھی خبر نہ تھی اور لاعلمی کی بنا پر اسکے پانی کو
 پاک سمجھ کر استعمال کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس صاحبِ دل دانائے حق مجذوب
 دیوانے نے اس پوشیدہ ناپاکی کو اس طرح خبر دی۔

اہل دل رازِ حق و منہ دیگر است ۛ کاں ز فہم ہر دو عالم برتر است
 وفي ملقط احياء العلوم وان الوری عن المحرام علی اربع مراتب
 وربع العدول وهو الذی مجیب الفسق باقتحام مذ و یسقطها العدالتا
 و یثبت اثم العصیان والتعرض للناس بسببه وهو الورع عن کل ما یحرمه
 فتادی لفقها الثانية و راء الصالحین وهو الامتناع عما یطرق الیه
 احتمال التحريم ولكن المفتی یرخص فی التناول بناءً علی الظاهر
 الثالثة ما لا یحرمه المفتی ولا شبهة فی حد ولكن ینحان منه
 ادوة والی محرم وهو ترك ما لا یاس به مخالفة ما به الباس
 به اصلاً ولا ینحان ان یردی الی ما به الباس او لکنه یتناول
 لغير الله تعالى او یطرق الی الاسباب المشتبه له کراهية او
 معصية والامتناع منه ورع الصديقین فینبغی لصاحب الورع
 ان لیتقی قلبه فان هاک فی صلاء شئ فهو الاثم و بین الله فلا

فی الآخرة فتوى المفتی فانه یفتی بالظاهر والله عزوجل یتولی السایر و
تفینا باستفتاء القلوب اسر ذنا حیث اباح المفتی اما حیث حرمه یجب
الامتناع ثم لا ممول علی قلب فرب مرسوس ینفر عن کل شیء و رب
سرة متساهل یطمئن الی کل شیء ولا اعتبار بهذین القلبین و
انما الاعتبار بقلب العالم الموفی لدقائق الاحوال فهو الحکیم الذی
یصلح حفا بالامور و ما اعز هذه القلب فی القلوب فمن لم شیء
لقب نفسه فلیلقس النور من قلب بهذ الصفة و لیعرض علیہ
واقعة

اجیاء العلوم کے خلاصہ میں مرقوم ہے کہ ”ورع تقویٰ“ کی چار قسمیں
اور مرتبے ہیں۔ (۱) عادلوں کا تقویٰ یعنی فسق و مجور سے اجتناب و ران
کاموں سے احتراز جو ثقامت کے خلاف ہوں اور ان افعال سے پرہیز جو جنم
کے اسباب ہوں اور ان تمام اعمال سے پرہیز جو مفتی حضرات کی نگاہ میں حرام
ہوں۔ (۲) صالحین کا تقویٰ۔ یعنی ان افعال سے احتراز جنکے حرام ہونے
کا احتمال ہو اگرچہ مفتیان حضرات انکے ارتکاب کی اجازت دیتے ہوں۔
(۳) متیقن کا تقویٰ۔ ان افعال کا ارتکاب جنکی حلت میں شبہ نہ ہو اور
مفتی حضرات ان کو حرام نہ فرماتے ہوں لیکن یہ خوف ہو کہ یہ افعال حرام
میں واقع ہونیکا سبب بن جائیں۔

(۴) صدیقین کا تقویٰ۔ یعنی ان افعال کا ترک ہونا جنکے ارتکاب

میں کسی قسم کا حرج اور تنگی نہ ہو لیکن یہ افعال غیر اللہ کو مقصود بنانے سے
پُر ہوں یا ان اسباب کی طرف لے جاتے ہوں جو کراہت اور محبت کا
سبب بنتے ہوں اسلئے متقیوں کو چاہئے کہ اپنے دل سے فتویٰ مانگ لیں
اگر انکے دل میں کوئی چیز کھٹکتی ہو تو یہی ان کے اور اللہ جل شانہ کے
درمیان گناہ ہے آخرت میں اس کو مفتی کا فتویٰ نجات نہیں دیگا۔ کیونکہ وہ
ظاہر کے مطابق فتویٰ دیتا ہے۔ ہاں جن چیزوں کو مفتی حرام کہدے ان سے
احتراز ضروری ہے۔ بعد ازیں یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر قلب کا بھی اعتبار نہیں
کیونکہ بسا اوقات دسوا سی آدمی ہر چیز سے نفرت کرتا ہے اور بہت سے
لوگ ہر سہولت کو جائز سمجھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں ان دونوں دلوں کا اعتبار
نہیں۔ ہاں اس نکتہ سنج عالم کے دل کا اعتبار ہے جو حقیقت حال سمجھنے کی
صلاحیت رکھتا ہو۔ کیونکہ وہ پوشیدہ اسرار کو معلوم کر لیتا ہے۔ ہاں اس
قسم کے دل کیاب ضرور ہیں اسلئے اس شخص کا اپنے دل پر اعتماد ہو وہ محقق
مدقق عالم کے دل پر اعتماد کرے اور اسکے سامنے اپنی حالت بیان کر کے اس
سے استفادہ کرے اور زاہدی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایہا الناس
کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً۔ اس آیت میں فرمایا کہ اے لوگو ایسا
کام نہ کرو کہ قیامت کی دن تمہیں حسرت ہو حلال کھاؤ کہ تمہارے دین
کی بنیاد خلل پر ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو
فرمایا ”یا ایہا الرسل کلوا من طیبات اعمالوا صالحاً یعنی نیک عمل کو

حلال سے عبارت کیا گیا ہے کیونکہ حلال کھانے والے ہی سے عمل صالح ظاہر ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں سب پانی کی طہارت میں احتیاط کرتے ہیں اے عزیز تو اپنی روٹی میں احتیاط کر اور پاک لقمہ کھا اسلئے کہ پانی کے استعمال میں کافی رعایت بھی ہے لیکن حرام خوری پر کوئی چھوٹ نہیں۔ ایک دن حضرت قطبی نے میرے بڑے بھائی شیخ المشائخ حمید کے اس مسئلے کے سوال کے جواب میں کہ جس طرح حرام کھانے کی اجازت نہیں ہے اسی طرح پانی کے استعمال کی بھی ممانعت ہے پھر کیا وجہ ہے کہ امام زاہد کی فکر لقمہ اور پانی کے استعمال میں محتاط ہے، فرمایا واللہ اعلم۔ امام زاہد اس میں اس نظریہ سے احتیاط کرتے ہیں کہ پانی کے استعمال کے سلسلہ میں بہت اختلاف ہے اور علماء کا اختلاف رحمت ہے۔

چنانچہ بعض علماء استعمال شدہ پانی کو پاک کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک ناپاک ہے۔ اسی طرح کنوئیں، قلیتین (عراقی مشک)، اور تالاب کے پانی کا استعمال بعض کے نزدیک چیزوں کو ناپاک کرتا ہے اور بعض کے نزدیک ناپاک نہیں کرتا۔ مختصراً یہ کہ پانی کے استعمال میں بہت رعایت ہے۔ جب کہ کھانے کی چیزوں میں علماء کا اختلاف نہیں ہے یعنی جو چیز حلال ہے وہ سب علماء کے نزدیک حلال ہے اور حرام ہے وہ سب کیلئے حرام ہے۔ پس اختلافی امور میں حرمت باقی نہیں رہتی۔

منصورین علاج کونادانوں نے دار پر چڑھایا

لطیفہ نمبر ۶۹۔ شہر دلی کی جامع مسجد جو کہ ہماری تحویل میں تھی، کے خطیب موجود نہ تھے۔ اس فقیہ نے خطبہ پڑھا۔ حضرت قطبی بھی موجود تھے اور خطبہ سبجائے تعالیٰ حضرت قطبی کی تصنیف تھا۔ اس فقیہ پر دورانِ خطبہ رقت طاری ہو گئی اور حضرت قطبی پر حالتِ جذب طاری ہو گئی آپ نے ایک دردناک نعرہ مارا۔ نماز جمعہ اور سنتیں سکر کی کیفیت میں ادا کیں بی بی اولیاء کے پوتے شیخ احمد بھی موجود تھے انکے ہمراہ دو قوال تھے حضرت قطبی نے شیخ احمد کو بغل میں لے لیا۔ مستانہ باتیں اور عشقیہ کلمات فرمانے لگے۔ اسی اثناء میں قوالوں نے گانا شروع کیا۔ عجیب و غریب کیفیت پیدا ہوئی۔ حضرت قطبی مستی و مدہوشی کی حالت میں جامع مسجد سرائے بھورا سے روضہ قطب عالم خواجہ قطب الدین قدس سرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ دلی کے بازار بندادی دروازہ کے سامنے ہوتے ہوئے سماعِ دُھن میں مصروف اس میدان کے قریب پہنچے جہاں سرائے شیخ عبدالصمد جو پوری ہے۔ خلقِ خدا کا بیدار اجتماع تھا۔ شیخ عبدالصمد اپنے گھر سے باہر آئے اور حضرت قطبی کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنی خانقاہ میں لے گئے وہاں پہلے ہی سے قوال حاضر تھے۔ ذوق و شوق درجہ کمال کو پہنچ گیا اور عشاء کے وقت تک سماع جاری رہا۔ حضرت قطبی نے عالمِ مستی میں نعرہ مارا اور کہا ”منصور علاج کونادانوں نے دار پر چڑھا کر ہلاک کیا اگر میں

اس وقت موجود ہوتا تو ہرگز اس کو ہلاک ہونے نہ دیتا۔ اسپر شیخ عبدالصمد نے فرمایا۔ ”اے شیخ یہ بات منقول ہے کہ اس زمانہ کے مجتہد اور امام وقت یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم دیا تھا“

حضرت قطبی نے فرمایا ”ہم بھی ان ہی کے بارے میں کہتے ہیں“
 شریعت ظاہر کی ترجیح کی خاطر شیخ عبدالصمد نے مزید کہا۔ ”اے شیخ کہتے ہیں کہ جب منصور حلاج کو مارا گیا تو انکے ہر قطرہ خون سے جو زمین پر گرتا تھا اللہ کا نقش بنتا تھا یہ دیکھ کر کچھ لوگ امام یوسفؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم نے کیوں ناحق ایسے شخص کو مروایا ہے۔ امام یوسفؒ نے اپنی سیاہی کی دوات کو الٹ دیا۔ دوات سے سیاہی کا قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے نقش اللہ بنتا تھا امام مذکور نے فرمایا کہ ہم بھی حق پر ہیں۔“
 یہ بات سن کر حضرت قطبی پر جوش عشق کا غلبہ زیادہ ہوا۔ ”سبحان اللہ دوات کی سیاہی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ منصور حلاج کو نہ مارا جانا چاہئے تھا کیونکہ سیاہی جو جمادات سے ہے اگر حق کی خبر دے سکتی ہے، تو انسان سے (جو کہ خلاصہ موجودات اور بنیان الرب ہے حق کا ظاہر ہونا کون سی عجیب بات ہے۔ شیخ عبدالصمد اپنے وقت کے درویش تھے حضرت قطبی کے سامنے مجبور اور حیرت زدہ رہ گئے۔ سبحان اللہ کیا اسرار الہی بے بیان فرمائے ہیں۔ ہاں عارف کا قلب بے کنار سمندر ہے۔

ممكن الوجود اور معدوم کا کوئی ذرہ بھی علام الغیوب کے
علم سے مخفی نہیں

لطیفہ نمبر ۷۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ان الساعة آتیة اکاد
خفیها" یعنی قیامت آنیوالی ہے قریب ہے کہ میں اسکو پوشیدہ رکھوں
تفسیر عمدی میں لکھا ہے ای اخفیها من نفسی فکیف اظہرھا
لکم (میں اسکو اپنی ذات سے چھپاتا ہوں تو تم کو کیسے ظاہر کر دوں گا)
ملک العلماء قاضی شہاب الدین جو نیپوری لکھتے ہیں "والا خفاء من
علام الغیوب محال عقلا" لکنہ وارد علی طریق المبالغۃ و ذکر
کاد مصلح "علام الغیوب سے پوشیدہ رکھنا ناممکن ہے لہذا یہ بالغہ
کے طور پر وارد ہے جس کے لئے اکاد کا لفظ ہے اور صاحب عمدہ لکھتے ہیں۔

والمودب بتعبد الوصول الی علیہا وقیل اکاد زائدۃ اسی لا اظہر
وقتھا لکم فانہا لا تجینکم الا یفتئ اس سے مقصود یہ ہے کہ قیامت
کے علم کو حاصل کرنا بہت دور ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ اکاد کا لفظ زائد ہے۔
یعنی میں اس کا وقت ظاہر نہیں کرتا پس وہ اچانک آئیگی۔

اور صاحب مدارک لکھتے ہیں ای استرھا عن العباد فلا اقول

ہی اتیة لا رادنی اخفائہا ولولا ما فی الاخبار بانہا مع معبۃ
وقتہا من الحکمة و احولہما اذ الم لعلو امتی تقوم کالوا علی و جل
منہا فی کل وقت لما خبرت بہ " میں قیامت کو بندوں سے پوشیدہ

رکھتا ہوں۔ پس میں نہیں کہتا کہ آئیگی کیونکہ میرا ارادہ اسکو پوشیدہ رکھنے کا ہے اور اگر اسکے اچانک آنے کی خبر دیتے میں یہ حکمت نہ ہوتی کہ لوگ اس کی آمد سے خوف کریں تو میں اسکی خبر کبھی نہ دیتا۔

ایک روز حضرت قطبی شورش عشق دستی و سکر کی حالت میں اسرار بیان کرنے لگے اور اسکی مشکل کو حل فرمایا۔ یہ فیقر حقیر کن الدین حاضر تھا۔ حضرت قطبی کے بیان کو یاد کر لیا اور ضبط تحریر میں لایا۔ یعنی یہ کہ ممکن الوجود اور معدوم کا کوئی ذرہ بھی علام الغیوب کے علم سے مخفی نہیں ہے اسلئے کہ اس کا اخفاء علام الغیوب کی ذات سے محال ہے اور جو کچھ کہ علام الغیوب کے علم میں ہے اسکے وجود خارجی کی حیثیت دریافت کر لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں اسلئے اسلئے کہ وہ وجود سے نزدیک ہے۔ اور جو کچھ معلوم علام الغیوب نہیں اس کی دریافت محض ناممکن اور غیر حقیقی ہے کیونکہ اس کا وجود مقام ذات ہے اور وہ شریک باری ہے اور اس کا وجود الوہیت کے منافی ہے پس قیامت کا اخفاء جو کہ ممکنات سے ہے اور منافی الوہیت بھی نہیں ہے۔ علم علام الغیوب پر کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے۔

جواب میں فرمایا "قیامت کے دن ہر خاص و عام کی پردہ درری ہوگی اور تباری کا تقاضہ پردہ درری کرنا نہیں ہے اسلئے انصاف ہے کہ قیامت علم علام الغیوب سے مخفی ہو اور علم حق میں نہ ہو تا کہ وجود پذیر ہو کر پردہ درری کا باعث نہ بنے۔ اسی بناء پر فرمایا گیا ہے اکادُ اخفیہا من نفسی یعنی یہ بات

قرین قیاس ہے کہ پردہ داری کی جائے اور قیامت علم علام الغیوب سے
 وراہ عدم حقیقی میں ہوتا کہ پردہ درسی نہ ہو اور عمل ستاری جاری رہے لیکن
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ انَ الشِّرْكَ بِهِ (اللہ شرک کرنے والوں کو معاف
 نہیں کرتا) کے تحت قیامت علم علام الغیوب میں آئی ہے اور علم حق سے مخفی
 نہیں رہتی اور کافر و مشرک کو اپنے اعمال کی جزا ملے گی۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ“
 اللہ“ قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے
 والا ایک شخص بھی نہ رہے اور تمام عالم کفر میں لپٹ جائے اس وقت
 کافروں کو ان کے اعمال کا بدلہ چکانے کیلئے قیامت ہو لیکن امید ہے کہ گنہگار
 لوگ یغفر مادون ذلک کے حکم کے تحت بخش دیئے جائیں اور انشاء اللہ
 ان کی کوئی پردہ درسی نہ ہو۔ ان سب باتوں واسع المغفرۃ تیرا رب بڑا معاف
 کرنے والا ہے) میں یہ مضمر ہے کہ اسکی رحمت اسکے غضب سے وسیع تر ہے۔

میرے عزیز! اس مغفرت میں ایک نکتہ رحمت ہے۔ اس کو سمجھ لے
 کہ قرآن میں جہاں عاصیوں پر عذاب کے آیات اور نصوص وارد ہوئی ہیں
 جیسے لے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى
 أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ
 هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ط ” یعنی اے محمد میرے ان بندوں سے جنہوں نے

گناہوں میں زیادتی کی ہے اور ان کے ارتکاب میں حد سے گزر گئے، کہہ دیجئے

لے وہ آیات قرآنی جنکے معنی ظاہر اور صاف صاف ہوں

کہ وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اسکی بخشش کے امیدوار ہیں
کیونکہ وہ تمام گناہوں اور خطاؤں کو بخشنے والا ہے

اے بدر ماندگی پناہ ہمہ رحمت تست عذر خواہ ہمہ
قطرہ آب رحمت تو بے است شستین نامہ سیاہ ہمہ

وہی خوبی خطاؤں اور گناہوں کا بخشنے والا ہے وہی بخشنے کا اس لئے
کہ اس آیت رحمت میں کل گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ایک عظیم امید کا
باعث ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مینری اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "اے
برادر وہ اپنے خطاب میں یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا فرماتا ہے۔ الذی
اطاعوْیَا الَّذِیْ تَابُوْا انہیں کہتا ہے بشارت و اشارہ کل گنہگاروں کے
لئے اسلئے کہ اس کی رحمت کے دریا کی کوئی انتہا نہیں ہے اگر اول سے آخر
تک کل گناہوں کو بھی اسکی دریائے رحمت میں ڈال دیں تو وہ بالکل تیار
نہ ہو اور اس کے سمندر کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر اول سے آخر تک کل گنہگاروں
کیلئے بخش دے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَجَاوِزْ عَنْ سِیِّئَاتِهِمْ یعنی عاصیوں کے
گناہوں سے بخشش کا وعدہ بڑھا ہوا ہے۔ وعدہ خلافی کو اللہ تعالیٰ اسے
منسوب کرنا بالاتفاق ہرگز روا نہیں ہے۔ بعضوں نے وعدہ عذاب کی
خلاف ورزی کے بارے میں کہا ہے "یعنی اللہ اگر چاہے تو عذاب سے

درگذر کرے، اس لئے معلوم ہوا کہ بابِ رحمت و مغفرت قوی ہے اور گنہگاروں کیلئے زبردست امید کا باعث ہے تو یہ ہے کہ دریائے مغفرت کل عاصیوں کو اپنے حصار میں لے لیگا۔ بابِ عفو و رحمت کل گنہگاروں کے گناہوں کو دھو کر لطیف و پاک بنا کر جنت میں داخل کرے گا اور اللہ کے دیدار کا مستحق بنا دے گا۔ مشنوی سے

گو گناہِ اولیں و آخرین بیش باشد ز آسمان و ازمین
بر حاشی باطش آگاہ محو گرد جملہ در یک جائی گاہ

و هذا من باب الرجا، الكامل الواثق لا من باب القطع والیقین (اور یہ اُمید کامل و وثاق کی صورت میں ہے۔ بے یقینی کی کیفیت میں نہیں) تاکہ تو غلطی میں نہ پڑے اور عقیدہ باطل دل میں پیدا نہ ہو۔ محض مطمئن نہ ہو جائے کیونکہ مذہب میں گناہ و عذاب کا حکم مشیتِ الہی پر موقوف ہے اور بعض آیات بالاتفاق مطلق مشیتِ الہی پر مقید بتائی جاتی ہیں وعدہ خلافی عذاب جو کہ مشیتِ خداوندی سے ہے ممکن نہیں۔ اسلئے محض مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے اور بیم و رجاء سے آزاد نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ دونوں ایمان کے دو زبردست بازو ہیں کہ جنکی قوت سے روحانی پرواز میں مدد ملتی ہے اور سالک انکی بذلت بلند درجات اور اعلیٰ مقامات تک رسائی پاتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ خوف گناہ سے محفوظ رکھتا ہے اور امید طاعت پر قائم رکھتی ہے۔

کون ہے وہ خوش بخت جسے یہ سعادت میسر آئے اور بطین مادر ہی

سے میسر ہو۔

وحدت الوجود پر حضرت قطبی کی تصنیف نور المعانی

کا نسخہ ما اور اسپیکر بحث

لطیفہ نمبر ۱۔ میاں سیدی احمد دانشمند جن کا شمار صاحبِ است
علماء میں ہوتا ہے۔ ایک روز عہد سلطان سکندر لودھی میں شاہ آباد
بغرض ملاقات حضرت قطبی تشریف لائے۔ حضرت قطبی نے اپنی تصنیف
”نور المعانی کا نسخہ جو قصیدہ امالی کی شرح ہے ان کو پیش کیا۔ کتاب کا دیباچہ

ذکر وحدت الوجود پر مشتمل سید احمد کیلئے یہ بات سخت پریشانی کا موجب
ہوئی وہ علماء و ظاہریوں سے تھے اور وجود کے قائل تھے۔ الغرض اس ضمن
میں بحث نے طوالت پکڑ لی۔ سید احمد کہتے تھے ”افسوس ہے اگر میرا اسباب
آگے نہ جا چکا ہوتا تو چند روز بعد حضرت شیخ کے حضور گزارتا اور یہ بحث انجام
پذیر ہوتی۔ آخر نصرت لے کر روانہ ہوئے۔

مدت دراز کے بعد مشیت الہی سے ان کی ملاقات دوبارہ حضرت

قطبی سے قلعہ آگرہ میں ہوئی اور چند ماہ کیجا گذرے ہر روز یہی بحث جاری
رہتی تھی اور طرفین کے دلائل ختم نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ سیدی احمد نے
مولانا حسام الدین دانشمند تفتی و زاہد کے اس خواب کو دلیل میں پیش کیا جس
مولانا حسام الدین نے دیکھا تھا کہ روئے مبارک حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ

علیہ وسلم قبلہ سے پھرا ہوا ہے اور وہ اس کو قبلہ رو کر رہے ہیں۔ مولانا مذکور
 بیدار ہو کر بہت حیران ہوئے کہ یہ خواب کیسا ہے۔ عاقبتہ الامر خواب کی تعبیر
 یوں ظاہر ہوئی کہ ایک کامل درویش جو ایک وجود کا قائل تھا، کی ملاقات
 مولانا مذکور سے ہوئی اور ان دونوں میں اس امر پر مباحثہ ہوا، مولانا حام الدین
 نے اس کو اپنا نقطہ نظر سمجھا دیا اور اس کو ایک وجودی کے عقیدہ سے تاب
 کرادیا اور دو وجود کا قائل کر دیا۔ اللہم عاننا من الشر والجلی والحفی
 حضرت قطبی فرماتے تھے کہ اگر مولانا حام الدین کی اس فیر سے ملاقات
 ہو جائے تو میں ان کو عارف موجد بنا دوں اور شرک کی دوئی سے نکال کر
 توحید کی یگانگت سے بہرہ ور کر دوں۔ اور اسی طرح سیدی احمد کہتے تھے۔
 ”یا حضرت شیخ اللہ کیلئے اس عقیدہ سے باز آجائیے کیونکہ اس میں
 دین تلف ہوتا ہے اور احکام دین و آخرت کی نفی ہوتی ہے۔“

جواباً حضرت قطبی فرماتے تھے۔ واللہ تم دو وجود کا عقیدہ ترک کر دو۔
 کیونکہ اس کی وجہ سے عرفان حقیقی سے نامرادی یقینی ہے جبکہ انسان
 اور وہ عالم کا ظہور ہے ہی تحصیل عرفان کیلئے۔

جب اس بحث میں پانچ ماہ کی مدت صرف ہو گئی اللہ کے فضل و
 کرم سے سیدی احمد نے عقیدہ ایک وجودی کا اعتراف کر لیا اور اس
 وقت فرمایا ”سبحان اللہ اگر ایسا عارف کامل نہ ہو تو.....“

گمراہی و تاریکی کی تمیز نہ ہوا کے بعد سیدی احمد نے مشائخ کے حالات

مقامات و مقالات اور عوارف المعارف کی مشکلات پیش کیں حضرت قطبی ان کو حل فرماتے تھے اور سید احمد شیخ المشائخ شیخ احمد سب سے کہتے تھے ہیں قطب العالم عربیوں کی تعلیم دے رہے ہیں اسکے عوض تم ہم سے تلویح پڑھ لو۔ اسکے بعد سیدی احمد اور میرے بڑے بھائی شیخ حمید اور یوسف اور بڑے بھائی شیخ احمد نے عوارف کی شرح کے لئے مسائل تیار کئے جو حضرت قطبی نے قبول فرما کر عوارف کی شرح تصنیف فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک

شیخ محی الدین ابن عربی سے نقل کرتے ہیں کہ دوزخ میں سے کوئی عذاب نہیں

لطیفہ نمبر ۲۷۔ ایک دن قاضی عبدالغفور دانشمند عرف بھولا کی حضرت قطبی سے ملاقات ہوئی کہنے لگے ہمیں اپنے زمانہ میں کوئی دانشمند درویش نہیں ملا ہے اور اس زمانہ میں زیادہ تر درویش جاہل ہیں ان کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ جب کوئی علم معرفت کی دشواری کا حل ان سے دریافت کرتا ہوں تو وہ میری بات ہی نہیں سمجھ سکتے اور اطمینان بخش جواب نہیں دے سکتے اب آپ درویش کامل سے ہیں میری مشکل کو حل فرمائیے۔ حضرت قطبی نے اظہار عاجزی و انکاری کیا قاضی بھولانے کہا۔

تہا نصو شیخ محی الدین ابن عربی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ دوزخ میں

کوئی عذاب نہیں ہے اور یہ بات بظاہر واضح طور پر نص قطعی کے خلاف ہے۔ فرمائیے اس سے کیا مراد ہے۔“

حضرت قطبی نے فرمایا ”اس بات کو سمجھنے کیلئے خلوت درکار ہے جبکہ اس مجلس میں عام و خاص سب ہی موجود ہیں کوئی کیا سے کیا سمجھے“

قاضی بھوللا اس مشکل کے حل کیلئے بہت مضطرب تھے انھیں تاخیر کی برداشت نہ تھی۔ کہنے لگے ”خلق کیا سمجھے گی اور پھر آپ ہمیں کہاں ملیں گے“

حضرت قطبی نے موقع کی نزاکت کے پیش نظر فرمایا ”عذاب کا لفظ لغت عربی میں عذوبہ (شیرینی یا مٹھاس سے بھی مشتق ہے اس لئے اگر کوئی اسکے معنی لغات عربی سے لے تو کیا مضائقہ ہے۔“

قاضی بھوللانے علمی بحث شروع کر دی

حضرت قطبی نے فرمایا ”ان کی اس بات کا انحصار ایک سری بات پر ہے۔“ قاضی نے دریافت کیا وہ کیا ہے؟

فرمایا ”حدیث میں ہے کہ مومن نور جمال سے ہیں اور کافر نور جلال سے اسلئے جمال عبادت ہے جنت اور اہل جنت سے اور جلال کا مقصد دوزخ اور اہل دوزخ، زیر جلال ہیں اور کل شئی یرانی اصلہ کے بمصداق آتیش کیڑے کو آگ سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے اور گندگی کے کرم کو بدبو سے کیا ناگواری ہو سکتی ہے۔“

قاضی بھولانے پھر علمی بحث شروع کر دی۔ حضرت قطبی نے پھر فرمایا۔ ”اس بات کا انحصار بھی ایک دوسری بات پر ہے۔

قاضی نے پوچھا وہ کیا؟

حضرت قطبی نے فرمایا ”عارف محقق ایک وجود کا قائل ہے اور وہ ہے وحدت و حقیقت کا عالم۔ اس میں تعداد اور کثرت بالکل نہیں ہے جبکہ عذاب و ثواب، راحت و صحت عالم کثرت و مجاز میں ہے نہ کہ عالم وحدت و عالم حقیقت میں، پس عارف کی نظریں امر حقیقت باعتبار وحدت ہے اس کی نظر سے جنت و دوزخ اٹھ جاتی ہے اور تکلیف و عذاب کا شور باقی نہیں رہتا۔“

اسکے بعد قاضی بھولانے حضرت قطبی کی تسبیح اور جامعہ بغلی کو اٹھا کر سامنے رکھ دیا اور کہا ”یہ چیزیں محسوس کی جاسکتی ہیں ان کے وجود کے محسوس نہ کئے جانے سے انکار احساس لازم آتا ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔“

حضرت قطبی نے فرمایا ”اگر ان چیزوں کا احساس وہ اعتبار سے ہو یعنی ایک اعتبار سے موجود اور باعتبار دیگر معدوم تو آخر ہم کیوں اعتبار ثانی اسکو معدوم نہ کہیں؟

پھر بحث طویل ہو گئی۔ آخر کار حضرت قطبی نے فرمایا کہ دانشمندوں کے مباحث کی کوئی حد نہیں ہے۔ تم تو ہم سے دلیل اور حجت طلب کرو۔

قاضی بھولانے کہا۔ ”خوب تو جت اور دلیل ہی دیجیے۔“

حضرت قطبی نے فرمایا ”انفراد ذاتی وجود خداے تعالیٰ کی قدیم و ازلی صفت ہے کما قیل کان اللہ ولم یکن معہ شیء (جیسے کہ کہا گیا ہے اللہ وہ ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات میں تغیر و تبدل واہمیں ہے“ فہوالان کما کان وکما کان الان (اس وقت بھی وہ ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے) اگر غیر کا وجود اور ذات ثانی ثابت ہو جائے تو حق تعالیٰ کی ذاتی انفرادیت میں تغیر و تبدل لازم آتا ہے وذلک لایجوز (اور یہ بے جواز ہے) اس مقدمہ سے قاضی بھولا حیرائی میں پڑ گئے کہنے لگے اس ضمن میں کتب بینی ضروری ہے۔

حضرت قطبی نے فرمایا ”سمجھا رہو۔ کتب بینی ضرور کرو“ اس کے بعد دونوں اٹھ گئے۔

اب یہ فقیر اس کی وضاحت اور اس کا جواب تحریر کرتا ہے کمال ہوش سے سنو اور انصاف کرو۔ فان قبل قد تقر فی العلم ان احدی صفات اللہ تعالیٰ التفرذ ذاتی وھو تنزہ عن وجود الغیر کما قیل کان اللہ ولم یکن معہ شیء وھو سبجانہ و تعالیٰ الان متفرذ کما کان متفرذ الان لا یجوز التغیر فی ذاتہ و صفاتہ ولا شک ان وجود الموجودات و ظہور المکونات لم یکن

فی الازل وهو سبحانه تعالیٰ کان متفردا ونسرها عن وجود
 هذه الاشياء ثم لبعد و ثم ظهورهم کیف یستقیم له التفرد ذاتی
 وکیف یقال انه الآن کما کان وکما کان الآن قلت وبی الله
 التوفیق والعرفان لهما التفرد من وجود الغير صفة ذاتیه یقتضی
 ان یکون معه ذاتہ اخرى لافی الازل ولا فی الابد والذالک لانی
 معدوم ازلا وابدًا او اشر فیہ ان الوجود البحت عند الصوفیہ
 الموحدیہ هو عین الذات ولس الذات غیر الوجود البحت من حیث
 هو شئی واحد لیس له ثان لان غیره العدم محض وهو لیس
 بشئی فالوجود البحت من حیث هو هو لا یقبل العدم المحض
 من حیث هو هو یقبل الوجود لان الشئی لا یقبل نقیضه فالوجود
 موجود ازلا وابدًا او العدم معدوم ازلا وابدًا انشبت انه ما
 ما ظهر الا الوجود ونفسه لکن لما کان ظهوره متنوعا بحسب
 تنوعات صفاته یرى اغیارا کثیره۔

۱ یک عین متفق کہ جزا و زرہ نبود بیون گشت ظاہر ہمہ اغیار آمدہ

رباعی عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

۱ در کون و مکان نیست عیاں جز یک نور ظاہر شدہ آن نور با انواع ظهور
 حق نور و تنوع ظهورش عالم توحید ہیں است گر ہم وغرور
 نما وجد فی حد الوجود وجد بتجلیہ فی تنوعات صفاته لافی

في العدم والوجود تحت مراقبه احكام واشار نفى مرتبة الذات
 هو منفى وعن الغير ليس معه غيره ازلا وابداف فهو الآن كما
 كان الآن وفي مرتبة الصفات له تجليات مختلفة وظهورات
 المتنوعة نفى مرتبة العلم ظهور الاعيان الثابتة بحسب
 الشيون الذاتية وفي مرتبة العين ظهور الموجودات المتنوعة
 باقتضاء الاعيان الثابتة وما يرى من الحدث والتغير والتبدل
 كلها من مقتضى صفاتها في فالعالم ولم يجذب هذه الصفة
 يلزم التغير في اقتضاء صفاته وذا غير جائز ولكل من الاسماء
 والصفات ولا فمن الصفات يقتضى ان يكون الشيون الذاتية
 مندرج في الذات ازلا وابداف ومنها يقتضى ان يكون الاعيان
 الثابتة ازلا وابداف ومنها يقتضى ان يكون الاعيان الثابتة في
 العلم ثنائية ازلا وابداف ومنها يقتضى ان يكون المكونات
 في الكون حادثه فثبت ان ذاتها وصفاته مع اقتضاءها
 الآن كما كان وكما كان الآن فسمكان من لا يتغير بذاته
 ولا في صفاته ولا في صفاته ولا في اسمائها بحدوث
 الاكوان لان حدوثهم وظهورهم باقتضاء صفاته فكيف
 يتغير المقتضى بالمقتضى بل يثبت ويقرر ذاتها وجودها و
 هو واحد ليس معه غيره ازلا وابداف فما ظهر وما ظهر في الكون

باقتضاء الصفات فهو بعينه باقتضاءها ثابت في العلم
 وما هو ثابت في العلم وما هو ثابت في العلم فهو بعينه با
 قتناها مندرج في الدنيا والذات واحد ان لا وابدًا
 ليس معد غير الآن كما كان وكما كان الآن وهو بحسب
 صفاته بتجلی فی مراتب ظهوره والصفات مع اقتضا ایض
 الآن كما كان الآن فاین التغير وكيف التبدل فاعرف حق
 العرفان لا اله الا هو فهل انت منتهون یعنی اگر یہ کہا جائے کہ
 علم لدنی سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت تفرّد
 ذاتی ہے اور تفرّد ذاتی کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ وجود غیر سے منزہ ہے کہ کہا جائے
 اللہ ہی تھا اور اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی اور یہ اللہ منفرد ہے ایسا
 جیسا کہ ماضی میں منفرد تھا اسلئے کہ تغیر اللہ کی ذات و صفات میں جائز
 نہیں اور اس بات میں شک نہیں کہ وجود موجودات اور ظہور کائنات
 ازل میں نہیں تھا۔ سبحانہ تعالیٰ منفرد اور منزہ تھا۔ ان اشیاء کے وجود
 سے تو ان اشیاء کے ظہور و حدوث کے بعد اس کا تفرّد ذاتی کس طرح درست
 رہ سکتا ہے اور کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ
 تھا، میں جواباً کہتا ہوں اور اللہ کی توفیق اور اسکے عرفان سے میں یہ بات
 مانتا ہوں کہ اس کا تفرّد وجود غیر سے صفت ذاتیہ ہے وہ نہیں چاہتا کہ
 اسکی ذات کے ساتھ غیر کی ذات ازل یا ابد میں ہو۔ دوسری ذات معدوم

ازلاً اور ابداً۔ راز اس میں یہ ہے کہ وجود خالص صوفیہ موحید کے نزدیک وہ بعینہ ذات ہے اور نہیں ہے غیر ذات وجود خالص اس حیثیت سے کہ وہ ذات ذات ہے اور یہ شے واحد ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اس لئے کہ اس کا بغیر عدم ہے اور وہ چیز نہیں ہے۔ تو وجود خالص اس حیثیت سے کہ وہ وجود وجود ہے۔ عدم کو قبول نہیں کرتا اور عدم محض اس حیثیت سے کہ وہ عدم عدم ہے وجود کو قبول نہیں کرتا اسلئے کہ کوئی شے اپنے نقبض کو قبول نہیں کرتی تو وجود موجود ہے۔ ازلاً و ابداً اور عدم معدوم ہے ازلاً اور ابداً، تو ثابت ہوا کہ ظاہر نہیں ہوا مگر نفس وجود۔ لیکن جب ظہور ہوا انواع انواع باعتبار انواع انواع صفات کے تو اغیار زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ پس جو چیز معروض وجود میں آئی ہے تو وہ وجود کی حد میں تجلی سے انواع صفات میں آئی ہے اسلئے وہ چیز عدم میں نہ ہوگی اور موجود تکوینی احکام و آثار کے تحت ہے تو ہر مرتبہ ذات میں وہ منفرد عن الغیر ہے اسکے ساتھ کوئی دوسرا ازلاً و ابداً نہیں ہے تو وہ اب ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا اور مرتبہ صفات میں اسکے لئے تجلیات مختلفہ اور ظہورات متنوع ہیں تو مرتبہ علم میں اعیان ثابتہ باعتبار شیوان ذاتیہ کے لئے اور مرتبہ عین میں ظہور موجودات متنوع باعتبار اعیان ثابتہ (اعیان ثابتہ) ہے۔ کائنات میں جو حدوث تغیر و تبدل دیکھا جاتا ہے۔ سب کا سب متفقنائے صفات ہے۔ پس عالم کائنات اگر موجود نہ ہوتا تو اس صفت تغیر کے ساتھ لازم آتا تعینہ

اقتضائے صفات میں اور یہ ناجائز ہے۔ ہر ایک اسماء و صفات کی
 کئی قسمیں ہیں تو صفات میں سے بعض شیون ذاتیہ کماذات میں ازلا و
 وابداً مندرج ہونا چاہتی ہیں اور بعض کا تقاضا ہے کہ اعیان ثابتہ
 ازلا و ابداً ہوں اور بعض کائنات کا اپنے کون میں حادث ہونا چاہتی ہیں
 تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اپنے اقتضاؤں
 کے ساتھ اب بھی ویسی ہے جیسی کہ ماضی میں تھی تو پاک ہے وہ ذات جو
 کہ تغیر پذیر نہیں ہے نہ اپنی ذات میں نہ صفات میں اور اسماء میں بسبب
 حدوث کائنات۔ اسلئے کہ ان کے حدوث اور ظہور میں باقتضائے صفا
 کس طرح تغیر ہوگا۔ مقضی بسبب مقتضا کے۔ بلکہ یہ بات ثابت اور مقرر
 شدہ ہے اور اس کی ذات وجود خالص ہے اور وہ ایک ہے اور نہیں
 ہے اس کے ساتھ کوئی اور ازلا و ابداً۔ جو چیز اس کائنات میں باقتضائے
 صفات ثابت ہے علم میں۔ اور جو چیز ثابت ہے علم میں وہ بعینہ باقتضائے
 صفات مندرج ہے ذات میں۔ ذات یکتا ہے ازلا و ابداً اور اس کے
 ساتھ نہیں ہے کوئی اور جیسے کہ ماضی میں نہ تھا، اور وہ باعتبار صفات اپنے
 مراکز ظہور اور صفات میں باقتضائے صفات اب متجلی ہے جیسے کہ (پہلے)
 تھا۔ تو کہاں سے آیا تغیر اور کس طرح ہو سکتا ہے۔ منصور تبدیل۔ تو پہچان
 لو عرفان کے ساتھ حق لا الہ الا ہو فانہم منتھون
 آخیر اندرتق غائب نہاں بود ہاں ۔ در تو پیدا است ہمہ لیکن عن بن عرف است

مجمع کون رابقاون سبق محمدیم لصف ورقا بعد ورق
حقا کہ ندیدم و نہ خواندیم درو جز ذات حق و شیون ذات مطلق

نورِ باطنی

لطیفہ نمبر ۳۱۔ ابراہیم سفید بان (جولاہا) نے جو کہ حضرت قطبی کامرید تھا۔ اور درویش تھا رحلت کی حضرت قطبی نے خود اسکی نماز نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ "اس میت کا مرتبہ بلند نظر آتا ہے اسکے بعد مولانا ساء الدین ملتانی (جو کہ بظاہر بہت نیک عمل تھے) کا انتقال ہوا ان کے جنازہ کی نماز میں بھی حضرت قطبی شریک تھے ان کیلئے فرمایا "اس میت کا مرتبہ ابراہیم کے مرتبہ جیسا معلوم نہیں ہوتا۔"

اسکے بعد ابراہیم کو تعظیماً شیخ ابراہیم کے نام سے یاد کرنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطبی کو میتوں کے احوال کے بارہ میں بہت کچھ معلوم ہوتا تھا ویسے رازداری کا بہت اہتمام کرتے تھے اور کچھ ظاہر نہ کرتے تھے۔ حضرت قطبی نور باطن سے لوگوں کے احوال معلوم کر لیتے تھے لیکن بعض اوقات ضرورتاً کچھ ظاہر بھی کر دیتے تھے ورنہ بالعموم رازداری ہی سے کام لیتے تھے۔

ایک دفعہ دن میں نفلی نماز میں باواز بلند تلاوت کر رہے تھے۔

میرے بڑے بھائی شیخ حمید، شیخ احمد اور یہ فقیر تینوں موجود تھے۔ ہم لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یومیہ نوافل میں آواز بلند قرات مکروہ ہے۔ حضرت پیر دستگیر ایسا کیوں کر رہے ہیں سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ”ہم معذور ہیں اسوقت زبان ساتھ نہیں دیتی اسلئے مجبوراً آواز بلند قرات کرنا پڑی ہے“

وحد الوجود پر بحث کے دوران فرزند ان سے ناراضگی

لطیفہ نمبر ۴،، ایک روز بعد نماز فجر حضرت حاضرین کی ایک جلوس کی طرف متوجہ ہوئے اور سر کی کیفیت میں وحدت وجودی بیان فرمانے لگے۔ میرے بڑے بھائی شیخ حمید بر اور معظم شیخ احمد اور خود یہ فقیر بھی حاضر تھے۔ میرے دل میں یہ خیال دشوار معلوم ہوا۔ اسلئے ہم نے عرض کیا کہ مسئلہ وحدت وجودی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صریحاً بیان نہیں فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اسکی صراحت نہیں فرمائی نیز صاحب مذہب نے بھی مذہب کی بنیاد مسئلہ وحدت وجودی پر نہیں رکھی اور نہ ہی اس کو بیان کیا ہے۔ اسلئے اس مسئلے پر اعتقاد رکھنے میں اس امر کا احتمال ہے کہ اللہ کی پناہ کہیں آخرت میں خرابی کا باعث اور مواخذہ کا سبب نہ بنے۔

فرمایا ”صراحت اس لئے نہیں ہوئی ہے کہ اس زمانہ میں یہ مسئلہ محل نظر نہ تھا اور پوشیدہ تھا مگر اشارتاً اور دلائل سے بہت کچھ اس کو بیان بھی کیا گیا اور بعض جگہ واضح طور پر بھی مذکور ہے البتہ اسکو علماءِ ظاہرِ ظاہر شکوک سمجھتے ہیں اور نظرِ ظاہر اسکی تاویل کرتے ہیں ہاں مگر مسئلہ متبع تابعین کے زمانے میں ظہور پذیر ہوا تھا اور میری مدعی مجری ہو چکی تھی اس زمانہ میں اندازِ فکر خیر پر مبنی تھا۔ اس زمانہ میں کل مشائخ و مجتہد موجود تھے اور علماءِ ظاہر ان ہی سے رجوع کرتے تھے اسلئے ان کے قول و فعل پر بھی اعتماد ہونا چاہئے۔ اسیں شک نہیں کہ امام اعظم، امام شافعی، امام حنبلی، امام مالک، امام محمد اور امام یوسف کے دور میں اور دیگر ائمہ کے زمانے میں بھی ہر طرف مشائخ کبار اور متمدن و موحدان موجود تھے اور اس مسئلے پر تحریر و بیان سے سرگرم عمل تھے اگر یہ مسئلہ غلط یا دین کے خلاف ہوتا تو وہ ہرگز خاموش نہ رہتے اور یقیناً اسکے رد و انکار میں مشغول ہو جاتے ہیں کیونکہ حق کے معاملے میں شیطان آخرس ہی خاموش رہ سکتا ہے چنانچہ مسائل معتزلہ اور فلسفہ اور دوسرے گمراہی کے مسائل میں جو کہ اہلسنت والجماعت کے علاوہ بہتر فرقوں میں اور دوسرے طبقوں میں تھے انکے رد و انکار میں وہ مصروف ہو گئے تھے اور نہایت جدوجہد سے ان پر طول و وطویل مباحث بھی کئے تھے اسلئے جب ائمہ دین نے اسکے بیان میں سکوت اختیار کیا ہے اور رد و انکار میں مصروف نہیں ہوئے تو اس سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ مخالف دین نہیں ہے۔ محل بیان پر سکوت بیان کے مترادف ہے۔

اسی طرح اختلافی مسائل میں بعض کثرت وجود کے قائل ہیں اور یہ تمام علماء و ظاہرین اور بہت سے مشائخ و عباد و زہاد بھی اسی عقیدہ کے ہیں جبکہ بعض دوسرے وجود و وحدت کے قائل ہیں اور یہ موحدان و عارفان وجود حق ہیں یہ بھی علماء اکمل و مقتدایان دین اور مجتہدان وقت ہیں نیز اہل حق کا کشف بھی اسکو گواہی دیتا ہے اسلئے یہ مسئلہ اختلافی ہونیکے باعث نہ مخالف دین ہے نہ اسپر اعتقاد رکھنے سے آخرت کا کوئی نقصان متوقع ہے۔ ہماری غایت اس باب میں سر ربوبیت اور سخن حقیقت سے ہے جسکا اپنا ایک مقام ہے۔ بہر حال یہ ہر مرد اور ہر مرتبہ کے شایان شان نہیں ہے اسی لئے اقتضائے سر ربوبیت کو کفر کہا گیا ہے۔

لیکن مثل منصور حلاج دار کشی پر نعرہ انا الحق ہی حقیقت ہے۔ اے عزیز مسئلہ معذور اور ہے مسئلہ درست اور مسئلہ مسافر اور ہے مسئلہ مقیم اور بے عقل اور، کا اور ہے، ہوشمند و عاقل کے لئے اور۔ اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ مسئلہ شریعت ظاہر ہے اور مسئلہ طریقت و حقیقت اور ہے۔ کلمہ طیب لا معبود الا اللہ شریعت کے معنی میں ہے لا معبود الا اللہ طریقت کا مسئلہ ہے اور لا معبود الا اللہ مسئلہ حقیقت ہے۔

رباعی ۷ طعمہ کاں پاک یا ز اں رد ہند ہرگز ان کے نو نہالاں را دہند
 عاتلاں را شرع تکلیف آمد بے دلاراں عشق تشریف آمد
 اور جاننا چاہئے کہ محققین کا اس مسئلہ پر اختلاف ایک دوسرے

ہی اختلاف پر مبنی ہے، ایک فرقہ کے لوگ جو کثرت وجود کے قائل ہیں ذاتِ حق سبحانہ تعالیٰ کو (جو کہ واجب الوجود ہے) وجود سے ماوراء کہتے ہیں کیونکہ وہ ہماری عقل سے بالا ہے اور وجود کو اسکی ذات کی لازمی صحت پر محمول کرتے ہیں اور اس سے کسی وجود کو ازلاً وابداً منفصل نہیں گردانتے دوسرا فرقہ ان لوگوں کا ہے جو وحدت الوجود کے قائل ہیں اور ذاتِ حق تعالیٰ کو عین وجود مطلق سمجھتے ہیں کیونکہ موجودیت کا اعلیٰ ترین مرتبہ عین وجود مطلق ہے اور وہی واجب الوجود ہے۔ گویا فریقین سب اپنے اپنے اپنے دلائل و براہین پر قائم ہیں اور معرفت کا اپنا اپنا ایک معیار ہے۔ مختصر یہ کہ میرے بڑے بھائی شیخ حمید یہ فیقر اور معظم بھائی احمد ہم تینوں علم ظاہری سے بحث و مباحثہ پر اتر آئے اور بحث اتنی طویل ہوئی کہ فجر کے وقت سے ختم چاشت کا وقت ہو گیا اسکے بعد مجلس ختم ہوئی۔

حضرت قطبی کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ ان فرزندوں نے جو اس قدر بحث و مباحثہ کیا ہے شاید ان کے دل میں میں ابھی کمی ہے اور اسی لئے وحدت وجودی کے منکر ہیں۔

فرمایا ”ہم ان فرزندوں کے ساتھ نہیں رہیں گے ان کا دین و مشرب جدا اور ہمارا جدا ہے۔“

اور جوش حال میں اٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہو گئے کسی کو دم مارنے کی طاقت و مجال نہ تھی جب تقریباً نصف کو س سفر پیدل طے

کر چکے تو مجبوراً سواری کے لئے گھوڑا پیش کر دیا گیا۔ سوار ہو کر تھانیر کی جانب روانہ ہوئے اور فرمایا ”معلوم کرتے ہیں کہ شیخ جلال کا کیا مشرب و مذہب دین ہے اگر وہ بھی ہمارے مذہب پر نہ ہوئے تو ہم ان کو بھی چھوڑ دیں گے۔“

قصہ کوتاہ کہ قصبہ لکھنؤ قی عقب میں رہ گیا اور اس سے آگے نکل آئے کل صاحبزادے وابستگان اور قصبہ گنگوہ اور لکھنؤ کے لوگ حضرت کے پیچھے چل رہے تھے کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ اسکے بعد دریائے (جمنا) کے ملاحوں کو یہ پیغام بھجوایا گیا کہ اپنی کشتیوں کو گزرگاہ سے دور لے جائیں ”سوچا شاید اسی بہانے واپس آجائیں۔“

عاقبت الامیر شاہ اسلام داروغہ گنگوہ کو جو حضرت قطبی کا نہایت مخلص مرید تھا، خبر ہوئی اور وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ حضرت قطبی سپر بہت شفقت فرماتے تھے گستاخانہ وار آگے بڑھے اور حضرت قطبی کے گھوڑے کے پیر پکڑ لئے اور عرض کیا ”حضور کا گنگوہ چھوڑ کر جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ خبر جب ہالیوں بادشاہ کو پہنچے گی تو ان کو خیال ہوگا کہ مقامی داروغہ نے کوئی بے ادبی کی ہوگی اور حضرت کی دل شکستگی کا باعث ہوا ہوگا۔ اسپر بادشاہ سلامت مجھے مروادینگے۔ پھر جب بادشاہ سلامت ہی کو مجھے مروانا ہے تو اس سے تو بہتر ہے کہ میرے پیر و مرشد ہی مجھے مار ڈالیں۔“

حضرت قطب العالم کے جوش میں بھی کمی آگئی تھی۔ امیر شاہ اسلام نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور واپس لے آیا۔

ہم جملہ فرزند ہجو رکھہرے حضرت قطبی ہمارے پیچھے نماز بھی ادا نہ کرتے تھے فرماتے تھے کہ ”چونکہ ان کا دین و مشرب مختلف ہے اسلئے ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے“

یہ خبر شیخ جلال الدین تھانی سری کو بھی پہونچی وہ آئے اور چاہتے تھے کہ قدم بوسی کریں۔ حضرت قطبی نے ڈانٹ کر ممانعت کر دی اور فرمایا ”وہیں ٹھہرو اور بتاؤ کہ تمہارا دین و مشرب کیسا ہے؟“

شیخ جلال نے قرآن پاک کی وہ آیات تلاوت کیں جو ”وعدت“ پر اشارہ کرتی ہیں اور توحید کے بیان میں مشائخ کے قول سنائے اسپر حضرت قطبی نے خوش ہو کر شیخ جلال کو اپنی بغل میں لے لیا اور فوراً عشق میں توحید بیان کرنے لگے۔ میرے بھائی علی نے بھی توحید پر دو تین اشارے سنائے۔ عجب کیفیت ہوئی ہم تینوں بدستور ہجو کرتے۔

دو تین روز بعد ہم پر بھی شفقت و کرم فرمایا۔ احمد علی زک اس کے بعد بڑے بھائی شیخ احمد، شیخ حمید اور اس فقیہ نے توحید پر حتی الوسع رسالے لکھے۔

لطیفہ نمبر ۷۔ حضرت قطبی کی سکر وستی کی حالت میں کبھی کبھی زبان گنگ ہو جاتی تھی ہر چند کہ بات کرنا چاہتے تھے صحیح الفاظ زبان سے ادا نہ ہوتے تھے اور سر من عرف اللہ کل لسانہ کا بھید ظاہر ہو جاتا تھا پھر دوسری ہی ساعت زبان کھل جاتی تھی اس وقت آپ انوار و اسرار الہی اور معرفت کے نکات جو کلام ربانی میں درج ہیں اس کثرت سے بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء حیران رہ جاتے تھے اور سر من عرف اللہ طال لسانہ کا اظہار ہوتا تھا یہ دونوں حالتیں اکثر ہو جایا کرتی تھیں۔

ایک روز حضرت قطبی عالم مستی میں اسرار بیان کر رہے تھے قاضی فضل اللہ دانشمند اور عبد اللہ دانشمند کوئی بھی حاضر تھے ان کو بھی سجد سوز و عشق کی کیفیت پیدا ہوئی۔ جب وہ میاں بھورو کے بیٹے دلاور خاں کے پاس گئے تو انھوں نے بتایا کہ حضرت شیخ عبد القدوس عالم عشق میں کلام اللہ کی تفسیر بیان کر رہے تھے اور پوری مجلس پر وقت طاری ہو گئی تھی۔ دلاور خاں نے دریافت کیا ”کون سی تفسیر تھی“ انھوں نے جواب دیا ”کوئی خاص مقرر تفسیر تو نہ تھی جو کچھ وہ بیان کر رہے تھے کسی بھی تفسیر میں نہیں ہے اور نہ لبتک ہم نے سنی ہے نہ کہی سے سننے میں آئی ہے۔“

سبحان اللہ زہے کمال و عرفان مرد خدا اللہمّ ادرتنا ذلک

و جمیع الطالبین۔ ایک دن اور ان پر سوز و عشق کی حالت طاری
تھی زبان بند تھی اور بات نہ کی جاتی تھی ایک عالم موجود تھے ان کو
گمان ہوا کہ ان کو کوئی خاص مرض ہے۔ پوچھا "یا حضرت شیخ آپ کو
کیا مرض ہے۔ جواب دیا بابا دو مرض ہیں یضیق صدری اور لا ینطق
لسانی وہ حیرت میں رہ گئے۔

سبحان اللہ اللہ کے بندوں کی حالت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا۔ اولیاء ایک ایسی قبایس مستور ہیں کہ انھیں کوئی نہیں پہچانتا۔

مولانا شعیب کی مسجد میں آمد

لطیفہ نمبر ۶۔ ایک روز شہر دلی میں اس فقیہ نے عرض کیا کہ "مولانا
شعیب عالم خوش الحان ہیں اپنی مسجد میں تفسیر کلام اللہ بیان کرتے
ہیں وہاں حفاظ کا اجتماع بھی ہوتا ہے اگر حضور پسند فرمائیں تو
تشریف لے چلیں اور شرکت فرمائیں۔
فرمایا۔ "خوب رہے گا"

بعد اوائے نماز جمعہ وہاں حاضر ہوئے۔ مولانا شعیب منبر پر تفسیر
بیان کرنے میں مصروف تھے ان کی آواز سنتے ہی حضرت قطبی پر عجیب

کیفیت طاری ہو گئی۔ مستیِ عشق اور سکرِ معرفت میں بخود ہو کر اسرارِ الہی بیان کرنے لگے۔

مولانا شعیب خاموش ہو کر انتظار کرنے لگے کہ جب شیخ کو اس حال سے آفاقہ ہوگا اور وہ خاموش ہو جائیگا تو پھر تفسیر بیان کریگا ادھر حضرت شیخ پر اسقدر غلبہٴ عشق ہوگا کہ اس میں کوئی کمی معلوم نہ ہوتی تھی۔ آخر کار مولانا شعیب منبر سے نیچے اتر آئے۔ اسی حالت میں اس فقیہ نے حضرت قطبی کو سوار کر کر روانہ کیا۔

اس کے بعد نماز عصر کیلئے شیخ المشائخ شیخ نصیر الدین دانشمند درویش کی مسجد میں آئے وہاں پر انکے فرزند اور دوسرے درویش بھی موجود تھے۔ میرے استاد فتح اللہ پیر شیخ نصیر الدین جب حضرت قطبی کی بقیہ اری اور ان کی لرزہ بر اندامی کو دیکھا تو اس فقیہ سے دریافت کیا ”ان کو کیا مرض ہے اور اس مرض میں اور ایسی حالت میں کیوں گھر سے باہر آئے ہیں“ اس فقیہ نے عرض کیا ”یہ مرض نہیں ہے مولانا شعیب کی مسجد سے زخمِ عشق لگا ہے اور اسی کے سبب یہ حالت ہو گئی ہے۔“

تمام اہل مجلس حیران رہ گئے۔ اسکے بعد نماز عصر کیلئے وضو کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ عین غلبہٴ عشق میں بھی ادائے آداب وضو کو ملحوظ خاطر رکھا اسپر سب کو اور زیادہ حیرت ہوئی۔ کہنے لگے سبحان اللہ ایسی مستی کی حالت میں بھی احکامِ شریعت کی ایسی تعمیل نہ آج

تک دیکھی نہ سنی۔

اے عزیز اولیائے اکمل اپنے اوقات پر قادر ہوتے ہیں۔
لا یحول لہم الحال بل الحال یحول فیہم (یعنی حال ان پر
غالب نہیں ہوتے بلکہ وہ حال پر غالب ہوتے ہیں) مراد یہ ہے کہ حال
ان کی ذات میں جذب ہو جاتا ہے۔

صاحب مقام لوگ معرفتِ حق میں دنیا سے کتنے لا تعلق و بخیر
کیوں نہ ہو جائیں لیکن صحتِ عقل و دین پر قائم رہتے ہیں۔



عالمِ مستی میں شطیيات بھی کہہ جاتے تھے

لطیفہ نمبر ۱، حضرت قطبی دورانِ سمع و جد کی حالت میں کسی اور
ہی مقام پر ہوتے ہیں جس کا سمجھنا ہی محال ہے اور ظاہری حال
میں جو صورت ہوتی تھی اس کا بیان بھی ممکن نہیں ہے جس نے
یہ حالت دیکھی ہو اور بغور معائنہ کی ہو وہی کچھ جان سکتا ہے۔

کبھی کبھی عالمِ مستی میں شطیيات (کلمات غیر شرع) بھی ادا کر
جاتے تھے۔ ایک مرتبہ عالمِ مستی میں فرمایا ”میں عرش کو فرش پر
دے مارنا چاہتا ہوں“ اکثر حالتِ وجد میں فرمایا کرتے تھے ”ہم اپنے
خیمہ کو بہشت میں لے جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ“۔

ایک دن مستی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے "تاج شاہی
ہمارے بچوں کے سر پہ ہے۔"

ایک دن پھر بخود مستی کے عالم میں فرمایا۔ "یار و پرہ اٹھ گیا
ہے جبریلؑ کہتے ہیں کہ "فران حق مغفرت ہے۔" احمد اللہ علی ذلک

ایک روز مطرب در پرہ ملا رگاز ہے تھے حضرت قطبی عالم وجد میں
تھے۔ راگ مولانا جامی کے ان الفاظ میں گایا جا رہا تھا۔

جرا سرجن سیج ہاریا میں تھ لک سیج سنواریا

نماز عصر کا اول وقت تھا کہ حضرت قطبی وضو کی طرف متوجہ ہوئے چوکی
پر بیٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر باجماعت ادا کی۔ بعد نماز فراغت پھر وجد میں
مصروف ہو گئے پھر وجد کی حالت سے افاقہ ہونے پر فرمایا کہ عین کیفیت وجد
میں فران باری تعالیٰ ہوا تھا "مصلے پر آؤ"

سبحان اللہ! اللہ کے بندے اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں انکے درمیان
غیر نہیں ہوتا جو کچھ دیکھتے ہیں حق دیکھتے ہیں، جو کچھ کہتے ہیں جو کچھ سنتے ہیں
المصلیٰ یناجی ربہ مصلیٰ کا نا پھوسی کرتا ہے اپنے رب سے حقیقت
میں وہ حضور حق میں ہوتے ہیں۔

ایک دن اور دورانِ سمع وجد مستی کی حالت میں تھے فرمایا۔
"جو قوت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے مصروف تکلم
تھے ہم بھی حاضر تھے۔"

اسکے علاوہ سر کی حالت میں نہت اسرار بیان کرتے تھے، کبھی فرماتے ”میں نہیں کہتا میری زبان سے حق سبحانہ تعالیٰ کہتا ہے۔
 من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین (شجرہ سے آواز
 آئی اے موسیٰ میں تیرا رب العالمین ہوں)، اس دولت کا نشان ہے
 ایک روز بروز خود ارملستانی گوئے کے گانے سے بید کیفیت درو پیدا
 ہوئی۔ مستی میں سرشار ہو کر اس سے فرمایا ”واللہ ہم نے تجھے عرش دیا، کرسی
 دی، بہشت دی“

ایک روز میرے بھائی شیخ علی کوئی چیز پڑھ رہے تھے اسکو سن کر
 حضرت قطبی پر حال وارد ہوا۔ فرمایا ”آؤ“ اور پھر ان کو بغل میں لیکر نہرایا
 ”شاہ شاہانی“ الغرض اسی قسم کے کلمات و شطیحات اکثر اوقات عالم
 بیخودی میں حضرت قطبی کی زبان مبارک سے ادا ہوتے تھے۔ سبحان اللہ
 حالات و مقامات و مقالات مردانِ خدا کو مجز خدا تعالیٰ کوئی نہیں جانتا
 کیونکہ ان کی زبان سے وہ خود بولتا ہے اور وہ درمیان میں نہیں ہوتے
 بیشک اولیاء اللہ اس قبا میں ہیں جسے کوئی نہیں جانتا۔

گنگوہ کو کیوں چھوڑ آتے ہو آخر کار وہی مقام تو کام آئیوا لہے

لطیفہ نمبر ۷۰، پر گنگوہ کے ایک زمیندار ملک عثمان کورانی حضو
قطبی کے مرید خاص تھے ان کی آرزو تھی کہ اگر ایک بیرزادے ان کے وطن
(یعنی گنگوہ) میں قیام پذیر ہوں تو ان کے لئے سعادت و سرفرازی کا باعث
ہو۔ اس غرض سے چند مرتبہ انھوں نے بکوشش تمام حضرت قطبی سے اپنی
اس خواہش کا اظہار کیا۔

حضرت قطبی نے اس حقیر فقیر کن الدین کو رہائش کیلئے بھیج دیا۔ ملک
عثمان کورانی نے سرائے قصبہ گنگوہ میں مکان تعمیر کرائے اور بہت خدمت کی
مجھے اور میرے دوسرے بھائیوں کو گنگوہ میں قرار نہیں آتا تھا چند روز وہاں
قیام کرتے اور پھر واپس چلے جاتے۔

ایک دن حضرت قطبی نے نور باطن سے حقیقت حال دریافت کی اور
فرمایا ”گنگوہ کو کیوں چھوڑ آتے ہو آخر کار وہی مقام تو کام آنے والا ہے۔“
یعنی مستقل سکونت ہی وہاں ہوگی، اور ویسے ہی ہوا۔ حضرت قطبی نے
جو اس نقل مکانی کا ذکر کیا تھا اس کا قصہ آگے درج کیا جاتا ہے۔

وَسْرَانِ حَقِّ تَعَالٰی

لطیفہ نمبر ۹،۔ بندگی حضرت والدہ صاحبہ بھی ولی اللہ تھیں۔
روزانہ کلام اللہ کے دو سپاروں کی تلاوت ان کا وظیفہ تھا۔ مسائل شرعیہ
پر بھی کتب مطالعہ کئے ہوئے تھیں اور مطالعہ کرتی رہتی تھیں۔ اشراق
وچاشت و تہجد کی نمازوں میں سے کبھی کوئی نماز فوت نہ ہوتی تھی۔ وضو
کرنے کے وقت سے لیکر فرض و سنن اور نوافل کی ادائیگی تک کلام نہ
کرتی تھیں۔ صاحب کشف و شغل باطن تھیں۔ جو کچھ خواب میں دکھیتیں
کچھ عرصہ کے بعد ہی ظاہر ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد مصلے بیٹھی ہوئی تھیں کہ حجاب
نظر اٹھ گیا اور عین بیداری کی حالت میں منکشف ہوا کہ ایک آگ خراسان
کی طرف سے بڑھتی ہوئی آرہی تھی اور راہ میں خشک و تر ہر چیز کو جلائے دے
رہی ہے۔ علی الصبح یہ معاملہ اپنے سبب فرزندوں سے بیان کیا اور سنا لیا
کہ یہاں سے بھاگ چلنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ کوئی بلاناازل ہونیوالی ہے۔
آخر کار مغلوں کی آمد اور لوٹ مار شروع ہوئی۔ جب بھی محمدیابر بادشاہ
کی آمد کی خبر آتی تھی سبھی مخلوق ولایت راہ فرار اختیار کرتی تھی اور تباہ
ہوتی تھی۔ ہمارے لئے تو یہی قصبہ گنگوہہ بچنے اور قرار کی جگہ تھی۔ حضرت قطبی
کی بات پوری ہوئی اور پرگنہ دیپاں پورا جزا اور برباد ہوا بے شمار عالم

وصالح لوگ مارے گئے اور ذخیرہ کتب غارت ہو گیا۔ ہمارے پیر زادے شیخ محمد عارف کے صاحبزادے شیخ عبدالشکور موجود تھے انھوں نے حضرت قطبی سے کہا کہ ”آپ حق تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوں کہ حکم باری تعالیٰ کیسا ہے۔ علماء و صلحاء کا قتل ہو رہا ہے اور اسلامی ملک غارت ہو رہا ہے“

حضرت قطبی اپنے پیر زادہ کے کہنے کے بموجب متوجہ حق تعالیٰ ہوئے۔ ناگاہ فرمان حق تعالیٰ ہوا ”رنج و مصیبت تو انبیاء پر بھی آئی ہے تو بیچارہ کون ہے۔“ حضرت قطبی حیرت میں رہ گئے۔ تجلی قہر و جلال سبحانہ تعالیٰ عالم پر چمک رہی ہے اور سمجھ گئے کہ بموجب خطاب ربانی وہ بھی مصیبت میں گرفتار ہونگے اور بالآخر اسی طرح ظاہر ہوا جو آئندہ لطیفہ میں درج کیا جاتا ہے۔

ہم نے اپنے پیروں کی سنت اختیار کی ہے

لطیفہ نمبر ۷۰ محمد یار شاہ کا مقابلہ سلطان ابراہیم لودھی کے ساتھ پانی پت کے مقام پر ہوا۔ ملک میں پھگدڑ مچ گئی۔ کوئی جگہ عافیت کی نظر نہ آتی تھی۔ ملک پر ویرانی سی طاری ہو گئی۔ حضرت قطبی اپنے اہل خانہ اور وابستگان کے ہمراہ کتانہ تشریف لے گئے تاکہ افغان کے لشکر کے پس پشت رہیں اور جو بلا افغانوں کے لشکر پر آئے اس سے محفوظ رہیں اور ضرورت کے وقت بچ نکلنے کی گنجائش رہے۔ کتانہ میں دریا کے مشرق میں

ہمارا قیام تھا اور مغرب میں سلطان ابراہیم لودھی کا لشکر تھا۔

حضرت معروف شخصیت تھے اور آپ کے اکثر مرید و معتقد افغانی لشکر میں تھے اور بہتر من ملاقات حاضر ہو کرتے تھے۔ جب سلطان ابراہیم کو آپ کے قیام کی خبر ہوئی تو منت و ساجت کر کے آپ کو اپنے لشکر میں لے گیا حضرت قطبی نے فرمایا کہ ”اس دفعہ ہمیں خیریت معلوم نہیں ہوتی اور سلطان ابراہیم پانی پت کے میدان سے باہر نظر نہیں آتے۔“

مزید فرمایا ”سبل ہل خانہ اور مریدین یہاں سے روانہ ہو جائیں یہ فقیر اپنے بھائیوں اہل خانہ اور بچوں کو لیکر ہندوستان روانہ ہوا اور حضرت قطبی میرے بڑے بھائی حمید اور خادم سید اجے کے ہمراہ فرار شاہی کے بموجب لشکر ہی میں مقیم رہے۔ اس کے بعد حضرت قطبی نے شیخ حمید سے فرمایا۔ ”ہمارے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ بھی قید ہو گئے تھے۔ یہ ہمارے پیروں کی سنت ہے ہم نے اس کو اختیار کیا ہے اسلئے تم بھی یہاں سے چلے جاؤ۔“

شیخ حمید اور سید راجہ نے کہا ”جو کچھ حضرت نے اختیار کیا ہے ہم بھی وہی اختیار کرتے ہیں اب حضرت کو کہاں چھوڑ دیں۔“

جب سلطان اپنے لشکر کے ساتھ معرکہ جنگ کیلئے تیار ہوا اور بھی دونوں فوجوں میں مقابلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ حضرت قطبی نے شیخ حمید سے فرمایا ہمیں اپنے گھوڑے کے قدموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ابراہیم کی شکست مقدر ہے نکل چلنا چاہئے۔

کم و بیش ایک پہر نہیں گزرا تھا کہ سلطان ابراہیم کی شکست کی آواز بلند ہوئی۔ مختصر یہ کہ سلطان ابراہیم کو بروز جمعہ، رجب ۹۲۲ھ کو محمد بابر شاہ کے مقابلے میں شکست ہوئی۔

اسی اثناء میں فوج کے سوار پہنچ گئے۔ حضرت قطبی سے گھوڑے اور کپڑے لے لئے، میرے بڑے بھائی شیخ حمید اور سید راجہ کو قیدی بنا لیا۔ شیخ حمید کے گلے میں حضرت قطبی کی سیاہ دستار ڈال کر اس کو گھوڑے کے فزاک سے باندھ دیا۔ اس وقت حضرت قطبی نے فرمایا۔ تمہارے گلے میں پیروں کی دستار ہے۔ یہ تمہاری شفاعت کا باعث ہوگی۔ آخر ہوا بھی یہی کہ شیخ حمید اور سید راجہ کو پیروں کی توجہ اور دستار کی شفاعت سے نجات ملی۔ حضرت قطبی اور بیرزادہ کمال الدین پیدل روانہ ہوئے گو حضرت قطبی میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن اللہ کے فضل و کرم سے بہ آسانی میدان جنگ سے شہر دہلی پہنچ گئے۔

حق تعالیٰ کے فرمان ”انبیاء پر بھی مصائب نازل ہوئے ہیں تو توبہ کا یہ کون ہے۔“ کے بموجب جو کہ حضرت قطبی کو بطور الہام ملا تھا اس قدر تکلیف اور مصیبت نازل ہوئی۔ ماشاء اللہ کان و مالہم یشاء ولم یکن قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”البلاء مکرل علی الانبیاء ثم الادیاء ثم الامثل والامثل یعنی جو اللہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو اللہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا بلائیں آتی ہیں انبیاء پر بھی اولیاء پر بھی اور ان کے
 مثل اوروں پر بھی۔ ” کیا خوب فرمایا ہے ۷
 ہر بلا کیس قوم راحق دادہ است زیر آں گنج کرم بہادہ است

قطب الاقطاب کے منصب

لطیفہ منبر اہ۔ سلطان ابراہیم لودھی کے مغلوں سے شکست کھانے
 سے ایک برس پہلے حضرت قطبی نے اپنے اہل خانہ، مریدین و متقیین
 کے ساتھ گنگوہ آنے پر سکونت اختیار کر لی تھی۔ مشیتِ خدا سے سرائے
 گنگوہ میں سخت آگ لگی، آندھی بھی سخت تند تھی اور اس آگ میں
 آدمی تک جل گئے لوگوں کا متاع و اسباب بھی نذر آتش ہو گیا۔ حضرت
 قطبی کے ہاتھ میں جو تسبیح و رومال تھا وہ بھی جل گیا اور جسم کا لباس بھی
 البتہ آگ سے آپ کی ذات مبارک کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔

حضرت قطبی کو اس عظیم حادثہ کا بہت خیال تھا۔ اسی رات کو
 فرمانِ حق ہوا ” ایسے مصائب و حوادث کا مطلق خیال نہ کر۔ کیونکہ ہم نے
 تجھے مرتبہ قطبی عطا کیا ہے اور قطب الاقطاب کے منصب پر سرفراز کیا
 ہے۔ احمد اللہ علی ذلک

چند شطیحات

لطیفہ نمبر ۸۲۔ میر لوئس علی بیگ حضرت قطبی کی ملاقات کی غرض سے گنگوہ آئے۔ حضرت قطبی کی حالتِ مستی کے پیش نظر قانون (نام ساز) سنانے کی اجازت طلب کی، جب انھوں نے ساز بجایا تو حضرت قطبی کو بخود ملی و محویت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ کسی چیز کا شعور باقی نہ رہا۔

کچھ دیر بعد میر لوئس علی بیگ نے حضرت قطبی کے پاؤں چھوئے اور اٹھ کر چلے گئے، حضرت قطبی کو قطعاً خبر نہ ہوئی۔ اس وقت شیخ فرید طلبینی دانشمند تھانیری بھی موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت قطبی عالمِ مستی میں شطیحات (کلمات خلاف شرع) فرمانے لگے۔

ایک بار فرمایا ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم قابِ قوسین اور اونیٰ لیمک تشریف لے گئے اور واپس تشریف لے آئے مگر اللہ ہم نہ آتے۔“

کچھ وقفہ بعد وضاحت فرمائی ”محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عہدِ وار اور لشکر دار تھے واپس تشریف لائے اور میں جان باختہ و جہانِ تاختہ واپس نہ آتا“ عہدہ داری اور لشکر داری کا مطلب واضح ہے کہ عہدہ نبوت اور تبلیغ رسالت کل عالم کو اس کی دعوت دینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد تھا۔

ایک ساعت بعد پھر و فور مستی باطن سے مغلوب ہو کر فرمایا

”خداے تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم کہاں ہیں“ مزید ایک ساعت گزرنے پر فرمایا ”یہ بھی ہو سکتا ہے خداے تعالیٰ بھی نہ جانتا ہو“ بظاہر یہ بات شریعتِ مطہرہ کے خلاف تھی لیکن خدا کے بندے اپنی بات کو اپنے حال کی مطابقت سے خوب سمجھتے ہیں۔ کسی دوسرے کی کیا مجال کہ اپنی فکر و عقل سے اسکو سمجھ سکے۔ صاحبِ مقام مردوں کی بات صاحبِ مقام مرد ہی جانتے ہیں پرندوں کی بولی پرندے ہی سمجھتے ہیں۔ بیت

چوں ندیدی شبِ سلیمان را توجہ دانی کلامِ مرغان را

لیکن دُفعِ فاسد خیالی کی خاطر اپنی ہنم کے مطابق اس کی وضاحت کرتا ہوں توجہ سے سنو اور سمجھو کہ محققین کے فرمان کے بموجب مرتبہ علم سچانہ تعالیٰ مرتبہ اعیانِ ثابتہ ہے کیونکہ اعیانِ ثابتہ کا اظہار علم ہی کے ذریعہ سے ہے ورنہ شیوناتِ ذاتیہ جن کو حروفِ عالیہ بھی کہتے ہیں۔ وحدتِ ذات میں شامل اور مستور ہیں اور یہی مرتبہ اسماء ہے جبکہ مرتبہ اعیانِ ثابتہ اور علم سے بالاتر ہے۔ اسلئے جب درویش مرتبہ اعیانِ ثابتہ سے بلند ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ اسماء و شیوناتِ ذاتیہ میں غرق ہو جاتا ہے اس طرح وہ مرتبہ علم سے بلند ہو کر خود اسماءِ الہیہ سے ایک اسمِ الہی اور شانِ شیوناتِ ذاتیہ سے ایک شانِ ذات بن جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے کہ درویش درمیان میں نہیں رہتا۔ بلکہ کہنے اور سُنانے والی وہی ایک ذاتِ ہجاتی ہے اسلئے وہی اسمِ الہی اور شانِ ذاتی خود بخود اپنے مقام کی خبر دیتی ہے کہ

میرا مقام و مرتبہ علم سے برتر ہے یعنی "جسوقت ہم نزول کرتے ہیں اور اپنا عکس ڈالتے ہیں تو مرتبہ علم میں عین ثابۃ کی صورت ظاہر ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الفقر سواد الوجه فی الدارین یعنی فقر ہی دارین میں سرخروئی اور عظمت کا باعث ہے کیا ہے۔ یعنی فقر سرائے وجود کوئی بے وجود ہو کر اور سرائے وجود علمی میں اپنا اظہار نہ پا کر دونوں عالم سے پوشیدگی اختیار کر کے فناء الفناء کا بن جاتا ہے اور اذا تم الفقر فهو واللہ اور فقیر کامل ہو جائے پر اللہ ہو جاتا ہے کی صورت بن جاتا ہے۔ چوں فقر ز تو شد تمام خواجہ خدائی بکن بیت بندہ جائے رسید کہ خوشود بعد ازاں کار جز خدائی نیست سبحان اللہ۔ مردان خدا خدا نباشد لیکن ز خدا جدا نہ باشد رباعی۔ قطرہ بحر موج جو ہر چار بے شکے ز دایکے ست یکے در عالی طلبش کن! بیایکے ست یکے

سرودی ہمارا کیا کرے گی؛

لطیفہ نمبر ۸۲۔ موسم سرما کی ہوائیں چل رہی تھیں۔ برف گر رہی تھی حضرت قطبی کی وضو کی کرسی گھر کے صحن میں تھی ننگے سرو وضو کیا کرتے تھے سب عادت رات کو چند مرتبہ وضو کے لئے اٹھتے تھے ہمیں فکر ہوئی کہ

آپ کے سر مبارک پر برف پڑتی ہے اسلئے وضو کی کرسی کو سائے میں رکھنا بہتر ہوگا۔

حضرت نے فرمایا کہ ”ہمارے سر پر سردی کا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب ہم وضو کیلئے برہنہ سر کرسی پر بیٹھتے ہیں تو ہمارے سر سے گرمی خارج ہونے لگتی ہے اور سردی کا اثر نہیں ہوتا۔“

عمر کے آخری برس سردی کا زمانہ تھا۔ پائخانے میں باریک کیڑا پیہن کر جاتے تھے دیر لگ جاتی تھی اسلئے عرض کیا گیا کہ اگر حضور کا نہ بھر چھوٹی ٹسی چادر ڈال لیں تو بہتر ہوگا۔ ضعف کا غلبہ ہے اور سردی زیادہ ہے۔“

فرمایا ”سردی ہمارا کیا کرے گی؟

سبحان اللہ کیا باطنی حرارت رکھتے تھے اور کیا مقام تھا آپ کا کہ سردی کی خبر نہ ہوتی تھی اور نہ گرمی کی۔



بروز قیامت سات نفوس عرش کے سایہ میں ہوں گے

لطیفہ نمبر ۸۰ ایک دن اس فقیہ نے ایک عجب مشکل کے حل کیلئے عرض کیا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ سبعة یظلہم اللہ فی ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظللہ امام عادل و شباب نشاء فی عبادت اللہ

درجّل قلبہ معلق بالمسجد اذا اخرج منه حتى يعود اليه و
 درجلان تحاباني الله اجتماعي ذلك وتفرقا عليه ودرجّل
 دعتہ امرأۃ ذات جمال وحسبہ فقال انی اخاف الله ودرجّل
 بصدقۃ فاخفاها حتى لا یعلم شمالہ ما ینتطق یمینہ۔

یعنی سات آدمیوں پر اللہ سایہ فرمائیں گے اپنے عرش کے سائے
 میں اس روز سایہ نہیں ہوگا مگر اسی کا سایہ ہوگا۔ اول عادل بادشاہ
 دوسرا وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشوونما پائی ہو، اور
 وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہو جب بھی نکلے مسجد سے،
 یہاں تک کہ وہ مسجد کی طرف واپس لوٹ آئے اور وہ دو آدمی جو
 ایک دوسرے سے محبت فی اللہ رکھیں، اکٹھے ہوں اسی محبت پر
 اور الگ ہوں تو اسی محبت پر اور وہ آدمی جس کو دعوت دی ایک
 حسین اور حسب دار عورت نے اور اس نے جواب میں کہا کہ میں
 اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جو صدقہ چھپا کر دے یہاں تک کہ
 اسکے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ میں کیا آیا۔

یعنی معلوم ہوا کہ روز حشر آفتابِ خلافت کے سر پر ایک نیزے
 کی بلندی پر ہوگا اور عرش اسکے اوپر ہوگا اسلئے عرش کے سایہ کا ان سات
 نفوس پر پڑنا کیسے عقل میں آسکتا ہے۔ حضرت قطبی نے فوراً فرمایا
 ”ہاں حقیقت اس طرح ہے لیکن یہ سات نفوس عرش پر ہونگے۔“

ہرچند کہ ظاہری صورت میں خلّاق کے ساتھ حشر زمین پر ہوگا مگر ان کا مقام عرش ہے جیسے کہ فرشتہ ملکوتی ہے جب یہ زمین پر عالم ناسوت میں آتا ہے تو آثار و احکام ناسوت سے متاثر نہیں ہوتا اور اگر وہی فرشتہ ناسوتی آگ میں سے گذرے تو اسپر اس کا بالکل اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ملکوتی مخلوق ہے۔ اسی طرح یہ سات نفوس عرش پر ہونگے اور حشر کی گرمی ان پر بالکل اثر نہ کرے گی ان کے سایہ عرش میں ہونے کا یہی مطلب ہے۔

اسی طرح ہرچند کہ حضرت قطبی ہمارے درمیان ہوتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کا مرتبہ ناسوت نہ تھا اس لئے اس دنیا کے حالات کی انھیں بالکل خبر نہ رہتی تھی۔ سبحان اللہ کیا ہوتے تھے۔ کہاں ہوتے تھے فی مقصد صدق عند ملیک (اپنے مالک سے ملنے کی سچی مراد کو پہنچ گئے) مقام حق پا گئے۔ حق ہی کو دیکھتے اور حق ہی کو پاتے تھے۔ ان کے ساتھ اور ان کی ذات میں غیر حق کچھ نہ تھا۔

ہاں اولیائے تحت قبائیٰ او بعیرہم غیری



بندہ اوباش و بادشاہی کن

لطیفہ نمبر ۸۵۔ کمال اغوان پانی پتی جو کہ حضرت قطبی کا مخلص مرید تھا اور باطنی معاملات سے خوب بہرہ ور تھا۔ کہا کرتا تھا کہ ایک روز بلحدوں کی صحبت کی وجہ سے میرے عقیدہ میں خلل پڑ گیا اور یہ خیال پیدا ہو گیا کہ عذاب و دوزخ کا نام محض خوفزدہ کرنے کیلئے لیا گیا ہے ورنہ حقیقت میں دوزخ ہے ہی نہیں۔

حضرت قطبی نے کمال مذکور کو خواب میں دوزخ کو راستہ رہبیت اور سوزش میں جیسی کہ وہ ہے، دکھایا، اس کے بعد اس کا باطل عقیدہ ختم ہو گیا۔ پھر اسی کمال نے رسالہ ”جام جہاں نما“ جو کہ علم توحید میں ہے پڑھنا شروع کیا۔ اس رسالہ میں توحید کو دودائروں کی مثال سے بیان کیا گیا ہے جو شخص کامل عالم نہ ہو اسکو سمجھ نہیں سکتا اور اس کے پڑھنے سے دین میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

حضرت قطبی نے خواب میں کمال مذکور کو مذکورہ رسالہ پڑھنے سے منع کیا۔ لیکن اس نے تعمیل حکم نہ کی سمجھا کہ یہ تو پریشان خوابی ہے۔ ایک روز عین اس رسالہ کو پڑھتے ہوئے سو گیا دیکھا کہ حضرت قطبی اپنے خادم خاص شیخ جعفر کے ساتھ آئے ہیں اور فرماتے ہیں ہر چند کہ ہم اس کو منع کرتے ہیں لیکن کمال رسالہ پڑھنے سے باز نہیں آتا اس کے بعد کمال بلایا ہوا

اور خرمزہ ہو کر سالہ پڑھنا بند کر دیا۔

کمال کو جب کسی امر میں مشکل پیش آتی وہ حضرت قطبی کینڈمت میں پیش کر دیتا اسپر جو کچھ حضرت قطبی فرماتے وہی ظاہر ہوتا اور وہ اس دشواری سے آسانی سے چھٹکارا پالیتا۔

بیشک مرید مخلص پیروں کی پناہ میں ہوتے ہیں اور دنیا و آخرت کی دشواری سے امن میں رہتے ہیں نجات و فلاح پاتے ہیں۔ نعمت ہشت اور دیدار پروردگار سے مشرف ہوتے ہیں۔ بندہ ادب باش بادشاہی کن آں ادب باش ہرچہ خواہی کن

مردانِ خدا حق کے ساتھ ہیں

لطیفہ نمبر ۸۶۔ ایک سال زبردست برسات ہوئی اور گنگوہ کے بڑے تالاب کے پانی کے اخراج کی جگہ لکھنوتی کے عاملوں نے اسلئے بند کر دیا کہ اس سے ان کی کاشت کو نقصان پہونچا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تالاب کا پانی سرائے میں پلٹ آیا اور اس کی زیادتی سے سرائے کے مکان گر گئے۔ جتنا کہ لکھنوتی کے عاملوں کو پانی کا راستہ کھولنے کیلئے کہا گیا اتنا ہی انھوں نے اسے اور مضبوطی سے بند کر دیا اور اسپر جو کچھ ارمقرر کر دیا کہ جو کوئی اس بند کو کھولے

اسے پھانسی دیدی جائے۔ آخر سب عاجز آ گئے یہ معاملہ حضرت قطبی کے کانوں تک پہنچا۔ انھوں نے فرمایا۔ ”اگر پانی کا راستہ نہیں کھولتے تو ہم حق تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ آسمان سے پانی نہ برسے“ اللہ کے حکم سے بارش بند ہو گئی اور سرے کو پانی کے نقصان سے خلاصی ہوئی۔ دوسرے سال تک پانی کا راستہ بند رہا۔ موسم ہر سال آیا لیکن بارش کافی نہ ہوئی خلقت خدا تنگ آ گئی اور جمع ہو کر حضرت قطبی کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ بارش کیلئے دعا کر ایسے حضرت نے فرمایا ”پانی کے خارج ہونیکا راستہ کھول دیں بند کھولا گیا اور بند کھلتے ہی خوب بارش ہوئی“

میرے عزیز مردان خدا حق کے ساتھ میں وہ غیر حق نہیں ہیں وہ حق ہی سے کہتے ہیں اور حق ہی سے سنتے ہیں ان کی زبان پر سوائے حق کے کچھ نہیں ہے دین حق کی زبان ہیں۔ ان اللہ لا ینطق علی لسان غیۃ (یعنی وہ حق ہوتے ہیں غیر کی زبان سے بات نہیں کرتے) اس روحانی دولت کا نشان ہے اور من الشجرۃ ان یا موسیٰ انا اللہ رب العالمین و رخت سے آواز آئی اے موسیٰ میں تمہارا اللہ ہوں جہانوں کا پالنے والا، اسی حالت پر شاہد ہے۔

اسکے بعد دوسرے سال بھی بارش بڑھ گئی تو لکھنوتی کے

عاملوں نے بارش کے پانی کے راستہ کو دوبارہ بند کرنا چاہا۔
گنگوہ کے مغل عاملوں نے کہلا بھیجا "تم زمین پر بند باندھتے
ہو تو یہ بھی جان لو کہ یہاں ایسے بھی اللہ کے بندے موجود ہیں جو
آسمان پر بند باندھ دیتے ہیں۔"

یہ سن کر لکھنؤ کے عاملوں نے پھر پانی کے راستہ پر بند باندھا

جہاں ظلم ہوگا وہاں ہم نہیں رہیں گے۔

لطیفہ نمبر ۲۰۔ مغلوں کے عہد میں میر حسن کے عاملوں نے ظلم پر
مکر باندھ لی۔ فقراء اور ضعیف لوگ تنگ آ گئے۔ حضرت قطبی نے بہت
منت اور سفارش کی لیکن بیسود اسکے بعد فرمایا کہ "جہاں ظلم ہوگا
وہاں ہم نہیں رہیں گے" اور سوار ہوتے وقت فرمایا۔ "ظالموں کی
مقہوری کیلئے تکبیر پڑھتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر" اسکے بعد باہر آ گئے۔ مدت بعد معلوم ہوا کہ زخم کاری
لگا تھا خبر آئی کہ میر حسن علی منتقل ہو گیا ہے اور پرگنہ اس کی تحویل
سے لے لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے شیر مردوں کی زخم کاری سے محفوظ
رکھے اور اپنے فضل و کرم میں رکھے۔

توحید میں فانی وہ شخص ہے جو نہ درمیان ہو اور نہ میان درمیان

لطیفہ نمبر ۸۰۔ حضرت قطبی نے وفات سے تین برس قبل خاموشی اختیار کر لی تھی اور خلق کی طرف سے توجہ ہٹالی تھی۔ کسی سے کلام نہ کرتے تھے اور ہمیشہ عالم محویت میں رہتے تھے۔

ایک دن اس فقیر اور معظم بھائی احمد نے عرض کیا کہ ہمیں اس خاموشی کا سبب معلوم نہیں ہے۔ اگر حضرت قطبی اپنی خاموشی اور بے توجہی کا سبب بتا دیں تو ہمیں بھی اطمینان و خوشی حاصل ہو فرمایا "بابا میں نے اپنے دل کو ذکر حق سے بید کوٹا ہے اب میرا کل وجود دریاے ذکر ہو گیا ہے۔ بحر فنا ہر وقت موجزن ہے اور مجھے اپنی موجوں میں غرق کر لیتا ہے اور بعالم شہادت میرے سامنے سے ہٹا لیا جاتا ہے اور مجھے ایک دوسرے ہی عالم میں لے جاتے ہیں جہاں شہود حق پیش آتا ہے اور مجھے اس عالم میں واپس آنے نہیں دیا جاتا۔"

ایسی محویت و بیخودی کی حالت میں بھی دین کی صحت سلامتی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ وضو، نماز اور روزے کے آداب بھی حسب معمول قائم تھے اور محویت اس درجہ تھی اور ہر نماز کی وقت ان کو تباہ نہ پڑتا تھا کہ فلاں نماز کا وقت ہے اور رکعتوں کی تعداد کی اطلاع

بھی دی جاتی تھی۔

ایک روز کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں کانپ رہے تھے اور اس فقر نے سہارا دیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ پرچم کر کیوں کھڑا نہیں ہوا جاتا فرمایا "دریائے فنا کی موجیں ساعت ساعت آتی ہیں اور مجھے ہوش میں نہیں آنے دیتیں۔"

حضرت قطبی کی آخری چند سال میں جو کیفیت رہی وہ خود حضرت نے "نور الیقین" میں یوں بیان فرمائی ہے "توحید میں فانی وہ شخص ہے جو نہ درمیان ہے اور نہ میان درمیان جو نہ کسی سے تعلق و انس رکھتا ہے اور نہ کسی کے تشخص کا احساس، وہ کسی سے کسی کی تمیز نہیں کرتا اور نہ کوئی اسکے تشخص کو سمجھ سکتا ہے۔ شرع پر کمال درجہ استقامت اور عبادت و پرہیزگاری میں مداومت کے باعث حق سبحانہ تعالیٰ اس کو اپنی خودی میں جذب کر لیتے ہیں۔ وہ اتباع شریعت و اوراد و طریقت پر استقامت کے باعث حق کو پالیتا ہے ذاتی طور پر حق ہو جاتا ہے۔ اپنی ذات کی فنا سے باقی بحق اور عرفان مطلق ربانی بن جاتا ہے۔" سبحان اللہ کہاں بنتا ہے کس سے بنتا ہے اور کیا سے کیا بنتا ہے ۱ بندہ جلے رو دکھو شود بعد ازاں کار جز خدائی نیست

سبحان اللہ زہے کمال وزہے جمال
اولیائے تحت قبائے یحسٰ فہم غیری

حضرت قطبی نے خود ایک غزل اپنے حالات و کمالات میں طالبانِ حق کی حوصلہ افزائی کیلئے لکھی ہے۔ اس کا یہاں لکھنا مناسب ہے۔

غزل (تصنیف حضور قطبی)

اے طالبانِ بدانید اے طالبانِ بدانید	من عشقِ خود گزیدم اے طالبانِ بدانید
من خونِ خود بخوردم من جانِ تنِ بختم	من راہِ حقِ بختم اے طالبانِ بدانید
من رنجِ بادیدم من تعبِ کشیدم	من دردمندِ عشقم اے طالبانِ بدانید
من کارِ باکر دم من بارِ بارِ برفتم	در کوئے یارِ گشتم اے طالبانِ بدانید
من طشتِ خوئی بگردم من درِ دِل برفتم	من صدقِ حالِ گفتم اے طالبانِ بدانید
من طالبِ خدا ایم پروردِ خدا گدایم	من عاشقِ لقا تم اے طالبانِ بدانید
ما را خدا بساید دیگر مرا نشاید	من عاشقِ خدایم اے طالبانِ بدانید
من شیرِ عشقِ خوردم درِ طفلِ گاہ دارم	من عاشقِ اتم اے طالبانِ بدانید
من تیرِ عشقِ خوردم من جاںِ ہدفِ بکرم	من در امانِ عشقم اے طالبانِ بدانید
من دلِ بختی سپردم از خویشین برفتم	من سرِ حقِ رسیدم اے طالبانِ بدانید
من در حضورِ حقتم من در سرورِ حقتم	من ذوقِ حقِ چشیدم اے طالبانِ بدانید
من در فنا رسیدم سلطانِ ذکرِ دیدم	در محوِ غیرِ گشتم اے طالبانِ بدانید
سلطانِ ذکرِ مارا از من چو محوِ کردہ	من غیرِ حقِ ندیدم اے طالبانِ بدانید
از حرفِ درگذشتہ صورتِ جہاں ندیدم	در لی مع اشد و ستم اے طالبانِ بدانید

در رقص چوں در آیم طور دیگر نشایم حقا کہ حق نمایم اے طالبان بدانید
 حقا کہ حق بدائیم جز حق دیگر نخواہیم من عرق بحر شوقم اے طالبان بدانید
 من چہل سال پنجم ایں دیگیت ہویش من در ہوائے عشقم اے طالبان بدانید
 من روز و شب ندیدم جز پنج راہ جانان بادوست ہم نشینم اے طالبان بدانید
 پنجاہ و پنج عمرم مارا رسید کنوں من مست عشق حقم اے طالبان بدانید
 سرے گرفت مارا سربداں نہاوم در سربار گشتم اے طالبان بدانید
 من یار یار کروم من گر دیار رستم من بار بار گشتم اے طالبان بدانید
 من احمدی فقیرم من زلف یار گیرم
 من راز زار میرم اے طالبان ندانید

۱۴۳ھ میں ۵۴ روز تک مطلق کھانا نہیں کھایا

لطیفہ نمبر ۹۰۰۔ حضرت قطبی ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اس فقر کی یادداشت کے مطابق چالیس سال تک بجز ان پانچ ایام ممنوعہ کے جن میں دو دن عیدین کے اور تین دن بعد عید الاضحیٰ کے سال بھر میں شامل ہیں دن میں کبھی کچھ نہ کھایا۔ گاہے بگاہے کھانا کھانے کے وقت اسرار معرفت بیان کرتے تھے۔ کھانا کھانے کی مقدار کی مطلق خبر نہ رہتی تھی بہت کھالیتے تھے مگر سیری نہ ہوتی تھی۔ میرے دل میں اکثر یہ خیال آجاتا تھا کہ آج حضرت قطبی نے بہت کھایا ہے۔ حضرت قطبی اس خیال کو فوراً اس

طرح ظاہر کیا کرتے تھے۔ "دوست کہیں گے کہ شیخ بہت کھاتے ہیں۔"
اسکے بعد فرماتے ہیں، "ہمیں نہیں معلوم کہ ہم نے کیا کھایا اور کتنا کھایا ہے
اے دوستو سیری تو نہیں ہوتی ہے رک ہی جانا چاہئے اسکے بعد کھانے سے
ہاتھ کھینچ لیا کرتے تھے۔

کبھی کبھی چند روز تک ایسا بھی ہوتا تھا کہ صرف چند لقموں پر ہی
کفایت کیا کرتے تھے۔ ان ایام میں ترک التفات و تکلم بھی کرتے تھے۔
۱۳۷ھ میں پینتالیس روز تک مطلق کھانا نہیں کھایا تھا کھانے
کی بوتل بھی آپ کو نہ پہنچتی تھی تاہم نماز و عبادت پر حسب دستور قائم
رہے اور حیوانی قوت میں کوئی فرق نہ آیا۔

جب کھانا کھانے کیلئے عرض کیا جاتا تو فرماتے، "ہماری قوت کا قیام
کھانے پر منحصر نہیں ہے۔ تم بالکل فکر نہ کرو ہمارے لئے کھانا یا نہ کھانا برابر ہے
"دو تین بار فرمایا، "ہم بہشت میں گئے تھے وہاں کچھ کھایا تھا"

جب دریافت کیا گیا کہ وہاں کیا چیز کھائی تھی تو فرمایا، "دنیا میں اس
جیسی کوئی چیز نہیں ہے جو بتائی جا سکے۔"

ایک روز مذکورہ مدت کے دوران شیخ المصباح میرے بھائی شیخ
احمد نے بعد نماز مغرب حضرت قطبی سے کھانے کیلئے بہت اصرار کیا کہ مقام
"ابدیت عند ربی ہو طیعنی و یسئقین" میں رہتا ہوں اپنے رب کے
ساتھ وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے (کی کیفیت تو پیدا ہو گئی ہوگی۔

تاریخ اور سن وفات

لطیفہ نمبر ۹۔ ۱۲۹۴ھ جمادی الآخر کی پندرہ تاریخ کو دو شنبہ کے دن حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کا عرس تھا۔ اسی روز حضرت قطبی کو تپ لرزہ ہوا اور چار دن تک رہا۔ پانچویں روز جمعہ کی نماز کے وقت تک سوتے رہے اسکے بعد نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد دوبارہ بخار ہو گیا اور چار دن تک رہا اور بوقت چاشت اور بروز شنبہ تیس جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ کو اس دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت تک یہ کیفیت رہی کہ مرض الموت سے بھی عبادت میں فرق نہ آیا۔ باوجودیکہ بے خودی اور محویت حد درجہ تھی۔ شب میں ستر بار تجدید وضو کیا اور تحیت الوضو ادا کی۔ پائے مبارک سے جان نکل چکی تھی کہ وضو کرنے کیلئے اشارہ کیا۔ وضو کرنے کے بعد دو گانہ کی نیت باندھی اشاروں سے رکوع و سجود ادا کئے۔ اسی وقت بخودی کا غلبہ ہوا اور جاں سپرد حق کی دنیا تاریک ہو گئی بکلت السموات والارض (روئے زمین اور آسمان کی صورت پیدا ہوئی۔ راضی برضائے الہی اور صبر اس کی دی ہوئی مصیبت پر۔ سبحان اللہ ہے کمال کہ اس درجہ استغراق و محویت کے باوجود شرع و استقامت استقامت رہی اور حکم واعبد ربک

حٰثِیٰ یٰتٰی کَ الٰی قِیْنِ (اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ یقین آجائے تجھے موت کی صورت و معنی بدرجہ اتم پورے ہوئے۔

عسل کے بعد کفن پہنایا گیا تو اس فقیہ رکن الدین نے جو وہاں موجود تھا اپنا ہاتھ حضرت قطبی کے سینہ مبارک پر رکھا دل بدستور حرکت میں تھا اور اس سے ذکر جاری تھا۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ کے لئے یہ حکم رک ان کے قلوب کو زندگی و موت ہر دو صورتوں میں سکون حرام ہے ابھی ظاہر ہوا اور یہ حقیقت بھی سامنے آگئی کہ ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دایر الی دایرہ

فنا کسی بقا کسی جب انکے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آٹھہرے کبھی اس گھر میں آٹھہرے

اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک دنیا سے دوسری دنیا کو منتقل ہو جاتے ہیں عزیز من مردان حق کے مقامات و مراتب ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہیں اور ان کا معلوم کرنا بھی ممکن نہیں ہے لیکن مشائخ کے کلمات و حالات اللہ کے عسا کر کی مانند ہیں انکے بیان میں ہم نے اپنے لئے سعادت سمجھی اور حضرت کے حالات و ارشادات کا ایک ادنیٰ حصہ تحریر کی صورت میں لے آئے ہیں اور خود کو اس بہانے اُسنے منسلک کر لیا کہ کیا عجب ہے کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ جو کہ نکتہ نواز ہے۔ ذرا سی نیکی پر زبردست بخشش کرنیوالا ہے۔ ہمارا پیر و ستیگر سے

منسلک کر دے اور اسی بہانے اپنے فضل و کرم سے شرف عفو و مغفرت بخش دے۔ اس فقیر رکن الدین نے بعض لطائف حضرت قطبی کی جیت ہی میں ان کی اجازت سے ان کے معمولات کے مطابق ماہ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ میں تحریر کرنا شروع کر دیے لیکن لطائف کا بیان حضرت قطبی کی وفات کے بعد ماہ شعبان ۱۳۷۷ھ میں تکمیل پذیر ہوا۔
الحمد لله على ذلك ولا يحصى اولاد اخر اظاھرا و باطنا

تعارف مخلص مرید (دوسرا)

بعد حمد و صلوٰۃ و اہم کے طالبان و معتقدات کے دلوں پر روشن ہو کہ ایک سپاہی و توانفان سروانی نامی حضرت قطبی کا مخلص مرید تھا جس کو حضرت قطبی کی طرف سے بکثرت بشارتیں ہوتی تھیں۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا المؤمن الصالح بشری من اللہ یعنی اللہ کی طرف سے صالح مومن کو رویائے صادقہ بطور بشارت کے ہوتی ہیں اور اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذہبت و بقیۃ المبشرات یعنی چلی گئی اور باقی رہ گئیں بشارت
قال اللہ تعالیٰ لھما البشری فی الدنیا و الاخرۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کیلئے خوشخبری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دو مرد صالح تھا وہ مناقب و لطائف قدوسی کی تکمیل کے بعد طویل سفر سے واپس آیا اور اس فقیر کو بتایا کہ اکثر معاملات اور کرامت حضرت قطبی کی اس کو بھی معلوم ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ وہ بھی مناقب حضرت قطبی میں شامل کر لی جائیں۔ اسکے بعد موصوف نے چند لطائف اپنے قلم سے تحریر کئے اور اب وہ لطائف یہاں درج کئے جاتے ہیں

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

لطیفہ نمبر ۹۔ اس بندہ ناجیز کو ایک دراز سفر کے بعد قلعہ آگرہ میں حضور سید شگیر کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قطبی خلوت میں مراقبہ میں مصروف تھے۔ میں ایک ساعت ان کے دروازہ بادب خاموش کھڑا رہا۔ اسکے بعد انھوں نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا ”آگے آؤ“ میں آگے بڑھ گیا۔ حضور نے قلعہ گجرات اور مندو کے حالات دریافت کئے اسکے بعد سید انکساری سے عرض کیا ”یہ غلام خطا کار ہے امور دنیاوی میں عمر کو ضائع کیا اور نفس کی معصیت میں گرفتار رہا۔ نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے۔“

حضرت قطبی نے کمال لطف و بشارت فرمایا۔
 ”اے دو بندہ بے گناہ ہرگز نہیں رہ سکتا اللہ کی مغفرت کا

امیدوار رہنا چاہئے کیونکہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ ” بعد ازاں حضرت مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا ” اے دو تو کوئی فکر نہ کر اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رہو اللہ کا ارشاد ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اے دو تو تمہارا فرزند ہے۔ ہمارے پیر ہر مشکل میں تیری مدد کریں گے۔“

پھر بہت کچھ پسند و نصائح کئے اور کلام کی بعض سورتوں کی تلاوت کرنے کی تلقین فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ گجرات میں شاہ طینور نامی بزرگ نے مجھے منجملہ چالیس اسماء اعظم میں سے ایک اسم اعظم کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس کی تلاوت سے جو تاثیرات و احوال مرتب ہوئے وہ بھی میں نے بیان کئے اس پر حضرت قطبی نے فرمایا۔

”ہم نے تمہیں چالیس اسماء اعظم کی اجازت دی جس اسم اعظم کو چاہو پڑھو کوئی عزم نہ کرو۔ تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی انشاء اللہ پیرانِ عظام تمہاری نگہداشت کریں گے۔ ہم تمہارے قریب اور ساتھ ہی ہیں۔ اور اس بندہ کے حق میں دعا فرمائی اور یہ حقیر شاد کام ہوا۔“

افغانوں کی حکمرانی ختم ہو کر ترکوں کی حکومت

لطیفہ نمبر ۹۲۔ یہ غلام پیر دشتگیر سے رخصت ہو کر بدایوں کے علاقہ میں پہنچا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مغرب کی جانب سے سخت تاریک آندھی گرد و غبار کیساتھ پیدا ہوئی ہے جس سے زمین بھی آلودہ ہو کر داغدار ہو گئی ہے۔ درخت و مکان اکھڑ کر ہوا میں اڑتے ہوئے مشرق کی جانب جا رہے ہیں۔

یہ خواب دیکھ کر میں بہت خوفزدہ ہوا کہ یا اللہ اس قہر آلود طوفان میں ہمیں سلامت رکھیو۔ اسی حیرانی میں تھا کہ حضرت قطبی کی جانب سے معلوم ہوا کہ یہ قہر افغانوں کی شامت اعمال سے نازل ہوا ہے اور افغانوں کا دور ختم ہو کر ترکوں کا دور شروع ہوگا البتہ خیریت رہے گی۔ ایک سال بعد حضرت بابر بادشاہ آئے۔ اور ابراہیم لودھی سے جنگ ہوئی۔ افغانوں کو شکست ہوئی۔ افغانوں کی حکمرانی ختم ہو کر ترکوں کی حکومت قائم ہوئی۔

صَبْحَانَ لِلّٰہِ نَزَّ بِرِدِّ سَتِکِرِ

لطیفہ نمبر ۹۲۔ مسند عالی کمال خاں بن عیسیٰ خان سروانی
تھانیس میں مقیم تھا اسکی میاں سلیمان فرسلی کے ساتھ جنگ ہوئی
سروانیوں کو شکست خوردگان میں یہ فیر سب سے پیچھے رہ گیا بظاہر
زندہ و سلامت رہنے کی امید نہ رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم
اور پیر دستگیر کی دعاؤں پر تکیہ تھا۔

جب میں بخیریت گھر پہنچ گیا تو میں خود حیران تھا کہ کیسے
پہنچ گیا ہوں۔ ناگاہ خواب میں پیر دستگیر حضرت قطبی تشریف
لائے اور مجھ سے جنگ کا حال دریافت کیا۔ میں نے تمام واقعہ
عرض کر دیا۔

فرمایا "ہاں تمہارے زندہ بچ نکلنے کی کوئی امید نہ تھی۔ لیکن
ہم تمہارے قدموں کو اپنے قدموں پر رکھ کر تمہیں لے آئے ہیں۔"
میں بہت حیران ہوا۔ سبحان اللہ زہے پیر دستگیر

میں نے عرض کیا "اس حقیر کا بھائی ایسا آپ سے مرید
ہو نیکی نیت رکھتا تھا ہاں مگر مارا گیا۔ معلوم نہیں اس کا کیا حال ہے"
فرمایا۔ "خوب تو ہم نے ایسا کو بحیثیت مرید قبول
کیا اور اپنے سلسلہ میں داخل کیا۔"

حضرت قطبی نے رہنمائی فرمائی

لطیفہ نمبر ۹۴۔ جب حضرت بابر بادشاہ سلطان ابراہیم لودھی کو ختم کر کے دلی کی حکومت پر قابض ہو گئے تو بیشمار خلائی اور انجان مشرق کی جانب روانہ ہو گئے۔ ایک جم غفیر سر ہندی کے قریب جمع ہو گیا۔ کشتیاں کم تھیں بہر حال انجانوں نے ہر طرف بھاگ دوڑ کر کشتیاں جمع کر لیں۔

عقب سے مغلوں کے آنے کی خبر ملی تو سب لوگوں میں بےقراری پڑی۔ کئی۔ چند کشتیوں کا ہمارے خواتین کیلئے بھی انتظام ہو گیا۔ نیت یہ تھی کہ اگلے دن دریا کو عبور کرینگے۔

رات کو حضرت قطبی مجھے خواب میں نظر آئے اور فرمایا ”و تو عیسیٰ خان سے کہو انکی بکریوں میں ایک لال رنگ کا فرہ خصی بکرا ہے۔ اسکے گلے میں دو انگور بمش انگلیوں کے لٹکے ہوئے ہیں اسکو ذبح کر کے ختم فاتحہ کرے اور اس ایصال ثواب بروح پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر کے مصلیوں کو کھانا کھلائے اور اسکے بعد دریا کو عبور کرے۔ خیریت اسی میں ہے ورنہ دریا کو عبور کرنا مشکل ہوگا۔

مشیت الہی سے وہ خصی بکرا اسی وقت خواب میں حضرت قطبی کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ”و تو دیکھو اس کو اچھی طرح سے پہچان لو اور یاد کر لو۔“

یہ غلام بیدار ہو کر بعد اوائے نماز فجر مسند عالی عیسیٰ خان کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ عیسیٰ خان نے کہا، "انشاء اللہ ایسا ہی کریگے اسکے بعد ایک کشتی سامان سے بھر کر دریا پار روانہ کی۔ دوسرے کنارے پر اور افغان پیدا ہوئے اور زبردستی کشتی کو لیگئے اسکے بعد دوسری کشتی پر سامان رکھ کر روانہ کیا گیا۔ جب دوسرے کنارے کے قریب پہنچی تو غرق ہو گئی کچھ سامان بچا بھی لیا گیا۔ حیرت ہوئی کہ آدمی ڈوبنے سے محفوظ رہے کشتیوں کی غرقابی کی وجہ سے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور پھر کسی نے دریا کو عبور نہ کیا۔

رات ہوئی تو حضرت قطبی دوبارہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا "ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس اول اس خصی بکرے کو ذبح کر کے اس کا ایصال ثواب بروح پاک رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنا اسکے بعد دریا کو عبور کرنا۔ تم نے زبردست غفلت کی ہے۔ اب اس بکرے کو ذبح کرو تاکہ تمہارے لئے فیرو عافیت ہو"

نماز فجر ادا کر کے دوبارہ مسند عالی عیسیٰ خان کے حضور یہ احوال پیش کیا اس نے کہا کہ "تو خود کھڑا ہو اور جا کر خصی بکرے کو لار۔"

یہ بند چند قدم ہی گیا تھا کہ وہ بکرا خود ہی ہماری طرف آ رہا ہے میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ وہ بکرا ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا یہ ماجرا سب نے دیکھا۔ شیخ ابدال نے کہا "کیا کہنے پیروں کی غفلت کے۔"

میں نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور پکڑا کر اس کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پیش کیا اور تقسیم کر دیا اسکے بعد سب دریا کو عبور کرنے کی تدبیر میں مصروف ہو گئے اسی وقت مسند عالی سید خان کی طرف سے آدمی آئے اور کہا کہ جو کشتیاں ہمارے پاس ہیں تم ان پر دریا عبور کر لو۔

اللہ کے فضل سے ہمارے کل ساتھی دریا کو عبور کر گئے اور اللہ نے سب مشکلیں آسان کر دیں۔ بہر حال لوگوں کو اسپر سخت تعجب تھا کہ کہ کیسے حفیظ قطبی نے رہنمائی فرمائی۔

سلطان محمود بن سلطان سکندر کی بابر بادشاہ سے جنگ

لطیفہ نمبر ۹۵۔ جب خلائق سرزمین کو عبور کر کے کنارے پر پہنچی تو افغانوں نے جس طرف امن و امان سمجھا چلے گئے اور کل سبھی سرداران خط ولایت بہار میں جا کر مقیم ہو گئے کچھ عرصہ بعد سلطان سکندر کا بیٹا سلطان محمود آگیا۔ سب افغان خوش ہوئے کہنے لگے کہ ہم بغیر بادشاہ کے تھے اب ہمارا سرپرست بادشاہ آگیا ہے۔

سب افغانوں نے جمع ہو کر اس امر پر اتفاق کیا کہ بابر بادشاہ سے جنگ کی جائے سلطان محمود افغانوں کی جمیعت کے ساتھ خط

بہار سے روانہ ہوا۔ جب قصبہ بنارس کے قریب پہونچا تو دونوں لشکروں کے درمیان دریائے گنگا حائل تھا۔ لوگ متفکر ہوئے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ اسی فکر سے دل بیقرار تھا کہ شب کو خواب میں پیر و شیکر تشریف لائے اور فرمایا۔

”دو حقیقت میں فکر کا مقام ہے گو افغان بيشمار جمع ہو گئے ہیں لیکن اب بھی شامت نفس سے پوری طرح متفق نہیں ہیں۔ فتح بابر بادشاہ کو ہوگی اور افغانوں کو شکست جب بیدار ہوا تو دل اور بھی پریشان ہو گیا۔ صبح ہوئی تو دیوان مسند عالی عیسیٰ خان میں حاضر ہوا۔ عیسیٰ خان اور شیخ ابدال اسی موضوع پر مصروف گفتگو تھے وہ بھی پریشان تھے۔

شیخ ابدال کہنے لگے کہ ”میاں دو تو تم ہی بتاؤ کہ افغان اور مغلوں کے اس معرکہ میں کیا صورت رہے گی۔“

میں نے کہا ”غیب کی ہمیں کیا خبر“

اس پر شیخ ابدال نے اصرار سے کہا ”جو تمہاری عقل میں آتا ہے

بتاؤ“ میں نے جو کچھ حضرت قطبی کی طرف سے خواب میں معلوم ہوا تھا بیان کر دیا۔ شیخ ابدال نے کہا ”جو کچھ حضرت قطبی نے فرمایا ہے درست ہے مجھے بھی کچھ اسی قسم کی اطلاع ملی ہے کہ مغلوں کو فتح اور افغانوں کو شکست ہوگی۔“

اس خواب کی تیسری ہی رات کو سلطان محمود بھاگ کر خط بہار کی جانب چلا گیا اور افغان ہر طرف منتشر ہو گئے۔ بسہی سروانی اور بعض افغان نوجوان بالاپنتھ چلے گئے۔ راجہ برنگھ نے بسہی افغانوں کو کچھ گاؤں دے دیئے اور وہ مدت تک وہیں سکون پذیر رہے۔

”اننت کر“ نامی سیاسی

لطیفہ نمبر ۹۶۔ جب سلطان محمود بہار آیا تو ایک سیاسی ”اننت کر“ نامی مسند عالی عیسیٰ خان کے حلقہ میں حاضر ہوا اور کہا بابر کی مدد و نائنٹھ جوگی نے کی ہے جو کہ تلہ کے مقام پر مقیم ہے اب میں افغانوں کی مدد کو آیا ہوں۔ میدان جنگ سے مغلوں کو بھگا دو گا کوئی تمہارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اننت کر سیاسی سلطان محمود کے استاد میاں مخدوم شاہ سے بھی ملا مگر کسی نے بھی اسکی بات پر اعتبار نہ کیا ہماری بھی اس سیاسی سے اسلئے صاحب سلامت ہو گئی، تھی کہ وہ توحید کو خوب بیان کرتا تھا۔ ایک شب حضرت قطبی کے حضور خواب میں حاضر ہوئی فرمایا۔ ”دو تو اس سیاسی سے پرہیز کر یہ زندگی ہے اسکو حق تعالیٰ سے کوئی قربت نہیں ہے۔“

جب میں بیدار ہوا تو بہت حیران ہوا اور پھر میں نے اس کی صحبت سے اجتناب کیا۔

ہم بالا پنتھ چلے گئے تو دو سال بعد وہ سنیا سی بالا پنتھ پہنچ گیا
میں گھر پر نہ تھا دیہات گیا ہوا تھا سنیا سی مذکور نے اپنے تین آدمیوں
کو میرے پاس پیغام دیکر بھیجا کہ ”ہم تم سے ملنے کیلئے آئے تھے اب ہم تیرے
کرنے پیاک جا رہے ہیں واپسی پر تم سے ملاقات ہوگی۔“

یہ خبر ملنے کے بعد پھر حضرت قطبی خواب میں نظر آئے شیخ حمید بھی انکے
ہمراہ تھے ”فرمایا ”دو تو ہم نے تمہیں اس زندیق سنیا سی کی ملاقات سے
منع کیا تھا تم باز نہیں آتے۔“

اس غلام نے عرض کیا ”میں تو اس سے احتراز کرتا ہوں لیکن یہ
احتراز نہیں کرتا۔ فرمایا ہاں یہی بات ہے۔“

اسکے بعد حکم ربی سے خواب میں وہی سنیا سی حاضر ہوا اور سلام
کر کے میرے برابر کھڑا ہو گیا۔ حضرت قطبی نے اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر
شیخ حمید کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا ”اس سنیا سی کے سر پر تین جوتے
مارو۔“ شیخ حمید نے تین جوتے مارے۔ پھر فرمایا ”بس یہ تین جوتے ہی اسکو
کافی ہیں یہ زندیق ہے اور ہم نے تجھے اسکی صحبت سے بچالیا ہے لہذا
رکھ۔“ اسی وقت بیدار ہوا اور بہت حیران ہوا۔

دوسری رات کو وہ سنیا سی اپنے آدمیوں کے ہمراہ بھاگ گیا
اور ہمیں روانگی کی خبر تک نہ کی۔ معلوم نہیں اسے کیا نظر آیا چند روز
بعد معلوم ہوا کہ مغلوں نے اس کو مار ڈالا۔ سبحان اللہ زبے

عظمتِ پیران اور ان کی رہنمائی
اولیاءِی تحت قبائی لایعز فہم غیری

شیخ احمد کے پاس جانے کی ضرورت نہیں

لطیفہ نمبر ۹۔ بالابتہ سے یہ بندہ ملک روپ چند اور میاں
بین تینوں قلعہ مندو کی جانب روانہ ہوئے میدانِ لبھی مسند عالی
عیسیٰ خان میں حضرت قطب العالم شیخ فرید شکر گنج قدس اللہ سرہ
کے پوتے شیخ المشائخ شیخ احمد سکونت پذیر تھے وہ اس بندہ حقیقہ پر
بہت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ جب وہاں سے رخصت ہو کر ہم
روانہ ہوئے اور پانچ کوس کا فاصلہ عبور کر کے آرام کیلئے قیام کیا
تو وہاں شیخ احمد نے اپنے ایک آدمی کو یہ پیغام دیکر میرے پاس
بھیجا کہ ”تجھے مندو میں مشکل پیش آئیگی اگر تو واپس میرے پاس
آجائے تو میں تجھے کچھ بتاؤں گا۔“

میں سخت پریشان ہو گیا چاہتا تھا کہ سوار ہو کر واپس چلا
جاؤں کہ ناگاہ جسم میں گرانی اور کمزوری محسوس ہوئی۔ میں فوراً سوار
نہ ہو سکا اور اپنے جگہ پر بیٹھا رہا دل کو کسی صورت تسلی نہ ہوتی تھی
جو شخص مجھے لینے آیا تھا اسکو یہ کہہ کر روک دیا کہ کل علی الصبح روانہ

ہونگے۔ ناگاہ حضرت قطبی خواب میں نظر آئے اور فرمایا "شیخ احمد نے جو تجھے بلایا ہے جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تو ان کو لکھ دے کہ ولایت مند میں جو مشکل مجھے پیش آنے والی ہے اللہ تعالیٰ کے کرم اور پیران عظام کی مدد سے آسان ہو جائیگی لیکن جو مشکل آپ کو پیش آنے والی ہے اسکے دفع کی فکر کرو۔" میں حیران تھا کہ شیخ احمد جیسے بڑے بزرگ کو جنہیں کسی چیز کی طمع بھی نہیں ہے کیا مشکل پیش آسکتی ہے۔ اسی خواب کی حالت میں دیکھا کہ ایک گہرا غار ہے اور شیخ احمد اس میں گر گئے ہیں ہر چند کہ باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں نکل نہیں سکتے اور حیران ہیں۔

خواب سے بیدار ہو کر یہ تمام خواب شیخ احمد کو لکھ کر بھیج دیا۔ اسکے بعد وہاں سے کوچ کر کے چار پانچ منزل کا سفر کیا کہ شیخ احمد کا پیغام موصول ہوا کہ "جو کچھ تم نے لکھا ہے معلوم ہو گیا ہے اور درست ہے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا اور یقیناً پیران چشت تمہاری مدد کو ضرور پہنچیں گے۔"

جب میں قلعہ مند میں پہونچا تو چند آدمی میرے پاس آئے اور بتایا کہ تمہارے روانہ ہونیکے بعد شیخ احمد کو سخت مشکل پیش آئی تھی افغانوں کو ان سے خصومت ہو گئی تھی اسلئے گھر میں نہ ٹھہر سکے اس جگہ کو چھوڑ کر قلعہ چنار چلے گئے تھے۔

قلعہ چتوڑ کا محاصرہ

لطیفہ نمبر ۸ جب سلطان بہادر نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کر لیا۔
تو ارادہ کیا کہ اس قلعہ میں ہم اسلام کی تبلیغ اور ترویج کریں گے کیونکہ
ایام قدیم سے یہ کفر کا گڑھ رہا ہے اور شاہان سلف نے بھی یہاں
اسلام پھیلانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس قلعہ پر قابض ہو کر
یہاں اسلام کے فروغ کی کوشش کریں گے۔

کافر قلعہ میں محصور ہو گئے اور جب سلطان بہادر سے نجات
کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اپنے پیغام رساں ہمایوں بادشاہ کے
پاس امداد فراہم کرنے کیلئے روانہ کئے اور ہمایوں سے عہد کیا کہ جب
ہمیں آپ کی مدد سے خلاصی ہوگی تو ہم آپ کی آمد کے ہر منزل
کے عوض ایک لاکھ تنکے پیش کریں گے۔

ہمایوں بادشاہ نے قلعہ آگرہ سے کوچ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہم پہنچ
رہے ہیں تمہیں نجات دلاؤں گے۔ ہمایوں سازنچوڑ تک پہنچا ہی تھا
کہ اس وقت مشیت الہی سے سلطان بہادر نے قلعہ کو فتح کر لیا اور تاراج
کر ڈالا۔ کافروں کو تہ تیغ کیا۔

جب ہمایوں نے سنا کہ سلطان بہادر نے قلعہ چتوڑ کو فتح کر کے
کافروں کو قتل کیا ہے تو وہ سلطان بہادر سے نبرد آزمائی کے لئے

روانہ ہوا۔ قلعہ مرہ سور میں سلطان بہادر کنگہر ہو کر بیٹھ گیا لیکن غلطی یہ کی کہ غلہ کا ذخیرہ نہ جمع کیا۔ ہمایوں بادشاہ نے کنگہر آکر پڑاؤ ڈال دیا اور غلوں نے غلہ کو سلطان بہادر کے لشکر تک پہنچنے نہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کنگہر میں غلہ گراں ہو گیا اس حد تک کہ ایک منظفری میں ایک سیر غلہ بھی دستیاب نہ ہوتا تھا۔ چند روز چوپاؤں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے کھاتے رہے۔ لشکر عاجز آ گیا اور قیام ممکن نہ تھا دل پریشان رہتا تھا۔

خواب میں بندگی حضرت قطب العالم تشریف لائے فرمایا ”فکر کا مقام ہے دیکھو کہ ہمایوں بادشاہ کی بارگاہ کی طنائیں کہاں تک پہنچی ہوئی ہیں“ میں نے دیکھا تو دریا کو بہت بلند پایا اور قلعہ مندوا و بھرات کو ان کی بارگاہ کے اندر پایا۔ بارگاہ کی طناب دریا میں گاڑ دی گئی تھی۔ پھر فرمایا ”فتح ہمایوں بادشاہ کی ہوگی اور شکست بہادر خاں کیلئے ہے۔“ میں بیدار ہو گیا۔ دل بہت پریشان تھا جب مغرب کا وقت ہوا تو شور و غل برپا ہوا کہ سلطان بہادر اور اس کا کل لشکر بھاگ گیا ہے جس کا جس سمت منہ اٹھا روانہ ہو گیا میں بھی اپنے حلقہ کے لوگوں اور گجراتی سواروں کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔

رات تاریک تھی اسلئے ہمارے آدمی اور گھوڑے کسی اور ہی سمت کو ہو لئے۔ اس نفسا نفسی میں برغزید اور ملک روپ چند بھی ہم سے جدا ہو گئے۔ صحیح راہ سے ہٹ کر ہم پہاڑوں اور جنگلوں میں پڑ گئے

ایک جگہ وسط میں (بیابان کے، ہموار اور مناسب دیکھ کر اس پر سب نے پڑاؤ ڈالنے پر اتفاق کیا اور طے یہ ہوا کہ اگلے روز صبح ہی کسی طرف روانہ ہوں گے میں سر کو ہاتھوں میں پکڑے زانوں میں ڈالے متفکر بیٹھ گیا اور اس وقت شیخ احمد کی وہ بات یاد آئی کہ تجھے مشکل پیش آئے گی یہی ہی مشکل ہے اور اسی خیال میں مجھ پر حضرت قطبی یاد آئے جنہوں نے فرمایا تھا کہ ”مشکل“ میں تیری مدد پیران چشت کریں گے یہی سوتیا ہوا سو گیا۔

حضرت قطبی پیر دستگیر پیر زادہ شیخ حمید کے ہمراہ تشریف لائے اور فرمایا ”دو ہم تیری حفاظت کیلئے آئے ہیں، اٹھ ہمارے ساتھ چل بالکل فکر نہ کر۔ اس مشکل وقت میں خیریت ہی رہے گی۔“

میں اٹھ کھڑا ہوا۔ قلعہ مندو کی جانب روانہ ہو گئے۔ چند قدم چل کر میں ٹھہر گیا اور عرض کیا ”برمزید اور بنیر ملک روپ چند ہم سے جدا ہو گئے ہیں معلوم نہیں کس حال میں ہے۔“

بندگی حضرت قطبی نے فرمایا۔ ”میاں شیخ حمید تم دو کے ہمراہ رہو اور ہم جا کر برمزید کو لاتے ہیں۔“

بندگی شیخ المشائخ شیخ حمید مجھے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اسکے بعد میں بیدار ہو گیا۔ صبح ہو گئی تھی سب نے قلعہ مندو کا رخ کیا۔ دوسری رات کو غلہ دستیاب ہوا۔ البتہ گھوڑوں کیلئے گھاس فراہم ہو سکی۔

اور پھر اگلی صبح کو روانہ ہوئے۔ ہر طرف سے دہقانی لوٹ مار کیلئے آگئے اور اکثر سواروں سے گھوڑے چھین لئے۔ پھر روانہ ہوئے پھر رات کو ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔ غلہ اور گھوڑوں کیلئے گھاس مل گئی ذرا اطمینان ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک گنبد ہے اور اسپر قسم قسم اور رنگ برنگ کے جانور رقص کر رہے ہیں۔ حیرت ہوئی کہ آخر یہ کیا چیز ہے۔ ایک آدمی نظر آیا اس نے بتایا کہ یہ جانور نہیں بلکہ انلوگوں کی ارواح ہیں جنکو مغلوں نے مار ڈالا ہے۔ دل میں خیال آیا کہ بر مزید کی روح بھی ان ہی ارواح میں ہوگی۔ اگر شیخ عبدالقدوس ان کی مدد کو نہ پہنچتے۔ میں جاگ اٹھا۔

شور و غلہ پایا تھا کہ دہقانی رات کو شب خون مارینگے اسی وقت سب روانہ ہو گئے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے برباد ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔ یہاں تک کہ برہانپور میں قلعہ مندو پہنچ گئے دوران سفر چند روز تک دہقانی لوٹ مار کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔ بندگی حضرت پیر دستگیر اور شیخ حمید مجھے سلامت لے آئے اور کوئی نقصان نہ پہنچا۔

برہانپور میں کل افغان جمع تھے ان ہی میں ملک روپ چند اور تین لودھی بھی موجود تھے ان سے میری ملاقات ہوئی میں نے بر مزید کا حال دریافت کیا تو ملک روپ چند بہت فکر مند ہو گیا۔ لیکن جب

میں نے حضرت قطبی کی اسکی مدد کو جانے کا ذکر کیا تو اس کو قرار آگیا۔ چند روز بعد اللہ کے فضل سے برمزید برہانپور پہنچ گیا اور اس سے بھی ملاقات ہوئی حضرت صمدیت کا شکریہ ادا کیا اور اس کا حال دریافت کیا۔ برمزید نے کہا ”جب ہم تم سے جدا ہو گئے تو سلطان بہادر کے لشکر کے لوگوں کے ہمراہ تمام رات جنگل اور پہاڑوں میں چلتے رہے صبح ہوتے ہی دو تین گھنٹے گزرنیکے بعد منل ہمارے پیچھے نمودار ہوئے اور لوگوں کو تباہ کر دیا۔ ان میں سے دو سوار ہمارے پیچھے بھی آئے اور کہا ٹھہر جا۔ میرا گھوڑا اور میرے کپڑے بھین لئے اور مجھے آزاد چھوڑ دیا۔ برہنہ تن جنگل میں روانہ ہوا۔ جنگل میں جب دو تین کوس چل لیا تو پریشان تھا زندگی کی امید باقی نہ تھی سوچتا تھا کہ کوئی درندہ یا شیر مجھے کھا جائیگا غربت میں سفر کر رہا تھا کہ ناگاہ کسی نے آواز دی اور کہا ”اے برمزید اس طرف آ“ میں نے دائیں بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا آواز پھر آئی ”برمزید آگے کی طرف آ“

اپنے سامنے کی طرف دیکھا کہ ایک خوبصورت مرد سفید ریش پیرا بن زیب تن کئے پاؤں میں جوتے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑا ہے۔

پھر فرمایا ”اے برمزید ہم آگے آگے چلتے ہیں تو ہمارے پیچھے آ۔ اور پریشان خاطر نہ ہو۔ وہ شخص آگے آگے اور میں اس کے عقب میں چلتا رہا۔ یہاں تک کہ پانچ چھ کوس جنگل میں اسی طرح چلتے رہے۔ دل میں خیال آیا کہ یا اللہ یہ بزرگوار شخص کون ہے جو ہمیں اس مصیبت سے نکال لایا ہے

اور اس مشکل میں ہمارا پیشوا بنا ہے۔ ان کو جاننے کی تمنا تھی مگر ان کی عظمت کے پیش نظر ان کا نام معلوم کر نیکی جرأت نہ ہوئی اس کے بعد جنگل میں ایک بڑا دریا ہمارے سامنے آگیا جس کے کنارے سلطان بہادر کے لشکر دوڑے جا رہے تھے۔ ان بزرگ نے فرمایا ”برمزید جو جان کا خوف اور مشکل تجھ کو بھٹی وہ تجھ پر آسان کر دی۔ اب فکر مند نہ ہو اور ان لوگوں کے ہمراہ چلا جا وہ تجھے کھانے کو بھی دیں گے اور پہننے کیلئے کپڑا بھی دیں گے اور دو سے تیری ملاقات بھی ہو جائیگی۔“

یہ فرمایا اور میری نظر سے غائب ہو گئے۔ بحید تعجب ہوا کہ سبحان اللہ یہ مرد بزرگ کون تھا کہ میری مشکلات میں میری مدد کو پہنچا اور اس بلا سے مجھے نکال دیا۔ لشکر کے لوگوں نے مجھے کپڑے اور کھانا دیا یہاں تک کہ تم لوگوں تک پہنچا ہوں۔“

اس کے بعد برمزید کو میں نے بتایا کہ یہ ”مرد بزرگ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس تھے جب میں تم سے جدا ہو گیا بندگی حضرت قطب عالم میرے پاس تشریف لائے اور مجھے اس بلا سے نجات دلائی میرے ہمراہ شیخ حمید کو کر دیا اور خود تمہاری دستگیری کو تشریف لیگئے میرے پیر دستگیر کی عظمت سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سلامت نکال لایا اور نہ ظاہر ہے کہ میری اور تمہاری زندگی ختم ہو چکی تھی۔ برمزید نے اسی وقت نیت کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ شیخ عبدالقدوس سے مرید ہوں گا۔

جلگایوں میں دتو کی قید سے رہائی

لطیفہ نمبر ۹۹ جب سہی افغانان ملک دکن کے قصبہ جلگایوں میں سکونت پذیر ہوئے تو قصبہ مذکورہ کا حاکم سید عمر تھا۔ میاں بن لودھی کبھی کبھی مجھے سید عمر کے پاس بھیجا کرتے تھے اور اسی واسطے سے سید عمر مجھ پر بہت لطف و کرم کرتا تھا۔ ہمارے مابین بہت اتحاد اور خلوص پیدا ہو گیا تھا۔ ایک روز بدلی بقال عمر کے پاس پہونچا اور دعویٰ کیا کہ میرا ایک لاکھ تنکہ قرض میاں بن پر واجب الادا ہے جو وہ ادا کرنے کو تیار نہیں ہے۔

اگر آپ میرا یہ کام کرا دیں تو اس کل رقم کا نصف خود رکھ لیں۔ سید عمر لالچی تھا اسے دولت بہت عزیز تھی اسلئے اس نے یہ بات منظور کر لی اب بننے نے وصولی کا یہ طریقہ تجویز کیا کہ آپ دتو کو اپنے قبضہ میں لے کر اپنی تحویل میں روک لیں اور جب تک میری رقم کی ادائیگی نہ ہو آپ اس کو آزاد نہ کریں اس طرح میاں بن فوراً قرض ادا کر دے گا۔

ایک دن میں سید عمر کے پاس گیا اور معمول کے مطابق نشست رہی جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو میں نے واپس اپنی قیام گاہ پر جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس نے بہت خلوص اور محبت ظاہر کر کے مجھ سے اور قیام کرنے کی استدعا کی رات کو بھی بہت تعظیم اور

تکریم سے پیش آیا۔ سوئے کیلئے لباس اور کھانا بھیجا۔

ان دونوں نے خبر کہلا بیٹھی ”تم میاں بن کے گھر کے مالک ہو اگر تم چاہو تو قرض کی رقم واپس مل سکتی ہے اور جب تک قرض کی ادائیگی نہیں ہوگی تمہیں آزادی نہیں ملے گی۔“

اس پر میں نے ان سے کہا کہ ”مجھے یہاں روک لینے سے تو تمہیں ایک کوڑی بھی وصول نہ ہوگی“ میں نے بہت سمجھانے کی کوشش کی، لیکن میری کوئی بات نہیں مانی گئی اس کے بعد میاں بن اور دوسرے افغانوں نے بہت کچھ کہا سنا، اس نے کسی کی بات نہ مانی جب اس نے سب کو ہی کوشش کرتے دیکھا تو اس کو یقین ہو گیا کہ اس تدبیر سے ضرور قرض وصول ہو جائیگا۔ اس کے بعد میں نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی گفت و شنید نہ کریں آخر کب تک مجھے روکے رکھے گا۔

میری نگرانی پر اس نے سوار اور پیادے مقرر کر دیئے۔ میں تین مہینے قید میں رہا اور بالآخر سب افغان اس بات پر متفق ہو گئے کہ بزورِ وقت مجھے رہائی دلائی جائے میرا دل بہت پریشان ہوا کہ دوسروں کے ملک میں یہ فساد ہو گا اور بدنامی ہو گی۔

دو پہر کا وقت تھا اور میں نیم خوابی کی حالت میں سر زانو میں ڈالے بیٹھا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب تشریف لائے اور فرمایا ”دو نوکر ذکر اٹھ آؤ اپنی قیام گاہ پر جا“

میں نے عرض کیا۔ ”محافظ تو مجھے جانتے ہیں کیسے جانے دینگے۔“

فرمایا "اس شب میں تو یہاں نہیں رہے گا تو اپنی قیام گاہ پر جا، ہم جانیں اور محافظ جانیں۔"

میں پوری طرح بیدار ہو کر سوچنے لگا کہ یہاں سے کس طرح نکلوں عصر کی نماز ادا کی اور محافظوں سے کہا کہ مجھے قضاے حاجت ہوئی ہے میرے ساتھ کوئی باہر چلے تاکہ میں فارغ ہو آؤں۔ انھوں نے کہا "اگر تو جلد واپس آجائے تو چلا جا۔"

الغرض دو شخص میرے ہمراہ ہوئے۔ راہ میں نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ جب قصبہ سے باہر آگے تو مغرب کا وقت ہو گیا میں نے اس شخص کو اپنی باتوں کا گرویدہ بنالیا اور اپنی قیام گاہ کی جانب روانہ ہو گیا جب ایک کوس فاصلہ رہ گیا تو محافظ نے کہا "کہاں جا رہے ہو، رات تاریک ہو رہی ہے میرے ساتھی مجھے مارینگے۔" میں اسکی دلجوئی کی اور آگے کی طرف چلتے رہے۔ جب ہماری

آبادی نظر آنے لگی تو ایک غلام کو جو ہمارے ساتھ تھا یہ پیغام دے کر اپنی آبادی میں بھیجا کہ "کچھ لوگ ہماری طرف آئیں اور شور مچائیں کہ یہ چور ہیں چور ہیں انھوں نے ایسا ہی کیا وہ محافظ بھاگ گیا اور میں اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا۔ میاں بن سے ملاقات ہوئی بڑی غلٹی جمع تھی سب پوچھتے تھے کہ کس طرح اس مشکل سے خلاصی پائی۔ میں نے تمام قصہ بیان کیا۔ میاں بن اور سب لوگ کہنے لگے "سلطان بہاد کے

حادثہ میں بھی ہمیں حضرت قطب العالم نے نکالا تھا اور اس بلا سے بھی نجات دلائی ہے۔ سب کان پکڑ کر سرنگوں ہو کر کہتے تھے کہ بیر ہو تو قطب الاقطاب شیخ جیسا۔ دوسرے روز صبح سویرے ہی تمام افغان وہاں سے برہانپور کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہمارا پیغام بیران گجرات کو پہونچا

لطیفہ نمبر ۱۰۔ جب ہمایوں بادشاہ گجرات گیا اور احمد آباد میں قیام کیا تو سلطان بہادر دیو کے مقام پر موجود تھا اور سلطان علاء الدین پسر سلطان بہلول برہانپور سے سلطان پور کی طرف روانہ ہوا۔ میں اور ملک روپ چند سلطان علاء الدین کے ہمراہ تھے۔ جب ندریا کے مقام پر پہنچے تو رات کو حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس تشریف لائے فرمایا ”اے دو آگے آ اور ہمارا پیغام بیران گجرات کو پہونچا۔ گجرات جا اور

گجرات کے کل بیروں کو ہمارا سلام پہونچا اور ان کو ہماری طرف سے کہہ کہ ہمایوں بادشاہ اسلام کو تاراج کر رہا ہے۔ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا سب کو تباہ کر رہا ہے۔ ہم اسلام کو اور تمہاری مدد کو آمادہ ہیں اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم آجائیں اور ہم تم ایک جگہ ہو کر ہمایوں بادشاہ کو ولایت گجرات سے نکال دیں اور اگر تمہاری رائے ہو تو ہم ولایت مندو جابائیں تاکہ ہمایوں کو وہاں سے نکال دیں اور تم اس کو ولایت گجرات سے

نکال دو تاکہ اسلام کو امن و قرار ہو۔

میں نے عرض کیا ”پیرانِ گجرات تو دور ہیں میں کیسے جاؤنگا اور کیسے آؤنگا“ فرمایا ”آسانی سے پہنچ جاؤ گے اور آسانی سے آ جاؤ گے۔“

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور قطب الاقطاب کی عظمت سے یہ ناچیز اسی وقت شہرِ معظمِ احمد آباد میں قطبِ عالم شاہِ منجھن بخاری کے حضور پہنچ گیا وہاں کل پیرانِ گجرات جمع تھے اتنا زبردست ہجوم تھا کہ پاؤں صرنے کی جگہ تک نہ تھی میں حیران تھا کہ پیغام کس کو پہنچاؤں۔

یہ ایک ایک شخص آیا اور پوچھا ”کیا دو تیرا نام ہے میں نے کہا ہاں“ فرمایا ”آجہ قطبِ عالم بندگی حضرت شاہِ منجھن بلا تے ہیں۔“ لوگ ایک طرف کو ہو گئے اور ہم آگے بڑھے۔ جب میں ان کے حضور میں پہنچا سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ قطبِ عالم شاہِ منجھن نے فرمایا۔ ”بندگی حضرت شیخ عبد القدوس نے کیا فرمایا ہے بیان کرو۔“

اس ناچیز نے کل فرمودہ حضرت شیخ عبد القدوس عرض کیا۔ بندگی شاہِ منجھن نے فرمایا ”دو تو دور سے آیا ہے کچھ کھالے اس کے بعد میں جواب دوں گا۔ ایک شخص سے فرمایا۔ ”کھانا لاؤ۔“

ایک طبیب توجہ شکرانے کا لاکر میرے سامنے رکھ دیا۔ فرمایا ”کھاؤ۔ میں نے پانچ لقمے کھائے ہونگے کہ بندگی حضرت قطبِ عالم شیخ کہتو قدس اللہ روحہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ”ہمارا اہمان ہے۔“ اپنی جگہ

یہ جہاں گئے، کھانا کھلائینگے اس کے بعد جواب دیکر رخصت کرینگے۔
 بندگی حضرت شاہ منجن نے فرمایا ”درست ہے بہتر رہے گا“ اور فرمایا
 ہمارا اسلام اور کل پیران گجرات کا سلام شیخ عبدالقدوس کو پہونچادیں اور جو
 کچھ شیخ احمد کہتو فرمائینگے اسی پر کل گجرات کا اتفاق ہوگا اور اسی پر عمل کرینگے۔
 اس نایب چیز نے سلام کیا اور شیخ احمد کہتو کے ساتھ آگیا۔ شیخ احمد کہتو
 کی جگہ پر بھی پیروں کی ایک بڑی جمعیت موجود تھی انھوں نے خادم سے
 فرمایا ”کھانا لاؤ“

ایک طباطبائی شکرانے کا میرے سامنے پیش کیا گیا میں نے خوب سیر
 ہو کر کھایا جب ہاتھ کھانے سے کیھنچا تو شیخ احمد کہتو نے فرمایا ”تو مہمان
 ہے پیٹ بھر کھا“ میں نے عرض کیا ”میں سیر ہو گیا ہوں۔“

انھوں نے فرمایا۔ ”اب جاؤ۔“ شیخ عبدالقدوس کو ہمارا سلام
 اور کل پیران گجرات کا سلام پہونچا دو اور کہدو کہ پہلے آپ ہمارے پاس
 آئیے تاکہ ہم اور آپ مل کر ہایوں بادشاہ کو ولایت گجرات اور ولایت منڈ
 سے نکال دیں اور اسلام کو تقویت پہونچے اور ولایت میں بھی سکون ہو۔“

اس وقت مجھے رخصت کر دیا اور فوراً اسی وقت حضرت قطب العالم
 بیروتیگر کے حضور میں پہونچ گیا یہ بالکل معلوم نہ ہوا کہ کس طرح میں گجرات
 پہونچا اور کس طرح اس جگہ واپس آگیا سبحان اللہ ہے عظمت مردان
 خداے تعالیٰ جو کچھ پیران گجرات نے کہا تھا حضرت قطبی کے سامنے عرض کر دیا

فرمایا "خوب پہلے ہم گجرات جائینگے" یہ بات کہی اور نظروں سے غائب ہو گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ تعجب تھا کہ یہ کیا معاملہ ہوا ہے۔ اگلے روز ملک روپ چند سے یہ کیفیت بیان کی۔ ملک روپ چند نے سلطان علاء الدین سے بیان کیا سب کو مکمل اعتماد ہو گیا۔ کہ اب ہمایوں بادشاہ گجرات میں نہیں ٹھہر سکے گا۔

اس بات کے پندرہ روز بعد خبر آئی کہ سلطان بہادر دیو سے روانہ ہو کر حضرت شیخ کھٹو کے دربار کے سامنے آ گیا اور ہمایوں سے جنگ کی۔ سلطان بہادر کو فتح ہوئی اور ہمایوں کو شکست۔ اکثر مغل مارے گئے اور باقی شکستہ حال قلعہ آگرہ پہنچ گئے اور یہ قصہ خلافت میں پھیل گیا۔

فرنگیوں کا دیو کے مقام پر قبضہ

لطیفہ نمبر ۱۰۔ جب سلطان علاء الدین قلعہ جانیانیر پہنچا تو خبر آئی کہ سلطان بہادر کہنا یہ چلا گیا ہے۔ سلطان علاء الدین نے میرے ہاتھ چار ہاتھی، سات اونٹ اور سات سواشر فیاں سلطان بہادر کو بطور مبارکباد کے بھیجیں جو میں نے پہنچا دیں اسکے بعد خبر آئی کہ فرنگی چند جہاز آتش بازی کے (آتشیں اسلحہ) کے بھر کر دیو کے مقام پر قبضہ کرنے کیلئے آرہے ہیں۔

سلطان بہادر انتہائی تیز رفتاری سے دیو کی طرف روانہ ہوا۔ اسکے پیچھے سلطان علاء الدین بھی آیا۔ اسکے بعد سلطان علاء الدین نے مجھے اپنے پرگنہ دھولقا بھیج دیا اور اپنے تمام عہدیداروں کا سردار بنانا اور حکم دیا "جو ہم تمہیں لکھیں گے اس پر عمل کرنا"

چند یوم دھولقا کے مقام پر گزرے تھے کہ حضرت قطبی خواب میں نظر آئے اور فرمایا "دو ولایت گجرات کو چھوڑ دے کیونکہ اس ولایت میں زبردست خلل واقع ہو گا وگرنہ تجھے بہت پریشانی ہوگی۔"

میں نے عرض کیا "میں تنہا ہوں راستہ خوفناک ہے۔ بے نرس کسی ساتھی کے جانا مشکل ہے۔"

فرمایا ہم تیرے ساتھ ہیں تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی۔ اس کے بعد میں جاگ اٹھا۔ دل پریشان تھا۔ میں نے عہدیداروں سے رخصت چاہی لیکن انھوں نے رخصت نہ دی اور سلطان علاء الدین کو لکھ دیا کہ "دو ہم سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ سلطان نے دو آدمیوں کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ "دو کو گھرنے جانے دیں اور اگر نہ رکے تو اسکے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ حسن اتفاق سے وہ دونوں آدمی مجھ سے محبت کرتے تھے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ تیرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔ کیونکہ سلطان کا یہی حکم ہے میری پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔"

اتفاقاً ایک نامعلوم شخص آیا۔ میں نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اس نے مجھے جواب دیا کہ میں ولایت تہتہ سے اونٹ فروخت کرنے آیا ہوں۔ پھر اس نے کہا ”تم مجھے فکر مند نظر آتے ہو تمہارا کیا معاملہ ہے۔“

میں نے تمام اپنا حال ظاہر کر دیا۔ اس کو مجھ پر رحم آیا کہنے لگا ”کیا تم واقعی جاؤ گے؟“ میں نے کہا ہاں میرے دل کو یہاں قرا نہیں ہو۔ اس نے بتایا کہ ”میں نے اس تمام ولایت کو دیکھا ہوا ہے اگر تم کہو تو میں تمہارا راہبر بنکر تمہیں براہنپور کے مقام پر پہنچا دوں اور اگر چاہو تو قلعہ جاپانیہ پہنچا دوں پُر امن راستہ سے لیجاؤ نگار۔“ میرے دل کو تقویت ہوئی اس شخص نے مجھے بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ تم تیار رہو میں رات کے آخری حصہ میں تمہیں لیکر روانہ ہو جاؤنگا لیکن یہ ضروری ہے کہ کسی کو مطلق خبر نہ ہو ورنہ تمہیں جانے نہیں دینگے۔ میں نے کسی کو خبر نہ کی اور تیار ہو کر بیٹھ گیا۔

وہ شخص رات کے آخری حصہ میں آیا اور میرے ہمراہ وہولقا سے روانہ ہو گیا اور مشہور راستہ چھوڑ کر ایک غیر معروف راستہ سواروانہ ہوا۔ رات بہت تاریک تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہاں لئے جاتا ہے۔ مجھے فکر مند دیکھ کر ٹھہر گیا اور کہا ”میں تمہیں ایک غیر معروف راستہ سے اس لئے لے جا رہا ہوں کہ اس ملک میں راتوں کو

ڈاکے پڑ گئے ہیں اور مخلوق خدا کو ایذا پہنچا کر غارت کر دیتے ہیں۔
تمہیں چاہئے کہ دل میں کوئی اندیشہ نہ لاؤ۔

اس کے بعد میں نے حضرت پیر دستگیر کو اپنا مددگار گردانا اور روانہ ہوئے جب صبح ہوئی تو ایک قصبہ میں پہنچے اور وہاں سے قلعہ جانیانیر کا راستہ اختیار کیا۔ اسکے بعد میں نے اس سے کہا کہ ”تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا بس اب واپس چلے جاؤ میں قلعہ جانیانیر خود چلا جاؤنگا۔“

اس شخص نے جواب دیا ”میں تمہیں قلعہ مندویا برہانپور پہنچا کر واپس آؤنگا“ بہر حال میں نے اسکو بہت تاکید کر کے واپس کیا اور میں قلعہ جانیانیر پہنچ گیا اس جگہ مجھے تین سو سوار ساتھی مل گئے اب ان کے ہمراہ روانہ ہوا دوسری منزل پر رات میں بہیلوں نے شب خون مارا۔ اکثر مخلوق زخمی ہو گئی۔ بہت سے تباہ ہوئے لیکن پیروں کی عظمت کے طفیل میں خیریت سے رہا۔ اسکے بعد قلعہ مندویا پہنچے اور وہاں لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنا واقعہ ان سے بیان کیا تو سب کو تعجب ہوا پندرہ دن بعد سننے میں آیا کہ فرنگیوں نے سلطان بہادر کو دریا میں مار ڈالا اور ولایت گجرات میں زبردست فساد اور بدمعنی پیدا ہوئی۔ اسکے بعد میں اپنی بسبھی بالاتباع پہنچا اور اللہ کا شکر بجالایا۔

سفرِ آخرت

لطیفہ نمبر ۱۰۲۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں
میں حضرت قطبِ عالم اور بندگی شیخ حمید بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک
دیگ پک رہی ہے۔ دیگ کے نیچے بغیر لکڑیوں کے آگ جل رہی ہے
اس ناجائز نے حضرت پیرِ دشیگر کو سلام کیا اور ادب سے کھڑا
ہو گیا۔ انھوں نے فرمایا ”دو تو آبیٹھ“ حضرت قطبِ عالم نے ایک فنہ
دیگ کا ڈھکن اتار کر اس میں دیکھا اور پھر ڈھکن دیگ پر ڈھک دیا
اسکے نیچے جو آگ خود بخود جل رہی تھی بجھ گئی۔

حضرت شیخ نے فرمایا ”شیخ حمید ہم نے دیگ کو پکا دیا ہے خوب ہو
اور دیگ تمہارے حوالہ کر دی ہے اب جیسے چاہو اسکو خرچ کرنا۔

میں جاگ اٹھا۔ سوچنے لگا یہ کیا معاملہ ہے کہ دیگ پکا کر شیخ الشیخ
شیخ حمید کے سپرد کر دی گئی ہے۔ یہ نشانی تو سفرِ آخرت کی ہے میل سی خیال
میں پریشان تھا کہ پھر ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ قطبِ عالم اور
مسندِ عالی عیسیٰ خان آسمان کی سطروں روانہ ہو گئے ہیں کھڑا ہوا دیکھتا تھا
یہاں تک کہ نظر میں ان کی جسامت چڑیل کے برابر رہ گئی اور اسکے بعد نظروں
سے غائب ہو گئے۔

میں پھر جاگ اٹھا اور زیادہ پریشان ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ جو کچھ دیکھا

ہے ان کا سفر آخرت ہے۔ یہ دیکھنے کے بعد ماہ کی چار تاریخ کو سننے میں آیا کہ بندگی حضرت قطب عالم دار بقا کو رحلت فرما گئے ہیں سب مرد و عورت گریہ و زاری کرنے لگے اور پھر مشیت الہی پر صبر کیا۔
اور انارشہ وانا الیہ راجعون پڑھ لیا۔

فتح شیر شاہ

لطیفہ نمبر ۱۰۳۔ جب شیر شاہ سوری اور ہمایوں بادشاہ میں دریائے گنگا کے کنارے مقابلہ ہوا تو قبضہ بھوجپور کی طرف ہمایوں تھا اور دوسری طرف شیر شاہ۔ ہمایوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ اگر اس دفعہ مجھے فتح ہو گئی اور افغان شکست کھا گئے تو افغانوں کا نام و نشان مٹا دوں گا ایک بچہ تک نہ چھوڑوں گا۔

یہ سنکر میں بہت پریشان ہوا۔ اسکے بعد ہمایوں بادشاہ دریائے گنگا پر سے کشتیوں کا پل بنا کر گزر گیا اور دریائے گنگا کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ میں بہت پریشان تھا۔ یکایک بیر و سنگیر قطب عالم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ”دو دیکھ کہ شیر شاہ سوری کی بارگاہ کس طرح سے لگی ہوئی ہے۔“ میں نے دیکھا کہ بہت بلند ہے اور اس کی تنائیں ہمایوں بادشاہ کے پڑاؤ پر کاڑھی گئی ہیں اور ہمایوں بادشاہ کی بارگاہ گری ہوئی ہے مغل بکھر گئے ہیں اور بھاگ رہے ہیں۔ ہمایوں بادشاہ مغلوں کی ولداری

کر رہا ہے اور کہتا ہے ہمیں تنہا چھوڑو۔ لیکن کوئی شخص بھی وہاں موجود نہ رہا۔ ہمایوں بادشاہ رنج و حیرت اور پریشانی میں گرفتار ہے۔ اسکے بعد حضرت قطب عالم نے فرمایا ”دیکھ لیا تو نے بادشاہوں کا حال“ اس عاجز نے عرض کیا جی ہاں دیکھ لیا، انھوں نے منہ مایا شیر شاہ کی فتح ہوگی اور ہمایوں بادشاہ کو شکست ہوگی بیروں کی مدد بھی شیر شاہ کے حق میں ہے۔“

جب میں بیدار ہوا تو دل بہت خوش ہوا اور پرسکون ہوا۔ یہ خواب دیکھنے کے چوتھے روز جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ ظاہر کیا جو حضرت قطب عالم نے فرمایا تھا۔

دو تو کی عملداری

لطیفہ نمبر ۱۰۴۔ جب شیر شاہ نے خط سنبل کا منصب منصبی عیسیٰ خاں کو عطا کیا اس علاقے میں آئے اور دو پرگنہ کانتہ اور تلہر بطور جائیداد عطا فرمائے۔ مسند عالی نے فرمایا، دو تو ان پرگنوں میں عملداری کیلئے جا۔ میں نے عرض کیا ”کسی دوسرے کو بھیجو میں آپ کی خدمت میں رہونگا جب میں سویا تو خواب میں بندگی حضرت پیر دستگیر شریف لائے اور فرمایا ”جو کچھ مسند عالی عیسیٰ خاں کہتا ہے وہی کرو اور جب پرگنہ کانتہ پہنچو گے تو وہاں ایک ضعیف سیدزادی جس کا کوئی نہیں ہے اور جسکی تھوڑی

سی املاک کتنی جو چھین لی گئی ہے۔ تمہارے پاس آئے گی اس پر احسان کرنا اور اس کی مقصد بر آری کرنا۔

میں بیدار ہوا۔ اس خدمت کا حکم ہوا اور کوئی چارہ نہ رہا تو اسی روز میں پرگنہ کانتہ کیلئے روانہ ہوا اور پہنچ گیا۔ عملداری شروع کی۔ ایک روز وہی بوڑھی سید زادی میرے پاس آئیں اور جیسا کہ میں نے ان کا احوال دیکھا تھا انھوں نے وہی بیان کیا۔ میں نے ان کی بہت دلجمعی کی وہ بہت خوش ہوئیں اور دعائیں دیتی ہوئی واپس چلی گئیں۔ جب کبھی وہ میرے پاس آتیں میں انکی خدمت کرتا اور وہ خوش ہو کر چلی جاتیں۔

کچھ عرصہ بعد میں مسند عالی عیسیٰ خان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سید زادی کو اپنے ہمراہ لے کر اس کا حال بیان کیا۔ اسکے نام کچھ زمین لکھا کر اور دلا کر اور چند دوسری بیوہ عورتیں جو آتی تھیں ان کے نام بھی کچھ زمین لکھا کر اور دلا کر روانہ کر دیا۔ وہ خوش خوش اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ خدا کا شکر ادا کیا۔

یہ ارہ آخرت ہے تو یہیں سے واپس چلا جا۔۔۔۔

لطیفہ نمبر ۱۰۔ مشیت الہی کہ ایک ہاتھ کے برابر میری ٹانگ سن ہو گئی جسکو بہری کی بیماری کہتے ہیں اس میں سوئی چیمونے کی خبر تک نہ ہوتی تھی اور نہ درد ہوتا تھا اسکے علاج کیلئے اطباء نے کیس

روز تک ہڑتال کھانے کی تجویز کی۔ آٹھ دن کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کا فائدہ ظاہر کیا اور سُن ہو نیکی کیفیت دور ہو گئی میں مسجد میں گیا اور ظہر کی نماز باجماعت ادا کی۔ ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد میں آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا نمازیوں کی باتیں سن رہا تھا ناگاہ ہیوش ہو گیا۔ دیکھا کہ حضرت پیر دستگیر دو آدمیوں کے ہمراہ تشریف لائے اور فرمایا تو جتنی ہڑتال تو نے کھائی ہے بس وہی تیرے لئے کافی ہے۔ تجھے آرام ہو گیا ہے اور نہ کھانا اور نہ نقصان پہنچ جائیگا اور مشکل میں پڑ جائیگا۔“

میرے دل میں خیال گزرا کہ اسکے کھانے سے آرام ہوا نہ نقصان کیا ہوگا۔ اسکے بعد ان دو آدمیوں نے قطب عالم پیر دستگیر سے کہا۔ یہ شخص ہڑتال کھانیسے باز نہیں آئیگا اور پشیمان ہوگا تب اسکو ہماری بات کی قدر ہوگی۔“ اسکے بعد میں جاگ گیا۔ پریشانی ہوئی یہ کیا دیکھا ہے کہ گو مجھے اس سے آرام ہے نہ کھاؤں۔ اللہ کی شان کہ اس میں غفلت ہوئی اور حضرت قطبی کا ارشاد بالکل یاد نہ رہا۔ ایسا پردہ پڑا کہ بالکل بھول گیا۔ صبح کو پھر ہڑتال کھالی اور اس طرح پندرہ دن گزر جانے پر ہاتھ پاؤں کا ہلانا بھی مشکل ہو گیا اور حبس پیدا ہوا کہ جانکنی کی حالت میں موت سے ہمکنار ہو گیا۔ تب حضرت قطبی کی بات یاد آئی۔ اس سے قبل بالکل یاد نہ تھی اسقدر عاجز ہوا کہ تین سال

تک اپنے ہاتھ سے کھانے پینے سے معذور رہا۔ تمام اعضاء اور جوڑوڑ
 ہل گیا۔ مردے کی حالت کو پہنچ گیا ایک رات بیہوشی طاری ہو گئی
 لوگ مجھے آوازیں دیتے اور ہلاتے تھے مگر مجھے مطلق خبر نہ تھی یکا یک
 کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مجھے لے جا رہا ہے اور تنگ و تاریک اور خوفناک
 راستہ آگیا ہے۔ بید پریشان تھا میں نے دیکھا وہاں ایک ضعیفہ جسکے
 سفید بال ہیں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو یہاں
 کیسے آیا ہے۔ میں نے دریافت کیا ”یہ کیا جگہ ہے۔“ اس نے جواب دیا۔
 ”یہ راہ آخرت ہے اور تو یہیں سے واپس چلا جا“ میں بمشکل دو قدم
 واپس ہوا تھا کہ یکا یک دو خوفناک آدمی نمودار ہوئے جن کو دیکھتے ہی
 میرے سر سے پگڑی گر گئی۔ وہ میری پگڑی کو پکڑنے کیلئے دوڑے میری
 پگڑی تیزی سے میرے گرد گھوم رہی تھی اور میں ننگے سر کھڑا حیران ان کو
 اور اپنی گردش کرتی ہوئی پگڑی کو دیکھ رہا تھا۔ اسی عالم میں کیا دیکھتا
 ہوں کہ بندگی حضرت قطبی وارد ہوئے اور فرمایا ”دو اپنی دستار کو پکڑ لے
 اور ان لوگوں کو نہ دے“ میں نے عرض کیا ”دستار بہت تیز گھوم رہی ہے
 اور یہ لوگ بھی اسکے پیچھے دوڑ رہے ہیں یہ میرے ہاتھ کیسے آئے گی۔“
 فرمایا ”جب دستار تیرے سامنے آئے تیزی سے حملہ کر کے پکڑ۔“
 میں نے ابسا ہی کیا اور دستار میرے ہاتھ میں آگئی انھوں نے بھی
 پکڑنے کیلئے حملہ کیا تھا لیکن دستار ان کے ہاتھ میں نہ آئی تھی۔

پھر حضرت قطبی نے فرمایا ”پگڑی اپنے سر پر باندھ لے“ پریشانی دور ہوئی اور دل کو اطمینان ہوا۔ اسکے بعد حضرت قطبی نے فرمایا ”فکر نہ کر خیریت ہوگئی ہے“ اور پھر ایک سمت دکھا کر فرمایا ”اس طرف جا“ میں اس طرف روانہ ہوا۔ یکایک دیکھتا ہوں کہ زمین میں نشیب ہے اور اس پر بحیاب دائرے ہیں میں نے پوچھا یہ لشکر کیا ہے اور یہ دائرے کیا ہیں۔ بتایا گیا ”یہ دنیا ہے۔“

اسکے بعد میں بیہوشی میں آگیا اور دیکھا کہ سب مرد و عورت رو رہے ہیں۔ میں نے کہا رونا بند کرو اسلئے کہ حق تعالیٰ نے حضرت قطبی کی شفاعت اور مدد سے مجھے بخش دیا ہے اسکے بعد مزید پانچ سال بیماری میں گزرے بہت تکلیف اٹھائی اور ہر طرح سے عاجز ہو گیا۔

ایک بار حضرت قطبی پھر خواب میں نظر آئے اور فرمایا ”ہم نے تمہیں ہڑتال کھانے سے منع کیا تھا لیکن تم نے اس پر عمل نہ کیا۔“

میں نے عرض کیا ”اللہ کی شان کہ آنکھوں اور عقل پر پردہ پڑ گیا تھا“ سخت شرمندہ ہوا۔ فرمایا ”فکر نہ کر تیری زندگی ابھی باقی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ تکلیف رہے گی۔“

آخر کار حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحتیاب کیا۔

نگہبانی

لطیفہ نمبر ۱۰۶۔ جب پیر شاہ نے بسہی افغانوں کو قلعہ گوالیار میں حاضر ہونیکا فرمان جاری کیا۔ خواجہ سراؤں کو اس کام پر مقرر کیا کہ بسہی افغانوں کو روانہ کریں۔ اگر خوشی آئی کو تیار نہ ہوں تو انکو بے عزت کر کے انکے گھروں کو نذر آتش کر کے لایا جائے جب یہ خبر پھیلی تو ہم بسہیوں کو فکر ہوئی کیونکہ مجھ میں جانے کی سکت نہ تھی۔

ایک شب حضرت قطب عالم پیر دستگیر کو خواب میں دیکھا فرمایا، ہم اس بسہی میں موجود ہیں کیا فکر کرتے ہو یہاں کوئی نہیں آئیگا، یہاں طینان ہو گیا۔ ایک مدت بعد پھر شور و غوغا ہوا کہ بسہی افغانوں کو لے جانے کے لئے خواجہ سرا مقرر ہو گئے ہیں جو آرہے ہیں۔ ہماری بسہی میں بے قراری بڑھ گئی اور ہم فکر مند ہو گئے۔ بندگی حضرت قطبی نے ایک دوسرے شخص کو خواب میں فرمایا، "دو سو کھدو کہ ہم تیرے گھر کے ارد گرد نگاہ رکھے ہوئے ہیں تجھے کیا فکر ہے۔ ہم نے تیرے گھر کی حد بندی کر دی ہے بلکہ تمام بسہی کی دیکھ بھال پیش نظر ہے جو لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں پشیمان ہو کر اپنے گھروں کو آجائینگے یہاں کوئی خواجہ سرا نہیں آئیگا تو اپنے گھر میں رہ۔"

اس شخص کے کہنے کے بموجب میں کہیں نہ گیا لوگ مجھے سلامت کرتے تھے کہ تم نے ہمارا ساتھ نہیں دیا ہے حکم خدا سے کوئی خواجہ سرا ہماری بسہی میں نہ آیا اور چند دن بعد جو لوگ گھروں کو چھوڑ کر

بھاگے تھے واپس اپنے گھروں میں آگئے وہ بھی مجھے ان کا ساتھ نہ دینے پر ملامت کرنے لگے۔ جب میں نے یہ واقعہ کہ حضرت قطبی نے مجھے گھر چھوڑنے کی ممانعت کر دی تھی ان لوگوں کو بتایا تو وہ مطمئن ہو گئے۔

پیر و مرشد کا تصرف

لطیفہ نمبر ۱۰۔ میاں بابو اپنے بھائیوں کے ہمراہ تیار ہو کر لنگوہ روانہ ہوئے۔ میں نے ان سے کہا کہ ”پیر زادوں نے تمہیں جامہ خلافت عطا کر کے مرید کرنے کا مجاز قرار دیا ہے تاکہ لوگوں کو مرید کر دو۔ کچھ لوگ اپنے مقصود کو پا گئے ہیں کچھ امیدوار ہیں تم اس جگہ کو خالی چھوڑ دو۔ بہتر ہے اگر جاؤ تو تنہا جاؤ اور جلد واپس آ جاؤ“ میں نے بہت کوشش کی رضا مند نہ ہوا اور سب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا۔ ایک کوس جا کر ٹھہر گیا۔ میرا دل بہت پریشان تھا۔ سوچتا تھا کہ میاں بابو یہاں تھا تو خوب صحبت رہتی تھی حضرت پیر دستگیر اور پیر زادوں کے ذکر اذکار میں وقت خوب مزہ سے گزرتا تھا۔ خوش رہتے تھے اب تنہائی میں رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا۔ آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ ایک ساعت گزری تھی کہ ایک شخص آیا، اور کہنے لگا۔ ”میاں بابو کی روانگی سے تو رنجیدہ ہے؟“

میں نے جواب دیا ”ہاں کہنے لگا“ جا اور میاں بابو کو واپس لے آ“ میں نے کہا ”دو تین مہینے سمجھا تا رہا ہوں لیکن اس نے میری ایک نہ مانی اب کیسے واپس آ جائیگا۔“

وہ شخص مسکرا کر کہنے لگا ”تو ایک دفعہ جا تو سہی بابو واپس آ جائیگا“ میں نے کہا۔ میرے پاس گھوڑا نہیں ہے اور پیدل چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس نے کہا ”تم ٹھہرو البتہ بطور نشانی مجھے اپنی تسبیح دیدو تاکہ میں کچھ تمہاری باتیں سنا کر اور تسبیح دکھا کر اس کو واپس لاؤں گا۔“ حضرت قطب عالم کی عظمت کی برکت سے میں اسکو واپس لے آؤں گا۔ اس کے بعد وہ شخص تسبیح لے کر چلا گیا اور میں سو گیا۔

دو پہر رات باقی بقی کہ میاں بابو میرے بابو میرے گھر پہنچ گیا اور ملاقات کی۔ میں نے پوچھا کیسے واپس ہوئی؟“

اس نے کہا ”مٹنے ہی تو مجھے واپس بلایا ہے۔ حضرت پیر دستگیر کی عظمت کچھ ایسی اثر انداز ہوئی کہ میرا ارادہ بدل گیا اور دل میں یہی سائی کہ واپس جا کر گھر میں مقیم ہو جاؤں اس پر سب چھوٹے بڑے تعجب میں تھے۔“

ہم نے حق تعالیٰ سے تیری بخشش کرا لی ہے

لطیفہ نمبر ۱۰۔ ایک مرتبہ میاں بابو زیادہ بیمار ہو گیا ہر چند کہ دوا دارو کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ بیماری شدید ہو گئی دستوں کی تکلیف تھی دن رات بیہوش رہتا تھا جانکنی کی حالت ہو گئی تھی زندگی کی اُمید نہ تھی۔ حکیم خدا سے ایک دم ہوش میں آ گیا اور پہنے ہوئے کپڑے اتار کر پاک کپڑے پہنے۔ وضو کیا ظہر کی نماز کا وقت تھا نماز ادا کی ہمیں تعجب ہوا کہ زندگی کی تو اُمید نہ تھی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اسے صحت ہو گئی دل بہت خوش ہوا۔

اسکے بعد میاں بابو نے بتایا، ”تو آج عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں جانکنی کی حالت میں تھا اور دنیا کی کچھ خبر نہ تھی۔ خیال تھا کہ جان قبض کر لی جائیگی۔ ناگاہ بندگی حضرت شیخ عبدالقدوس سرہ تشریف لائے اور فرمایا ”تو نے بہت رنج و زحمت اٹھائی ہے“ میں نے عرض کیا، ”جی ہاں قریب ہے کہ جان قبض کر لی جائے۔“

انہوں نے فرمایا ”واقعی تو آخرت کے سفر ہی کا تھا لیکن ہم نے اس سفر حق تعالیٰ سے تیری بخشش کرا لی ہے یہاں تک کہ تو ہمارے روضہ پر پہنچ جائے اب اٹھ فکر نہ کر۔“ میں نے عرض کیا ”مجھ میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے“ انہوں نے اپنے عصا کی نوک میرے پہلو کے نیچے رکھ کر مجھے ہلایا، اور

فرمایا "اٹھ" اللہ کے حکم سے اسی وقت مجھ میں اٹھنے کی طاقت پیدا ہو گئی اور میری آنکھیں کھل گئیں ہوش میں آ گیا پاک کپڑے پہنے۔ ظہر کی نماز ادا کی اس بات پر حیرت میں ہوں کیا بیان کروں۔

سبحان اللہ بندگی حضرت قطب العالم پیر دستگیر قدس اللہ روحہ کی ولایت کی کیا عظمت ہے جو مقام شیخ محی و ممیت رکھتے ہیں۔ ایک لمحہ میں میرے جسم میں تغیر پیدا ہو گیا کوئی تکلیف میرے جسم میں باقی نہ رہی۔ صحت مند اور ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ "اس معاملہ میں میاں بابو کے ساتھ یہ صورت ہوئی کہ بندگی حضرت قطب عالم کے روضہ متبرک پر پہنچنے کے بعد ان کا سفر آخرت ہونا تھا۔ اسکے بعد میاں بابو نے کہا کہ اپنے لڑکے کو گنگوہ بھیجتا ہوں تاکہ زمین و اmlاک کی دیکھ بھال کرے۔ اور میں کچھ دن یہیں رہوں گا۔

ایک دن میاں بابو نے مجھ سے کہا "تم سے ایک بات کہتا ہوں اگر مان لو اور اس پر راضی ہو جاؤ" میں نے اسکی بات قبول کر لی اور رضامند ہو گیا۔ "اسپر میاں بابو نے کہا" مجھے حضرت قطب عالم نے تاکید فرمایا ہے کہ میں اپنے بسہیوں کے ہمراہ قصبہ گنگوہ چلا جاؤں۔"

میں نے کہا "بسا رک ہو روانہ ہو جاؤ" اسکے بعد میاں بابو تیاری کر کے روانہ ہو گئے اور کہا "حضرت قطب عالم نے فرمایا ہے کہ میں دو سو قیامت تک کیلئے رخصت لیلوں کیونکہ روضہ مبارک حضرت پیر دستگیر پر پہنچ کر

میرا سفر آخرت ہے تو مجھ سے خوش ہو۔“

ہم دونوں دوست بغل گیر ہو کر زار و قطار روئے اسوقت موجود سب لوگ بھی روئے تھے گو یا قیامت کا منظر تھا۔ میاں بابو روانہ ہو گئے اور اسکے بعد سننے میں آیا کہ روضہ متبرکہ میں پہنچ کر چند دن بعد میاں بابو دارفتا سے دار بقا کو روانہ ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

عجب یہ ہے کہ حضرت قطب عالم کے فرمان سے سر موبر ابر فرق نہ ہوا۔

مریم خاتون ہماری بیٹی ہے!

لطیفہ نمبر ۱۰۹۔ جس زمانہ میں میرا قیام تپہ میں تھا میل درمیان بابو بیرون شگیر حضرت قطبی کی باتیں کیا کرتے تھے اور بیٹی مریم خاتون کم عمر تھی وہ بھی حضرت قطبی کی باتیں سنا کرتی تھی اسکے دل میں راسخ عقیدت پیدا ہو گئی۔ پوچھا ”حضرت قطب العالم کہاں ہیں۔“ میں نے بتایا ”شاہ آباد میں“ پوچھنے لگی۔ ”یہاں سے دور ہیں یا نزدیکی“ میں نے جواب دیا۔ ”دور ہیں“ کہنے لگی۔ ”میں حضرت قطب عالم کی مرید ہو جاؤں گی“ میں نے کہا۔ ”ہاں ہماری بھی یہی نیت ہے کہ ہمارے بچے اور جگہ مرید نہ ہوں اور تجھے تو حضرت قطبی کا مرید کراہی دیا ہے۔“

بچی خوش ہو گئی اور صدق دل سے اس پر قائم ہو گئی۔ جب اس نے ختم کلام اللہ کیا اور ہوشیار ہو گئی تو اس عمر میں بعض باتیں جو وہ بتاتی

کھتی۔ اسکے بتانے کے مطابق ظہور پذیر ہوتی تھیں۔ مجھے اور میاں بابو کو اسکی پیش گوئی پر تعجب ہوتا تھا۔ اسکے بعد جب ہم پرگنہ کانتہ کولہ میں آکر مقیم ہوئے ایک دن میاں بابو نے کہا ”مریم خاتون کلام اللہ کی تلاوت بھی کرتی تھیں، نماز روزے کی پابند ہے نیک ہے اور بعض باتیں جو وہ بتاتی ہے درست نکلتی ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے جواب دیا ”اللہ جانے مگر اس قدر جانتا ہوں کہ بندگی حضرت قطبی سے خلوص صدق رکھتی ہے۔“

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ہمارے مکان کے صحن میں بیٹھے ہیں اور مریم خاتون حضرت قطبی کے سامنے سر جھکائے دوزانو بیٹھی ہے۔ اور میاں بابو ہاتھ باندھے باادب کھڑے ہیں اسکے بعد حضرت قطبی نے مریم کے سر سے دامن ہٹا لیا ہے۔ اور اس کا سراپنے زانو پر رکھ لیا ہے اور اپنی انگشت مبارک سے مریم کے سر سے بال گرائے ہیں اور تراش دیئے ہیں۔ اسکے بعد اسکے سر پر دامن نظر نہ آیا البتہ اسکو ڈھک کر فرمایا ہے ”مریم خاتون ہماری بیٹی ہے اللہ درپردہ لاج رکھے وہ ہم سے پُر خلوص عقیدت رکھتی ہے۔“

میں نے عرض کیا۔ ”یہ کیسا مبارک دن ہے کہ آپ زبان مبارک سے فرما رہے ہیں کہ مریم خاتون ہماری بیٹی ہے۔“

احمد شکرانہ حضرت حمدیت بجالایا اور اسکے بعد بیدار ہو گیا

یہ شب کو دیکھنے کے بعد اطمینان ہو گیا کہ حضرت پیر دستگیر کی شفقت
مریم خاتون پر بید ہے۔

عقیدہ پر شک

لطیفہ نمبر ۱۱۔ ایک درویش شیخ حبیب نامی جو سرے پیر تک
برسنہ رہتا تھا البتہ ستر پوشی کرتا تھا۔ گاہے گاہے میرے گھر آیا کرتا تھا
ہم اسکی تعظیم کرتے تھے۔

ایک دن میری بیٹی مریم خاتون نے اس سے سوال کیا۔ جب
ایک آدمی مرکز قبر میں خاک ہو جاتا ہے اور اس کا جسم پارہ پارہ ہو جاتا
ہے تو جب وہ خواب میں نظر آتا ہے تو اسی جسم کے ساتھ نظر آتا ہے
اسکی کیا حقیقت ہے؟ یکا یک اس گفتگو کے دوران میاں بابو بھی
آگے کہنے لگے کہ تیرا عقیدہ پیر پر صادق نہیں ہے جو غیر کجایب متوجہ
ہے۔ ”مریم خاتون نے جواب دیا ”میرا صدق و خلوص عقیدت مرن
حضرت قطب العالم سے ہے۔ اگر میں نے فقیر سے ایک بات پوچھ لی
تو کیا ہوا۔ میرے صدق میں فرق نہیں آیا۔“

بابو نے یقین نہ کیا اور بطور تنازع کے کہتا رہا ”تو صادق عقیدہ
نہیں ہے“ جب اس بات پر تکرار ہوئی تو مریم خاتون نے کہا۔
”میاں بابو میں بھی صدق حضرت قطب عالم پر رکھتی ہوں۔“

تم زبردستی میرا صدق بدلتے ہو۔ اگر میرے صدق عقیدہ کی تصدیق
خود حضرت قطب عالم تم سے کر دیں تو مانو گے نا؟

میاں بابو نے جواب دیا اگر حضرت قطب عالم فرما دیں گے تو میری
تسلی ہو جائیگی۔ مریم خاتون نے کہا بندگی قطب عالم میرا صدق
معلوم کر لیں گے۔ اس کے بعد ایک روز میاں بابو نے مریم سے کہا مجھے
معاف کر دو۔ تب میاں بابو نے کہا۔ ”اس رات بندگی حضرت قطب
عالم تشریف لائے اور فرمایا ”میاں بابو تم یہ غلط کہتے ہو کہ مریم خاتون
کا عقیدہ صادق نہیں ہے۔ مریم خاتون بچپن کے زمانہ سے ہی بغیر ہمیں
دیکھے ہم سے صادق عقیدہ رکھتی ہے۔ اس کا عقیدہ اوروں کی
نسبت زیادہ سچا اور بچتہ ہے۔ اس کے بعد اسکے خلوص کی صداقت
سے انکار نہ کرنا اور وہ جو کچھ کہے اس کو تسلیم کر لینا۔ اس طرح حضرت
قطبی نے خواب میں مجھ سے فرمایا ہے۔ توحق پر بھٹی میں ناحق پر،
اب میری دیکھی ہو گئی ہے۔“

مریم خاتون نے کہا ”میں نے تو پہلے ہی کہا تھا مگر تم یقین نہ
کرتے تھے لیکن تمہیں خوب زیارت ہوئی کہ حضرت قطب عالم نے
میرا صدق قبول فرمایا ہے۔“

الحمد لله على ذلك

غلبہٴ حال

لطیفہ نمبر ۱۱۱۔ ایک روز میاں بابو کو حال وارد ہوا۔ بعد نماز ظہر مریم کے گھر آیا اور بیٹھ گیا۔ اسکے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا اور اشعار پڑھ رہا تھا مریم خاتون قریب ہی بیٹھی تھی اس نے دیکھا کہ بابو نے خالی ہاتھ بلند کیا اور پھر مٹھی بند کر لی دو ساعت مٹھی بند رہی اسکے بعد اس نے پوچھا ”مریم خاتون یہاں ہے؟“

مریم خاتون نے جواب دیا ”آپکے سامنے بیٹھی ہوئی ہوں“ یہ سنکر خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا ”مریم خاتون یہاں موجود ہے۔“
مریم نے جواب دیا ”میں آپکے حضور موجود ہوں۔“

اس کے بعد میاں بابو نے کہا ”حضرت قطب عالم تیرے صحن میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ تیرے صحن میں تشریف لائے ہیں اور انھوں نے ایک بہلولی دی ہے اور فرمایا ہے کہ مریم خاتون کو دید و تاکہ اچھی طرح سنبھال کر رکھے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطب عالم کو دی ہے اور حضرت قطب عالم نے مجھے دی ہے اور میں لایا ہوں۔ مریم خاتون کو لازم ہے کہ اس عطائے رسول کو بحفاظت رکھے۔“ سب اس بات پر تعجب میں رہ گئے۔

غازی سالار مسعود کی منت

لطیفہ نمبر ۱۱۲۔ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے کہا، کہ حضرت غازی سالار مسعود کی زیارت کی نیت کر لو اور کہو کہ جب صحت ہو جائیگی تو میں سالار مسعود کی زیارت کو جاؤنگا۔ میں خاموش رہا۔ لوگوں نے پھر دوسری دفعہ زور دیکر کہا کہ سالار غازی مسعود کی زیارت کی نیت کر لو اسلئے کہ سالار مسعود غازی مرد بزرگ ہیں جو کوئی نیت کرتا ہے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ مزدنٹا میں نے بھی نیت کرنی مگر میری کلی نیت یہ تھی کہ پہلے قطب عالم پیر دستگیر کی زیارت کو جاؤنگا۔ اسکے بعد بفضل خدا تقویٰ سی صحت یابی ہوئی تو حضرت سالار مسعود غازی کو خواب میں دیکھا، کہتے ہیں کہ ہماری زیارت کیلئے آؤ۔ بیدار ہو کر جو کچھ دیکھا تھا کسی کو نہ بتایا۔ اسکے چند روز بعد پھر خواب میں فرمایا ”ہمارا روضہ قریب ہے کیوں آکر زیارت نہیں کرتا۔ یہ ہے ہمارا گنبد دیکھ“ وہ گنبد مجھے نظر آ رہا تھا۔ میں بیدار ہو گیا۔ خواب کی یہ بات میں نے چند لوگوں سے بیان کی۔ انھوں نے کہا ظاہر ہے حضرت سالار مسعود تمہیں طلب کر رہے ہیں۔ فوراً جاؤ اور زیارت کرو۔ لیکن میری نیت یہ تھی کہ اول روضہ مبارک پیر دستگیر کی زیارت کرونگا اور پیر زادگان کی قد مبوسی کے بعد حضرت سالار مسعود کی زیارت کو جاؤنگا۔“

ایک روز ایک مداری درویش میرے گھر آیا اور کہا ”حضرت سالار مسعود نے مجھے بتایا ہے کہ دُتو سے کہو کہ پہلے ہماری زیارت کو آئے دیر نہ کرے۔ میں نے اس مداری سے کہا کہ ”میری نیت ہے جب قوت و بہت ہو جائیگی انشاء اللہ جاؤنگا۔ انکار نہیں کرتا اس میں میرا ہی فائدہ ہے۔“ اس نے کہا کہ میں نے تمہیں خبر پہنچا دی ہے سالار زبردست بزرگ ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی نقصان پہنچ جائے۔“

غرض کہ میں حیرانی میں پڑ گیا لیکن دل میں یہی طے کئے ہوئے تھا کہ اول پیر و ستیگر کی زیارت اور پیر زادگان کی قد مبوسی کی سعادت نصیب ہو پھر کوئی دوسرا کام ہو۔ پھر ایک رات کو حضرت قطب عالم تشریف لائے اور فرمایا ”دُتو افضل یہی ہے کہ پہلے ہماری زیارت کرے میں بیدار ہو گیا اور اس سے میری قوت و حوصلہ میں اضافہ ہوا۔“

اسکے بعد پھر ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ سالار مسعود میرے گھر آئے ہیں اور میرے سر کے بالوں کو پکڑ کر غصہ سے روانہ ہوئے چند قدم ہی گئے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا تو کون ہے کہ دُتو کو سر کے بال پکڑ کر لیا جاتا ہے۔ ”سالار مسعود نے اسکے بال بھی پکڑ لئے اور چلنے لگے جب چند قدم اور چل چکے تو ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی یہی کہا ”تو دُتو کے سر کے بال پکڑ کر بیچنے والا کون ہے؟ سالار نے اسکے سر کے بال بھی پکڑ لئے اور ہم تینوں کو پکڑ کر چل دیئے، خلاصی ممکن نہ تھی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ شل شہباز

حضرت قطب عالم مدد کو پہنچ گئے اور جب حضرت سالار نے حضرت قطب عالم کو دیکھا تو ہمارے سر کے بال چھوڑ کر کھڑے ہو گئے میرے دل میں خیال آیا کہ ہماری رستگاری کیسے ہوئی ہے جب میں نے پیچھے نظر کی تو دیکھا کہ حضرت قطب عالم کھڑے ہیں۔ اسی وقت ایک اور آدمی نمودار ہوا اور کہنے لگا "و تو سے کیا گناہ ہوا ہے جو اسکو سر کے بال پکڑ کر لے جا رہے ہو۔" حضرت سالار مسعود نے فرمایا "اس نے نیت کی تھی کہ جب صحت ہو جائیگی تو میں زیارت کیلئے جاؤں گا۔ اب اپنی نیت بدل رہا ہے۔"

اس پر اس شخص نے کہا کہ "ابھی یہ کمزور ہے جب آپ تک آئیے قابل ہو جائیگا تو آئے گا،" سالار مسعود مسکرائے اور کہا "خوب" غرض یہ سب کچھ جب حضرت سالار مسعود اور حضرت قطب عالم کی جانب سے معائنہ ہو رہا تھا۔ میں حیران اور پریشان تھا۔

اسکے بعد ایک شب میں دیکھا کہ میں روضہ حضرت قطب عالم پر گیا ہوں اور زیارت کی ہے اور فاتحہ و اخلاص پڑھتی ہے کچھ دیر بیٹھا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ خلافت قبر کا کپڑا ایسا عجیب ہے کہ اس سے قبل کہیں نہ دیکھا تھا اور جس طرح کے محل روضہ مبارک میں دیکھے ایسے کہیں نہ دیکھے تھے۔ میں نے کورو، مندو، گجرات اور دلی کے بادشاہوں کے محلات دیکھے تھے مگر وہ انکے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھے۔

اور جو مجاوری اور بان روضہ مبارک پر بیٹھا ہوا تھا بڑا خوفناک تھا۔ کسی کو اس سے بات کر نیکی جرات نہ تھی۔ بہت لوگوں کا اذہام تھا وہ مجھ سے کہنے لگے کہ بندگی حضرت قطب عالم کی زیارت کرنا اولیٰ تر ہے اسکے خوف میں ایسا تاثر ہوا کہ کچھ نہ کہہ سکا بیدار ہو گیا میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ اسکے بعد پھر ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں دوسری دفعہ حضرت قطب عالم کی زیارت کیلئے گیا ہوں۔ فاتحہ و اخلاص کی تلاوت کی ہے دل میں خیال گذرا کہ حضرت قطب عالم کے روضہ مبارک کی زیارت تو دو دفعہ ہو گئی ہے لیکن اپنے پیر زادگان حضرات کو میں نہیں دیکھ سکا ہوں یہ کیسا حالت ہے۔ جب روضہ مبارک سے باہر آیا تو دیکھا کہ چاروں بھائی اپنے اس رواستی گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں انکی قد مبوسی سے مشرف ہوا۔ دل بید فوش ہوا ادب سے بیٹھ گیا دیکھا کہ شیخ المشائخ شیخ حمید اور شیخ المشائخ شیخ احمد کے مابین علمی بحث ہو رہی ہے۔ بندگی حضرت قطب عالم بھی تشریف لائے اور پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مجھ پر بید شفقت و کرم فرمایا دل آنا خوش ہوا کہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ حضرت قطب عالم نے دریافت فرمایا "موضوع بحث کیا ہے" بندگی شیخ احمد نے فرمایا حضرت قطب عالم نے دونوں باتوں کے جوابات دیئے اسکے بعد میں جاگ گیا۔ چند روز بعد حضرت سالار مسعود غازی اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے آموچہ دوئے اور فرمایا "میں بندگی شیخ عبدالقدوس اور ان کے صاحبزادگان سب ایک ہیں تو ہم میں فرق

نہ کر، اس کے بعد میں بیدار ہو کر پھر پریشان ہو گیا۔ حیران تھا کہ دونوں طرف ایسی کوشش ہوئی ہے جبکہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کیا کروں۔“
 آخر بہت عجز و زاری سے بندگی حضرت قطب العالم کو شفیع ٹھہرایا گیا اور عرض کیا میرا حال آپ پر خوب روشن ہے آپ نے اس حقیر کو اپنی زیارت بھی کرائی اور پیرزا دکان کی قدبوسی بھی کرا دی ہے۔ اب سالار مسعود غازی کی زیارت کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں اس مشکل سے نجات پاؤں۔“

اس کے بعد حضرت قطبی کو ایک شب خواب میں دیکھا فرماتے ہیں ”تیرے کام کی تکمیل تو ہمارے در سے ہے“ اور میں نے دیکھا کہ وہ تیغ برہنہ (جو سالار مسعود لیکر آئے تھے)، ان کے در پر پڑی ہوئی ہے۔ بیدار ہو گیا۔ چند روز بعد محمد خان نے مجھ سے کہا کہ چند بار تمہیں مسند عالی عیسیٰ خان نے بلایا۔ تم نہیں گئے۔ اب میرے ہمراہ چلو تاکہ مسند عالی سے ملاقات ہو۔ تمہاری روانگی کا انتظام میں کر دوں گا۔“ میں نے کہا چلوں گا اس شرط پر کہ قبضہ گنگوہ ہوتے ہوئے چلو۔ اُس نے کہا کہ میری بھی یہی نیت ہے کہ زیارت حضرت قطب العالم اور پیرزا دکان کی پابوسی کے بعد آگے روانہ ہوں گا۔ میرا دل بہت خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے زیارت حضرت قطب العالم اور پابوسی پیرزا دکان نصیب کی جو کچھ کہ میں حق سبحانہ سے چاہتا تھا وہی میری نیت پیردشگیر کے صدقہ میں پوری ہوئی اور بندگی حضرت پیرزا دکان نے اس آستان کے اس خاکروب پر ایسا لطف و کرم کیا کہ شکر کسی طور بھی ادا نہ کر سکا۔

میرے دل میں یقین ہو گیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ الحمد للہ کہ روضہ مبارک دیکھا اور پیر زادگان کی پابوسی سے مشرف ہوا تھا۔ جو مطلب تھا حسب منشاء حاصل ہوا۔ حق سبحانہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے مقاصد پورا کرے۔

مکتوب دیوزنار کے سوالات کا جواب

(مکتوب دیوزنار بجانب ملک المشائخ ابو الفتح متبع اللہ تعالیٰ المسلیں)
 کثیر و لا محدود حدیث اس ذات بے نیاز کیلئے ہے جو اپنے سوختگان آتش عشق اور فراق خوردہ کو شربت وصال سے سرفراز کرتی ہے۔ اور حجاب درود و سلام بروضہ متبرک سید کائنات، مظہر موجودات، امام المسلیں و خاتم النبیین احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وافر دعاؤں اور کثیر تالیفات جناب والا روشن ضمیر و حق پذیر کے حضور میں پیش کرنے کے بعد عرض ہے کہ بمصدق المعرفۃ ولو کلبہ عقود یعنی معرفت سگ گزیدہ تک کو مفید ہے۔ اور یہ مخصوص ہے فقراء و اہل معرفت کی جماعت کیلئے بوجہ وصل حق کے، کیونکہ معرفت کے اسرار انبیاء اولیا و کیلئے مخصوص ہیں یہ عوام الناس کا حصہ نہیں ہیں جسکو ازل سے ہی معرفت و اسرار مقدر نہیں کئے گئے وہ دنیا میں انکی تحصیل کیلئے خواہ کتنی ہی کوشش کرے اسکے لئے ان کو پالینا ممکن ہی نہیں ہے اسلئے کہ معرفت و اسرار

بھی مقدر میں رزق ہی کی طرح تقسیم کئے گئے ہیں۔ بیت

اسرارِ محبت را ہر دل نبود قابل درنیت بہر دریا زرنیت بہر کلانے
 (اسرارِ محبت کے قابل نہیں ہر دل، درافشاں نہیں ہر دریا، زردار نہیں ہر کان)،
 حاصل یہ کہ چونکہ حق تعالیٰ نے آپکی ذات باصفات کو اپنی محبت، اسرار و
 فضل سے مشرف کر دیا ہے۔ مبارک ہو نعمتِ دینی و دنیوی مبارک ہو اور ہمیشہ
 مبارک ہو۔ آمین یا رب العالمین ۵ ہر گونہ کہ مائیمِ خدای داند

اسرار کے منظورِ نظر اور قلوبِ الالبصار کے مقبولِ دوست، جامِ عشق
 نوشیدہ و پوشیدہ درویش، اسرارِ حق کے فہیم یعنی ملکِ المشائخ و متقین، بحر
 المعانی نعمانِ الثانی قطبِ عالم شیخ ابوالفتح متع اللہ تعالیٰ بطولِ بقاء
 کی خدمت میں زنا روارِ پابوسی کے بعد عرض پر داز ہے مطالعہ فرمائیں۔

تاریکِ شب کو روشن کرنیوالے روشن ضمیر آپ کو معلوم ہو کہ اس
 بندہ کینہ کی ہر علم پر دسترس ہے اور بصدقہ شیخ اس غلام کو ہر علم پہنچا ہے
 چنانچہ علمِ قرآن، صرف و علمِ اصول فقہ، علمِ منطق و علمِ فرائض اور دوسرے
 علوم بھی اور اس بندہ حقیقہ کے ہر قسم کے شاگرد ہیں کیا مسلمان کیا کافر جو شخص
 اس فقیہ کے مانع ہوتا ہے وہ کفر و اسلام کو خوب جان لیتا ہے۔ اگر ملکِ المشائخ

اس بندہ حقیقہ کے چند سوالات کا جواب عنایت فرمائیں تو یہ حقیقہ حضور کی پابوسی
 کو حاضر ہوگا۔ لیکن ترسیلِ جواب شرط ہے۔ یہ مسائل شیخ علاء الدین، مولانا
 اسحاق مفتی اور دوسرے ائمہ کو بھی چند مرتبہ لکھے جا چکے ہیں لیکن ان میں کسی

بھی جواب نہیں دیا۔ مسائل یہ ہیں۔

۱۔ اکوان بکون ذات محقق مکون است باغیر کون ذات باکوان مکون است
یعنی موجودات ذات حق کے وجود میں مضمحل ہیں یا ان کا وجود علاوہ وجود ذات
حق ہے۔ اس عقدہ کو حل کیجئے کہ ہر وہ چیز جو موجود ہے کیا وہ ذات وحدت میں
مضمحل ہے (یعنی اس ہی کا حصہ ہے) اسکے علاوہ پانچ مسائل اور ہیں یہ کہ
۱۔ آدم علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے بعد دو رکعت ادا کی تو اس میں
قرآن کیا کی۔ اسلئے کہ قرآن کا نزول بعد پیدائش حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم ہوا، اس سے پہلے نہیں۔

۲۔ اگر مومن بندہ مرتبا ہے تو اس کی جان (روح) کہ علیین میں لے جاتے
ہیں لیکن روح کو جسم میں ڈالنے کے وقت کہاں سے لاتے ہیں؟

۳۔ پیغمبر علیہ السلام کو شب معراج میں اوپر لے گئے اور ساتوں آسمانوں
سے گزرا گیا، تصویر یہ ہوا کہ خدا اوپر ہے مگر جو یہ سمجھے یا یقین کرے کافر ہو

۴۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں تجھے جان سے مار دوں گا اگر نہ
ماروں تو میری بیوی پر تین طلاق اس طرح یہ کہنے کے بعد وہ کیا

کرے اگر مارتا ہے تو ناحق ایک مسلمان مارا جاتا ہے اور اگر نہیں
مارتا تو اسکی بیوی پر طلاق واقع ہوتی ہے۔

۵۔ پھیلی کا ذبیحہ یہ ہے کہ کوئی اسکو کپڑ کر پانی سے باہر لائے اسلئے کہ
اسکے ہاتھ میں پھیلی کی ہلاکت ہی ذبیحہ ہے۔ کافر کی ذبح کی ہرئی

بکری یا گائے حلال نہیں ہے جبکہ کافر کے ہاتھ کی پکڑی ہوئی ہلاک
 پھلی حلال ہے ؛ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ سب پر اللہ کی
 امان ہو۔

دیوزنار کے اس سوال کا جواب جو کہ شیخ ابو بکر دقاق کی بیت پر ہے۔
 حاصل سوال یہ ہے کہ موجودات بوجود حق موجود ہیں یا موجودات کا وجود
 غیر حق ہے جواب واللہ اعلم بالصواب معلوم ہونا چاہئے کہ یہ اختلافی مسئلہ جو
 مصرع اول عرفاء و موحیدین کے مذہب کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ
 وحدت وجود کے قائل ہیں جنکے نزدیک وجود میں کثرت نہیں ہے یعنی وجود
 فی الحقیقت ایک ہی ہے۔ بس اس ضمن میں قطعی طور پر انکے عقیدہ
 کے مطابق موجودات کا وجود عین حق کا وجود ہے باعتبار ظاہر مختلف
 موجودات اعیان ثابتہ ہیں اور وجود واحد کا ظہور ہی پر مظہر کی حیثیت و
 آثار کے بموجب کثرت میں رونما ہے اور عین وحدت کثرت پذیر ہے جیسے
 کہ شخص واحد کثرت میں نمایاں ہے یعنی آدم سے ابنائے آدم لیکن حقیقت
 اصل آدم واحد ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع علمائے ظاہر کے مذہب کی
 طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ کثرت وجود کے قائل ہیں انکے نزدیک موجودات
 کا وجود حق کی ذات کا غیر ہے اور حضرت واجب الوجود نے کل
 موجودات کو ان کی ایجاد کے وقت وجود عطا فرمایا ہے اور وجود حق
 انکے نزدیک قدیم ہے اور موجودات کا وجود حادث ہے۔ اور ان

دونوں عقیدوں کی تفصیل طویل ہے۔

۱۔ حاصل سوال یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے دو رکعت ادا کی تو قرآن کیا کی۔ جواب ہے واللہ اعلم بالصواب۔ معلوم ہونا چاہئے کہ نماز میں قرآن کی پابندی اللہ کے فرمان فاقروا ما تیسر من القرآن پس بتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو۔ کیمطابق آئی ہے اور یہ خاصہ نماز شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انبیاء سابق اپنی کتب و مصحف کیمطابق عبادت کرتے تھے چونکہ پہلے کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں ہمیر منسوخ احکام کا جاننا لازم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے ان صحائف کے مطابق عمل کیا ہو جو انیر نازل ہوئے۔ غور و فکر کا مقام ہے کہ منسوخ احکام کا جاننا درست نہیں۔

۲۔ حاصل سوال یہ ہے کہ موت کے بعد تو مومن کی روح کو علیین میں لیجاتے ہیں لیکن روح کو جسم میں داخل کرتے وقت کہاں سے لاتے ہیں۔

جواب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جاننا چاہئے کہ اس مسئلے کا حل روح کی حقیقت جاننے پر ہے اور روح کی معرفت شریعت میں وارد نہیں ہوئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الروح قبل الروح من

امر ربی وما اوتی تم من اللہ الا قلیلا زاہدی میں لکھا ہے اے محمد کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے روح کی حقیقت کا علم میرے رب کو ہے میں نہیں جانتا بالکل اسی طرح کہ کسی سے کوئی مشکل مسئلہ

دریافت کیا جائے اور وہ کہے یہ میرا کام نہیں ہے میرے استاد سے پوچھو

اور فی المدارک الجمہور علیٰ انہ الروح الذی فی الحيوان سالوہ
عن حقيقة فام انه من امر الله تعالى ای مما استأثر به بعلمہ
وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ لقد مضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وما یسلم الروح وقد عجزت الاولیاء عن ادراکہ ای ما ہیہ بعد
اتفاق اعماد الطویلہ علی الخوض فیہ وفیہ ایضا قولہ تعالیٰ وما
اوتیتہم من العلم الا قلیلا الخطاب عام ای ایہا المؤمنون و
الکافرون فقد روى ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما
قال لہم ذلک قالوا نحن مختصون بهذا الخطاب ام انت معافیہ
نقال نحن وانتم لم نؤت من العلم الا قلیلا۔

مدارک میں ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک روح حیوان و انسان
سب مشترک ہے اور روح کی حقیقت کے بارے میں جو سوال کرتے ہیں
تو وہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں ہے ایک برتر ہے
اور حضرت ابی ہریرۃ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
روح کے بارے میں سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
اسکی حقیقت سے واقف نہیں ہوں اور اسکے ادراک و ماہیت سے
لا علم ہوں اور اسکی حقیقت کو جاننا طویل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد
کیطابق ہمیں تقویٰ و علم دیا گیا ہے اور مومنوں سے خطاب ہے کہ

اے مومنو اور کافر و روح کا حکم سب مخلوق میں ہے یعنی فرمایا تمہیں تلیل علم دیا گیا ہے۔ اسلئے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے بیان میں سکوت فرمایا تو کسی دوسرے بیچارہ کی کیا مجال ہے کہ دم مارے۔ البتہ عارفوں نے اپنے کشف کی رو سے کچھ بات کی ہے مگر روح کی حقیقت بیان نہیں کی بزرگوں نے فرمایا ہے کہ عالم روح عبادت ہے ایک عالم سے کہ جسکی طرف سے جس سے اشارہ نہیں کیا جاسکتا اور اس کو عالم غیب، عالم امر اور عالم علوی کہتے ہیں اس کے خلاف عالم شہادت ہے جو مراد ہے اس عالم سے جس میں قوت حس کو دخل ہے۔ اسکو عالم خلق، عالم سفلی اور عالم ملک کہتے ہیں اور عوارف میں ہے الملک الظاہر الکون والملکوتے باطن الکون مراد ہے کہ عالم ملک ظاہر مخلوق ہے اور عالم ملکوت باطن تخلیق ہے اور بعضوں کے نزدیک روح کثیر المکان ہے لیکن یہ قول متبر نہیں ہے کیونکہ روح زمان و مکان سے منزہ ہے اور اسکی کیفیت اور حالات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اور بعض روایات میں ہے کہ ارواح اجسام کی تخلیق سے چند ہزار سال پہلے موجود تھیں (کما قیل الاسواح جنود منجندۃ فما لقارت منها ایتلف وما تناکس منها اختلف) پس جب روح مکان و زمان سے پاک ہے پھر یہ سوال کرنا کہ روح کو کہاں سے لاتے ہیں نامناسب سوال ہے اور معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذا سوتید ونفخت فیہ من

روحی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آدمی کے جسد کے بننے کے بعد
اللہ کی قدرت سے روح کا جسد سے تعلق قائم کیا جاتا ہے اور آدمی
حیات پاتا ہے اور جلد انسانی اوصاف جسد میں پیدا ہو جاتے ہیں روح
کی کیفیت ہماری عقل میں نہیں آ سکتی اسکے جسم میں داخل کرنے اور
خارج کر نیکی کیفیت ہماری عقل سے باہر ہے واللہ اعلم بالصواب۔

وخیطر بیانی واللہ اعلم ان الروح الانسانی بقدرۃ اللہ تعالیٰ

او حکمہ لما توجه من عالم القدس الی عالم الاجسام ظہر فی عالم
الشہادۃ بالجسد من غیر تغیر و تبدل من حقیقتہ فان ظہور اللطیف
فی عالم الکشف لا یمکن الا کشفاً قولہ تعالیٰ ولو جعلنا ملکاً لجمعنا
سرجلاً الایہ مشعراً بهذا الس ولہذا کان ظہور جبرئیل علیہ
السلام بصورة الرجل فاعرف فعلم من ذلک ان الروح الذاق
لا یمکن بلا جسد ابداً یعنی اور یہ جو خیال دل میں آتا ہے وہ اللہ جانتا
ہے انسان کی روح کے باریں اپنے علم اور قدرت سے واقف ہے اور جب
اللہ عالم قدس سے عالم اجسام کی طرف متوجہ ہوا تو عالم شہادت ظاہر ہوا
جسم کیساتھ حقیقت کے تغیر اور تبدل کے بغیر پس اسکا ظاہر ہونا عالم
ظاہر میں لطیف ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم روح کو فرشتہ بتاتے تب بھی اسکو
انسان بناتے وہ فرشتہ نہ رہتا مگر یہ ظاہر ہوا کہ روح ایک راز ہے اور اسلئے
جبرئیل بصورت انسان ظاہر ہوئے پس جانا گیا کہ روح بغیر جسد کے ہمیشہ

نہیں ٹھہر سکتی۔ کیونکہ انسان دنیا میں دو حالتوں پر ہے، حالتِ بیداری اور حالتِ خواب۔ دونوں حالتوں میں اس کا قالب بھی ہے اور جسد بھی اور یہ کسی پر پوشیدہ نہیں گو خواب والا قالب بیداری کے قالب کے دوسرا معلوم ہوتا ہے ورنہ عند اللہ دونوں قالب ایک ہی ہیں اسلئے جو سرور یا تکلیف قالب کو ہوتی ہے اسکے آثار قالب بیداری پر بھی رونما ہوتے ہیں اور اسی لئے قالب خواب کی حالت میں ناپاکی واقع ہو جانے پر بیداری کی حالت میں غسل واجب ہو جاتا ہے اور یہی لیل دونوں حالتوں میں قالبوں کے اتحاد یا ایک ہی قالب ہونے پر صادق آتی ہے عند اللہ تعالیٰ اور عالمِ قبر جو دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ ہے سب کیلئے یقینی ہے۔ قوله تعالیٰ ومن وراءہم برزخ الا یومر سبعون سواً کان المیت محرراً واما کولاً او مد فوناً اور اسکے پیچھے عالمِ برزخ ہے اور قیامت تک، خواہ امت جلی ہوئی ہو یا کسی جانور نے کھالیا ہو یا دفن ہوئی ہو یہ سب عالمِ برزخ میں ہیں، اور یہی دست معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ برزخ کا ایک مناسب قالب اس عالم کی نسبت سے ہی ہوگا۔ اہل سعادت کا عالمِ برزخ میں مرتبہ اعلیٰ علیین میں ہوگا اور اہل شقاوت کا مقام اسفل سبعین میں ہوگا اور صاحب الفصول الحکم (رحی الدین ابن عربی) کے قول کی مطابقت جو نص یونس میں درج ہے۔

واذا اخذہ الیہ سوی لہ مرکباً غیر ہذا المركب من جنس

الدار التی ینقل الیہ ای فاذا الحق الانسان الیہ بالموت سوی لہ مرکباً۔ یعنی پھر حق تعالیٰ اسکو اپنی طرف لے لیتا ہے تو اسکے لئے اس مرکب کے سوا مرکب بنانا ہے اور یہ دوسرا مرکب اس دار کے جنس سے ہوتا ہے

جس کی طرف وہ منتقل ہوا ہے اور پھر انسان کبھی نہیں مرے گا اس اخروی بدن کے اجزاء متفرق نہ ہونگے۔ اور شرح مفتاح القلوی میں ہے۔

”ای الم کیل لمساوی هو الم کب المثانی البرزخی ای الجسد المثانی وهو کل من اهل الکمال بحسب درجاته ومناسبة فينعون وکل من اهل النقصان بحسب درجاته، ونقائصه فيتعذبون وكذلك بعد الحشر“ یعنی جو مرکب کہ بنائی گئی ہے وہ مرکب مثالی برزخی ہے (یعنی جثالی) یہ اہل کمال میں سے ہر ایک کیلئے اسکے درجات کے مطابق اور اسکی مناسبت سے ہے اور ان پر انعام ہوتا ہے اور اہل نقصان میں سے ہر ایک کیلئے اسکے نقصان و اعمال کے مطابق ہے اور ان پر عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح حشر کے بعد۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا النوم اخ الموت یشیر الی ذلک یعنی (نیند موت کی بھائی ہے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا) لیکن اس قسم کا بیان متقدمین سے منقول نہیں ہے اور یہ مشکل ہی قابل فہم ہے واللہ اعلم بالصواب ۳۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب مزاج میں عالم بالا میں لیجا یا گیا جس سے یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سمت بالا پر ہے تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً

جواب واللہ اعلم بالصواب اس فقیر نے اس سوال کا جواب ایک خط میں وضاحت سے دیا ہے اس کا مطالعہ کرنا بہتر ہوگا لیکن یہاں اختصار

سے بیان کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات مطلق ہے اور لطیف سے لطیف تر اور ہر چیز پر محیط تر ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات کو ہر ذرہ اور ذرات عالم سے معیت و قرب حقیقی ہے لیکن اس کا مفہوم مشکوک سا لگتا ہے اور ہماری عقل میں نہیں آتا اور اسپر قرآن پاک دلالت کرتا ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے

وہو معکم ایما کنتم (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا اللہ بشئ محیط (جان لو کہ اللہ ہر چیز پر محیط ہے)

اس ضمن میں معلوم ہونا چاہئے کہ عالم علوی میں تخلیقی لطافت کا اعتبار سے آثار و انوار ظہور حق نمودار و ظاہر ہیں۔ اسکے برعکس عالم سفلی میں اس کی تخلیقی کثافت کی بناء پر آثار و انوار حق ظاہر و نمودار نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان الرحمن علی العرش استوی۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور

فہم من فہم و ایس فی المہراج الی العالم علوی واللہ اعلم (سمجھا جو سمجھا معراج میں عالم بالا کی طرف سیر اللہ سب سے بہتر جانتا ہے۔)

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سنت الہی کی حکمت کاملہ اور قدرت بالغہ اسپر رکھی ہوئی ہو کہ ہر علم اس عالم کی نسبت سے ہو یعنی کوئی خلق عالم علوی سے عالم سفلی کی طرف نزول کی صورت میں کثافت پذیر ہو اور عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف عروج کی حالت میں لطائف اختیار کرے مثلاً جبریلؑ جو کہ ملکوتی درجہ میں عالم ناسوت میں بشری صورت پر ہوتے ہیں قولہ تعالیٰ لہا بشرًا اسویہ و قولہ تعالیٰ لوجعلنا ملکًا وجعلناہ رجلًا و للبنا علیہم

مایلیسون (پس جو صورت پکڑی واسطے اسکے تندرست آدمی کی، اور اللہ نے فرمایا اگر کرتے ہم اسکو فرشتہ البتہ کرتے ہم اسکو بصورت مرد کے اور البتہ شبہ ڈالتے ہم اوپر انکے جو شبہ کرتے ہیں، یہ خبر اسی راز کی طرف اشارہ ہے عروج عیسیٰ علیہ السلام جو کہ ناسوتی ہے وہ عالم ملکوت میں صورت نورانی ہے متصف ہے جب واپس عالم سفلی کی طرف نزول ہوگا تو صفات ناسوتی پر ہوگا۔

عالم کثافت سے عالم لطافت کی جانب معراج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہی راز ہے یعنی یہ کہ وجود مبارک ہر منزل میں عروج کے بعد اسی منزل کی مطابقت سے لطیف ہوتا گیا ہے یہاں تک کہ وجود مبارک کثافت کوئی سے مطلق پاک ہو کر لطافت سبحانی سے متصف ہو گیا اور جہدی معراج کو روحی معراج پر یہی فضیلت ہے۔ معراج روحی انبیاء اولیاء کو ہو سکتی ہے لیکن معراج جہدی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے اسلئے جب حضور کی ذات مبارک اپنے عروج میں کمال لطافت کو پہنچی تو اس نے سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے کسی کو نہ پایا۔ اے عزیز اس میں یہی راز ہے۔

۴۔ اس سوال کا حاصل یہ شرط ہے کہ اگر فلاں شخص فلاں شخص کو قتل نہ کرے تو اسکی بیوی پر تین طلاق ہو ایسی حالت میں کیا کرے۔ کتب فقہ اور کنز میں تحریر ہے۔ ومن حلف معصیۃ ینبغی ان یحنت اى نفسه وکیفہ وفى الحاشیۃ مثل ان یقول لایصلی ولا یکلم لیا ان تعتدن فلانا کافی فان قیل کیف یحنت فی ولاعتدن مافی الباب انه لایقتل

ولکن مادام حیا ممکن البرمئہ و هو قتلہ فکیف یحنت نفسه
 ویجب علیہ الکفارة فی اخراجہ احياتہ یعنی جس شخص نے
 کسی گناہ کا حلف اٹھایا اسے اپنی قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ ادا کرے
 اور کنز کے حاشیہ میں ہے مثلاً یہ کہے کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا اور اپنے باپ
 سے بات نہیں کریگا اگر اس نے زیادتی نہیں کی فلاں پر۔ پھر اگر کہا جائے
 تو کس طرح یہ کہنے میں اسکی قسم ٹوٹ جائیگی کہ وہ فلاں پر ضرور زیادتی کرے گا۔
 اس باب میں اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ قتل نہیں کریگا اور لیکن جب تک وہ
 زندہ ہے تو ممکن ہے کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرے جو اس نے کھائی ہے کسی کے
 قتل کرنے کی۔ اس لئے کسی طرح اسکی قسم ٹوٹ جائیگی اور کفارہ واجب
 ہوگا اسپر۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس لئے (آنت) قسم توڑنیوالا ہوگا کہ قتل
 نہ کرے اور مر جائے تو وہ آنت ہو جائیگا اور اپنی زندگی کے آخری وقت
 میں اسپر کفارہ واجب ہوگا۔

۵۔ حاصل سوال یہ ہے کہ مچھلی کا بیرون آب لانا ہی اسکے ذبیحہ کا
 قائم مقام ہے اور اگر کوئی کافر اسکو پانی سے باہر لائے تو کیسے طلال شمار ہوگی
 جواب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ از روئے عقل خون والے حیوانات
 کے ذبح میں حکمت یہ ہے کہ مذبوح کا حرام خون خارج ہو جائے۔ اور
 مذبوح کا گوشت پاک و طلال ہو جائے۔

السمک ما فی لیس بد موی فلا حاجة بذبحه و من ذبحه فیسقط

السّمك حلال بلا زكوة كالجمادى وفي الكنز ولا يؤكل مائى الا السمك غير
طمان وحل بلا زكوة كالجمادى وواصله قوله عليه السلام احلت لنا ميتتان و
دمان اما الميتتان السمك والجمادى واما الدمان فالكبد والطحال وايضا
قولوا عليه السلام ما نصب عنه الماء قطر وما لفظه الماء فكلوا وما طفا فلا
تاكلوا وهكذا فى البد ايتة۔

يعنى مچھلی پانی کی مخلوق ہے پس اسکے ذبح کی حاجت نہیں اور شرع
کے مطابق وہ حلال ہے بغیر ذبح کے ٹڈی کی طرح اور کنز میں ہے نہیں کھائی
جائیگی پانی کی مخلوق سوائے مچھلی کے علاوہ اس مچھلی کے جو مر کر پانی پر آئی
ہو اور اس طرح مچھلی بغیر ذبح کئے حلال ہے۔ اور اسی کی اصلی حضور علیہ السلام
کا قول ہے کہ حلال کی گئی ہے ہمارے لئے دو مری ہوئی مخلوق ایک مری ہوئی
مچھلی اور ایک ٹڈی ہے اور دو خون ایک جگر اور ایک تلی ہے اور ایسے ہی
حضور علیہ السلام کا قول ہے کہ جو رہائے پانی سے اس کو کھاؤ اور جس مردہ کو
پانی پھینک دے اسے مت کھاؤ۔

اسلئے معلوم ہونا چاہئے کہ مچھلی کے حلال کر نیو ٹڈی کے حلال کرنے سے
تشبیہ دی گئی ہے اور ٹڈی کے حلال کر نیکی کوئی صورت نہیں اسلئے مچھلی کے
حلال کرنے کی بھی کوئی دوسری صورت نہیں ہو سکتی۔

اور قتادہ بنی خانیہ سے روایت منقول ہے۔ قوله عليه السلام لا تاكل شئ و
زكوة السمك اخراجه من الماء من اذلك يكسره تناول السمك السقي

اخراجہا الکافر لانہ اقییم مقام ذبحہا وذبح الکافر لا یجوز فذلک مخالف
 لروایۃ الكنز والہدایۃ فلا ینکون معتبرا واللہ اعلم بالصواب
 یعنی ہر چیز کیلئے ذبح ہے اور پھیلی کا ذبح کرنا اس کو پانی سے نکالنا
 ہے اس سے یہ دلیل ختم ہو جاتی ہے کہ کافر کی پانی سے نکالی ہوئی پھیلی حلال
 نہیں ہے اسلئے کہ یہ بھی ذبح کا قائم مقام ہے اور کافر کا ذبح کرنا جائز نہیں
 ہے تو یہ کنز اور ہدایہ کی روایت کے مخالف ہو گیا۔ پس یہ معتبر نہیں۔ واللہ اعلم
 بالصواب۔

حضرت شیخ حسام الدین عرف اوجھر

بیان کرتے ہیں کہ شیخ حسام الدین جو کہ شیخ اوجھر کے نام سے مشہور تھے
 اور اپنے زمانہ کے علماء و صلحا میں سر فہرست تھے لاشعہ میں عہد سلطان
 بہلول لودھی میں بغداد سے دہلی پہنچے اور سلطان کے چچا زاد بھائی قطب
 خان کی وساطت سے سلطان کے ملازمین میں شامل ہو گئے اور محتسب
 کے عہدہ پر فائز ہو کر مقرب بارگاہ سلطان ہوئے جب سلطان بہلول لودھی کا
 انتقال ہو گیا اور سلطان سکندر لودھی اس کی جگہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا
 تو شیخ مذکور اپنی سابقہ خدمت پر بدستور مامور تھے۔

ایک دن سلطان نے از روئے لطف فرمایا جو تمہاری آرزو ہو بیان

کر دتا کہ عنایات خسروانہ سے سرفراز کیا جائے۔ شیخ مذکور نے دین و عدل
کی خاطر درخواست کی کہ ایک جماعت میری امداد کیلئے مقرر فرما کر مجھے مملکت
سے بدعات وغیرہ شرعی امور کو دور کرنے پر مامور کیا جائے تاکہ غیر شرعی امور اختیار
کر نیا لوں کو تنبیہ کر کے ملک سے غیر شرعی امور کا ازالہ کر دوں۔

سلطان نے کچھ گزبردار اور صالح علماء انکی معیت میں دیکر چند اونٹ
کتاہوں سے لدوا کر ایک فرمان شاہی غیر شرعی امور کے ازالہ کیلئے عطا کر دیا۔
شیخ مذکور بادشاہ سے رخصت ہو کر گجرات، دکن اور مالوہ کے صوبوں میں
پیونچے تو اکثر قاضیوں، مفتیوں، علماء، شرفاء اور مشائخ سے اس مضمون پر
پچھلے لئے کہ وہ اسکے بعد امور نامشروع کے مرتکب نہ ہونگے اور اسی رستے سے
سیر کرتے ہوئے دلی پیونچ گئے اور جو پچھلے لوگوں سے لئے تھے بادشاہ کے حضور
پیش کر دیئے۔ بادشاہ نے خوش ہو کر عنایات خسروانہ سے سرفراز کیا۔

کچھ مدت بعد بادشاہ سے رخصت لے کر صوبہ لاہور اور ملتان کی طرف
روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے غیر شرعی مروجہ امور کو دور کر دیں۔ جب قصبہ پانی
پت پیونچے تو اپنے ہمراہی علماء سے کہا کہ آؤ پہلے قصبہ گنگوہ چلیں جہاں
شیخ عبدالقدوس کہ جنہوں نے خود کو قطب عالم مشہور کیا ہوا ہے اور جو
غیر شرعی امور پر عامل ہیں گانا بجانا سنتے ہیں اور مشرب و حدت و جودی
کے داعی ہیں، کو ان امور سے تاب کر اکر اور پچھلے لیکر اسی رستے سے آگے
چلیں گے۔ قصبہ گنگوہ پیونچ کر اس تالاب کے کنارے فروکش ہوئے۔

قصہ گنگوہ مبرکہ میں پہنچ کر اس تالاب کے کنارے فروکش ہو گئے۔
جو عبداللہ نیک مرد کی درگاہ کے قریب ہے اور حضرت قطب العالم کی
خدمت میں شرعی حکم نامہ ترک سرود و جد کیلئے روانہ کیا۔

حضرت قطب العالم نے قبول کیا۔ دو تین دن اسی صورت میں گزر گئے
(یعنی محظی وجد و سرور بند رہی) حضرت قطب العالم نے اس مدت کے
کے دوران نہ سرود سنا اور نہ وجد فرمایا۔

قصہ کے لوگ طعن و تشنیع کرنے لگے اور کہنے لگے کہ شیخ نے شیخ
او جھر کے خوف سے گانا سنا اور وجد کرنا ترک کر دیا ہے اور توبہ کر لی ہے۔
کچھ لوگ جو حضور کیند مت میں حاضر ہوئے انھوں نے بھی عرض کیا کہ لوگ
یوں کہتے ہیں۔

حضرت قطب العالم نے فرمایا۔ ” ہم مسلمان ہیں مسلمان کے
فرزند ہیں ہم نے حکم شرعی قبول کیا اور بجالائے۔

پانچ چھ دن گزرنے کے بعد حضور کے صاحبزادگان نے بھی ان کی
خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حضور کیلئے ایسی باتیں کرتے ہیں، بڑی
مشکل ہے ہم انھیں کیا جواب دیں اور شیخ او جھر بھی ابھی اسی منزل
پر مقیم ہے۔

آپ سن کر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔
ایک شب حضرت قطب العالم نماز تہجد کے لئے اٹھے تھے تو

تو ایک کینز قریب ہی اپنے مکان میں چکی پر آٹا پیستے ہوئے ہندی کا
یہ شعر گارہی تھی سہ

وے رکھے اچھبے کی بات ابھرن پتھر ڈوبن پات

ان کلمات نے حضور قطب العالم پر بید ذوق و وجد کی
کیفیت طاری کر دی۔ پانچ چھ وقت (دن، گزر گئے تھے اور اس
حال پر وارد نہ ہوئے تھے۔ بے ساختہ ایسے نعرے مارے کہ جو
لوگ قصبہ گنگوہ سے پانچ چھ کوس کے فاصلے پر تھے انھوں نے یہ
بھی نعرے سنے۔

شیخ اد جبر کو کہلا کر بھیج دیا گیا کہ جلتی ہوئی لکڑی جنگل میں خشک
کو چھوڑتی ہے نہ تر سب کو جلا دیتی ہے۔ اب اگر تم اس کو بھجاسکتے
ہو تو آؤ (یعنی آتش عشق فروزاں ہے اگر بھجاسکتے ہو تو آکر بھجاؤ)

شیخ اد جبر نے دیکھا کہ رات ہے کہلا بھیجا کہ صبح کو آؤنگا۔ صبح کی
نماز ادا کر کے اس نے کسی کو بھیجا کہ دیکھو خبر لاؤ کہ شیخ کیا کر رہے ہیں۔
خبر پہنچی کہ فجر کی نماز ادا کر کے اسی کیفیت (حال) میں ہیں۔ شیخ اد جبر
کو تاب نہ رہی اور ننگے پاؤں درہ ہاتھ میں لیکر علماء درباریوں اور گزر برداروں
کے ساتھ بھاگتا ہوا آیا اور دروازہ خانقاہ عرش جاہ پر پہنچتے ہی لرزہ

بر اندام ہو گیا اور اسکی حالت غیر ہو گئی درہ ہاتھ سے گر گیا اور جب خالقہ کے اندر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت قطب العالم وجد میں ہیں جا کر مجلس میں بیٹھے کھڑا ہو گیا اور دم ماری کی بحال نہ رہی۔ خون سے تھر تھر کانپ رہا تھا حضرت قطب العالم وجد کی حالت میں شیخ ادبھر کے قریب پہنچے اور اپنا دست مبارک اسکے شانے پر رکھ دیا اور بدستور وجد میں مصروف ہو گئے دوبارہ پھر اپنا دست مبارک شیخ ادبھر کے شانے پر رکھ دیا اور رقص کرنے لگے اسی طرح چھ مرتبہ ہاتھ رکھتے رہے۔ جب ساتویں مرتبہ حضرت شیخ نے اپنا ہاتھ شیخ ادبھر کے سر پر رکھا تو شیخ ادبھر نے اپنی دستار تار کر زمین پر دے ماری اور بے اختیار لغوہ مارا اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْ حَیْثُا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ تحقیق میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو واسطے اس کے جلے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو توحید کرنیوالا ہو کر اور انہیں میں شریک کرنیوالوں سے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں پڑھ کر حضرت شیخ کے چکر لگانے لگے۔

جب حضرت قطب العالم کو کیفیت وجد سے افاقہ ہوا شیخ ادبھر حضرت قطب عالم کے پاؤں پر گر گیا اور عرض کیا ”حضرت آج مسلمان ہوا ہوں۔ اور مسلمانی کو پہنچا ہوں اور کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ“ حضرت قطب عالم نے سن کر فرمایا ”ابھی اسلام دور ہے ایک روز نصیب ہو جائیگا“ اور دعا پڑھائی مائتہ لاکھ

میں چلے گئے۔

شیخ ادھر واپس اپنی قیام گاہ پر آیا۔ دوستوں نے دریافت کیا ”شیخ یہ کیا ہوا تھا۔“ جواب دیا جب میں خانقاہ والا جاہ کے دروازہ پر پہنچا میں نے دیکھا کہ وہاں دو شیر منہ کھولے بیٹھے ہیں میں خوفزدہ ہو کر لرزہ بر اندام ہو گیا۔ اسی حالت میں دیکھا کہ حضرت قطب العالم رقص میں ہیں۔ اور دونوں شیروں کے منہ اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ رکھے ہیں اور مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اس دروازہ سے گزر کر جب حضرت قطب العالم کی مجلس میں پہنچا تو عین رقص کی حالت میں ان کی نظر فیض اثر مجھ پر پڑی اس نظر کے پڑتے ہی خوف سے میرے ہوش و حواس رخصت ہوئے۔ جب حضرت قطب العالم نے اپنا دست مبارک میرے شانے پر رکھا تو گویا تمام زمین میرے شانے پر رکھ دی۔ جب دوسری مرتبہ دست مبارک میرے کاندھے پر رکھا تو گویا زمین اور پہاڑ سب میرے کاندھے پر رکھ دیئے تیسری مرتبہ جب ہاتھ رکھا تو گویا زمین پہاڑ اور آسمان میرے کاندھے پر رکھ دیئے۔ جب چوتھی مرتبہ میرے شانے پر ہاتھ رکھا تو گویا زمین پہاڑ آسمان و کرسی میرے کاندھے پر رکھ دیئے۔ پانچویں دفعہ ہاتھ رکھنے پر دوزخ نظر آئی۔ چھٹی مرتبہ میں نے بہشت کو دیکھا اور ساتویں دفعہ میرے سر پر ہاتھ رکھا تو میں نے قطب العالم کو عرش پر وجد میں مینارہ عرش سے جنت لگاتے ہوئے دیکھا۔ لاچار اپنی دستار پھینک کر ان کے پیچھے گردش کرنے لگا۔

اسکے بعد شیخ ادجھرا پنا مال و متاع شہریوں اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے دولت دنیا اور دنیا سے پاک ہو کر حضرت قطب عالم کے حضور میں پیش ہوئے اور کچھ مدت عبادتِ حق میں مشغول رہ کر واصلانِ و مقربانِ بارگاہِ حق میں شامل ہو گئے اور خرقہٗ خلافت پایا۔ جب سکندر لودھی نے جو پہلے ہی حضرت کا معتقد و مرید تھا۔ شیخ ادجھرا کا حال سنا تو اور زیادہ متعجب ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شجرہ خاندان سجادگانِ اولاد

حضرت قطب عالم شیخ منظر الدین عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

- | | |
|------------------------|----------------|
| ۱۔ حضرت شیخ حمید الدین | رحمۃ اللہ علیہ |
| ۲۔ حضرت شیخ عبد الصمد | رحمۃ اللہ علیہ |
| ۳۔ حضرت شیخ فتح اللہ | رحمۃ اللہ علیہ |
| ۴۔ حضرت شیخ محمد طاہر | رحمۃ اللہ علیہ |
| ۵۔ حضرت شیخ عبد الاحد | رحمۃ اللہ علیہ |
| ۶۔ حضرت شیخ معین الدین | رحمۃ اللہ علیہ |
| ۷۔ حضرت شیخ رکن الدین | رحمۃ اللہ علیہ |

- ۸۔ حضرت شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۔ حضرت شیخ عماد الاسلام رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ حضرت شیخ غلام صامین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۔ حضرت شیخ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۔ حضرت شیخ درویش احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۔ حضرت شیخ قمیش احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۔ حضرت شیخ مخدوم الملک شاہ قریش احمد رحمۃ اللہ علیہ

”مگر قبول افتد رہے عز و شرف“

کتاب خمس شد

ہر جا • ہر جا • ہر جا

ان سبھی بزرگوں کے مزارات گنگوہ شریف ضلع سہارنپور
(یو۔ پی) میں موجود ہیں۔

وَالسَّلَامُ

رَاقِمِ نَنكَ اسْلَافِ

أَسِيرِ ۲۳

غُلَامِ رَبَّانِي نَعْمَانِي حَنَفِي

قُرَيْشِي أَحْمَدُ عَبْدُ اللَّهِ

فَلَاوِي أَبَا الْعِلْمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

